سفر کے احکام و مسائل

قرآن و سنت کی روشنی میں

اشراف و مراجعہ

فضیلۃ الشیخ احمد مجتبی سلفی مدنی/ حفظہ اللہ

تالیف

عبد العلیم بن عبد الحفیظ سلفی

www.KitaboSunnat.com

مکتب تعاونی برائے دعوت و ارشاد یدمہ، نجران، سعودی عربیہ

سفر کے احکام و مسائل (قرآن و سنت کی روشنی میں) عبد العلیم بن عبد الحفیظ سلفی

١٤٢٦ ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سفر کے احکام ومسائل

قرآن وسنت کی روشنی میں

تالیف

عبد العلیم بن عبد الحفیظ سلفی

مراجعہ

فضیلۃ الشیخ احمد مجتبی سلفی مدنی

مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد یدمہ، نجران، سعودی عربیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

إن الحمدلله نحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذبالله من شرورأنفسنا، وسيئات أعمالنا، ومن يهده الله فلامضل له، ومن يضلله فلاهادي له، وأشهد أن لاإله إلا الله وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، أمابعد:

فإن خيرالحديث كتاب الله، وخيرالهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم، وشرالأمورمحدثاتها و كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة)يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ( ]آل عمران:۱۰۲[ )يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيراً وَنِسَاء وَاتَّقُواْ اللّهَ الَّذِي تَسَاءلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيباً( ]النساء:۱[ )يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِيداً. يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُطِعْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيماً( ]الأحزاب: ۷۰-۷۱[۔

اللہ رب العزت کا بے پایاں شکر و احسان ہے جس نے اس روئے زمین پر انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا اور اس کی رشد و ہدایت کی خاطر ہر قوم اور ہر قبیلے میں انبیاء اور رسول بھیجتا رہا، جنہوں نے بھٹکی ہوئی انسانیت کو اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق صحیح راستے کی طرف رہنمائی کی اور سب سے اخیر میں نبی آخر الزماں محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، جنہوں نے راہ راست سے بھٹکی ہوئی انسانیت کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کی اور تخلیق انسانیت کا جو مقصد تھا اسے تو بتایا ہی، ساتھ ہی ساتھ انسان کی زندگی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش آنے والے تمام مسائل کی وضاحت کر دی ، اورزندگی کے ہر موڑپر ان کی مناسب رہنمائی کی ، اورزندگی کے کسی گوشے کو بھی رہنمائی سے خالی نہ چھوڑا، اللہ تعالی کا فرمان :

)الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِيناً( ]المائدہ: ۳[اس کی پوری طرح شہادت دیتاہے۔

اسلام جوراہ اعتدال اور صراط مستقیم ہے اس نے انسان کی زندگی میں روزمرّہ پیش آنے والے مسائل کے اندر جس قدرآسانیاں فراہم کی ہیں اورانسانی وسعت وطاقت کالحاظ کیاہے دنیاکے تمام مذاہب وآئیڈیالوجیز اس سے پرے نظر آتے ہیں۔

سفر کے دوران پیش آنے والے مسائل بھی انہیں میں سے ہیں ، جن کی طرف قدیم ازمنہ سے ہی توجہ دی جاتی رہی ہے، زمانہ جاہلیت اور موجودہ دور میں بھی اس بارے میں بہت کچھ لکھا اور کہاجاتا رہاہے ، لیکن ساری توجیہات وفکرات کے بیچ اسلامی فکروتوجیہ اپنالاثانی مقام رکھتی ہے، ظاہر سی بات ہے کہ ان مسائل میں تنوع کاپایاجانا ایک بدیہی بات ہے، جس کی توضیح کاہر آدمی محتاج ہے،ان مسائل میں قدیم وجدید ہر طرح کے مسائل ہیں ، اوروقت کے ساتھ ساتھ نئے مسائل بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔

زمانہ جاہلیت میں جب کوئی آدمی سفر کرنے کاارادہ رکھتاتو تیر سے یاچڑیااڑا کر فال نکالتا اوراسی پر اپنے سفر کی بنیادرکھتا، اس بے حقیقت اور غلط عقیدے کی وجہ سے آدمی مختلف اور متنوع پریشانیو ں سے دوچار ہوتا رہتا، ایک تواس بدفالی کی بناپر اللہ کی تقدیر کا کھلم کھلا انکارلازم آتااوردوسرے اگر اس کاسفر اہم اورلابدّی ہوتاتووہ دھرا کادھرارہ جاتااور سوائے نقصان اور خسارے کے کچھ ہاتھ نہیں لگتا۔

اسی طرح آدمی اگر دوران سفر ہوتااور کسی جانور خاص طور سے کسی بلیّ کاگزر ہوجاتاتو وہیں سے اپناسفر ملتوی کردیتا(اور یہ بدعقیدگی تو آج بھی بہت سارے معاشروں میں پائی جاتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے) اس صورت میں آدمی کا اہم کام باقی رہ جاتا اور اتنی محنت جو دور کی مسافت طے کرنے کے لیے کیے ہوتا رائیگاں چلی جاتی۔

لیکن جب مذہب اسلام آیا تو اس نے اس اہم مسئلے کی طرف بہت زیادہ توجہ دیا اور انسان کی مناسب اور فائدہ مند رہنمائی کی، سب سے پہلے بدفالی جیسی وباء کا سرے سے انکار کیا، اس سے دو بنیادی فائدے ہوئے: ایک تو آدمی تقدیر کے انکار سے بچ گیا، اور دوسرے اس بدفالی کی وجہ سے جو ذہنی کشمکش ہوتی تھی اس سے نجات پا گیا اور اللہ پر اس کا توکل اور بھروسہ مضبوط ہو گیا۔

ہاں آدمی کا ذہن جو ہمیشہ مدّ وجزر کا شکار رہتا ہے، اور اوہام وبے جا خیالات کی آماجگاہ ہوتا ہے، اس کے لیے بطور تریاق چند مفید دعائیں اور اذکار تجویز کر دیا تاکہ اللہ کی رحمتوں سے مادّی اور معنوی فائدوں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے مالا مال ہو جائے۔
اس کے علاوہ سفر کی صعوبتوں اور مشکلات وپریشانیوں کے پیش نظر مسلمانوں پر عائد فرائض کے اندر ان کی طاقت ووسعت کے مطابق تخفیف کر کے ان عبادات و احکام کو ان کے لیے بارگراں نہ بننے دیا، مثلا: چار رکعتوں والی نمازیں دو رکعتیں ہی رکھی گئیں، سفر کے دوران روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کے درمیان اختیار دے دیا گیا، اور موزوں پر مسح کرنے کی مدّت کو ایک دن سے بڑھا کر تین دن کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ بہت سارے مسائل ہیں جن کو آپ – ان شاء اللہ – آئندہ صفحات میں ملاحظہ کریں گے - اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:)يُرِيدُ اللّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلاَ يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ((اللہ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں)]البقرۃ: ۱۸۵[نیز فرماتا ہے:)لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْساً إِلَّامَاآتَاهَا((اللہ تعالی کسی کو اتنا ہی مکلف کرتا ہے جتنا اسے دے رکھا ہے)]الطلاق:۷[نیز ایک دوسری جگہ فرماتا ہے:)لاَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تُکَلَّفُ نَفْسٌ إِلاَّ وُسْعَهَا ( ]البقرة:۲۳۳[(کوئی نفس اپنی طاقت کے مطابق ہی مکلف کیاجاتا ہے) نیز ارشاد فرماتا ہے:)لاَ نُکَلِّفُ نَفْساً إِلاَّ وُسْعَهَا ((ہم کسی کواس کی طاقت کے مطابق ہی مکلف کرتے ہیں)]الانعام: ۱۵۲،الاعراف: ۴۲،المؤمنون: ۶۲[۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک اس دنیامیں باحیات رہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیش آنے والے تمام مسائل کی توضیح اور ہر موڑپر ان کی رہنمائی کرتے رہے، اوروہ بھی آپ کی رہنمائی کی خاطر ہمہ دم کوشاں رہے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ ایسے مسائل تھے جو بعض صحابہ کرام کو معلوم نہ ہوسکے تھے، یا یہ مسائل ان تک نہ پہنچ سکے تھے، چنانچہ جب کوئی مسئلہ ان کو معلوم نہ ہوتا تو بحالت مجبوری اس میں اجتہادواستدلال سے کام لیتے، اوروہ بھی جائز حد تک، پھر جب کوئی صریح نص مل جاتا تو اپنے اجتہادواستدلال سے فورارجوع کر لیتے۔

مرورزمانہ کے ساتھ امت کی تعداد کے ساتھ ساتھ مسائل اور ضروریات بھی بڑھتے گئے ،اورامت ان کی توضیح وتشریح اوربیان کی شدید محتاج ہوتی گئی، ایسے وقت میں علماء محدثین اور ائمۂ مجتہدین نے قرآن وسنت کی روشنی میں امت کو درپیش مسائل کاتدارک کیا،اور ہر موڑپر ان کی رہنمائی کی ،انہیں جب کوئی نص صریح نہ ملتاتو مسائل کے تنوع اور حالات واحتیاج اورمالہ وماعلیہ کادراسہ اور تحقیق وجستجو کرکے اپنے اجتہادسے کام لیتے، جس کے نتیجے میں ان مسائل کے اندر وسیع اختلافات اور متنوع آراء دیکھنے کوملتے ہیں، لیکن ایک بات ضرورہے کہ ان ائمہ نےاس بات کی قطعی صراحت کردی تھی کہ ان کے انہیں اجتہادات کولیاجائے جوکتاب وسنت سے میل کھاتے ہوں اورجو نصوص شرعیہ کے خلاف ہوں انہیں بلاکسی تردد کے چھوڑدیاجائے، خصوصاامام ابوحنیفہ ، امام مالک، امام شافعی اورامام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے اقوال اس باب میں واضح طور پر منقول ہیں۔ اس کے باوجود ان ائمہ کے متبعین ان کی شخصیت میں غلو کرنے سے باز نہیں آئے، غلو، شخصیت پرستی اور تقلید جامد کا غلبہ ان پر اس قدر رہا کہ وہ صحیح سنتوں کو بھلا بیٹھے اور ان ائمہ کے اقوال، اجتہادات اور فتاؤں کو ہی اصل اسلام سمجھ لیا گیا، یہاں تک کہ اگر کوئی صحیح حدیث بھی ان ائمہ کے اقوال کے خلاف ملتی تو اس کے اندر بھی (یہ دلیل دیتے ہوئے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو اس کا علم ان کو ضرور ہوتا) کلام سے گریز نہ کیا جاتا (حدیث رسول کے علاوہ قرآن مجید کی آیتوں میں تحریف کی مثالیں بھی ملتی ہیں) اسی طرح کچھ لوگوں نے حدیث کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنا شروع کر دیا، اگر کوئی حدیث ان کی عقل کے معیار پر نہیں اترتی تو فوراً اس کا انکار کر دیتے، ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جو سنت کا سرے سے منکر ہیں، اور کچھ نے انکار تو نہیں کیا لیکن اس کی ایسی تاویل کی جو انکار کی طرف لے جاتی ہے، اس کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں جن کے بیان کا یہاں موقع نہیں ہے۔

انسانی زندگی میں پیش آنے والے مسائل میں سفر کے مسائل کو کافی اہمیت حاصل ہے، اس کی ضرورت واہمیت سب کے نزدیک مسلّم ہے، کیوں کہ دوران سفر مختلف اور متنوع مسائل کا پیش آنا بدیہی امر ہے، ان مسائل کے اندر بھی علماء کے درمیان بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے، احادیث و شروح کی کتابوں کے اندر ان مسائل کو نہایت ہی شرح وبسط کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔

اردو زبان میں اس موضوع پر کسی مستقل کتاب کی عدم موجودگی کی بنا پر اردو داں طبقہ کی رہنمائی کے لیے میں نے بتوفیق الہی استاد محترم شیخ احمد مجتبی سلفی مدنی / حفظہ اللہ (سابق استاذ حدیث جامعہ سلفیہ بنارس) کے حکم کی بجاآوری کرتے ہوئے اس موضوع پر قلم اٹھانے کی جسارت کی ہے، تاکہ عوام کو سفر کے احکام اوراس کے ضروری مسائل سے روشناس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرایاجائے، شاید امت کواس سے کچھ فائدہ ہوجائے اور راقم کے لیے توشہ آخرت ثابت ہو، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایاہے: ''إمإ آبد الإنذ بَ انقطع عنه عمله إلامن ثلاثة: إلامن طلهخعب٣خ، أوعلم٣نلغ به، أو ولد طالح ٣لعوله'')[1] ("جب آدمی مرجاتاہے تو اس کے اعمال کاثواب منقطع ہوجاتا ہے، سوائے تین اعمال کے (جن کاثواب جاری رہتاہے) : صدقہ جاریہ ، ایساعلم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، یانیک اولاد جواس کے لیے دعاء کرے"۔

دراصل یہ کتاب مادر علمی جامعہ سلفیہ بنارس میں لیسانس (عالمیت) کی سند کے لیے بحث کے طور پر پیش کی گئی تھی، اوراب نئی ترتیب اور بعض اضافات کے ساتھ قارئین کے ہاتھوں میں ہے، اس امید کے ساتھ کہ اس سے استفادہ عام ہوگا اور بہت سارے مسائل کی افہام وتفہیم میں معاون ثابت ہوگی، اور یہ سب اللہ رب العزت کی توفیق کے بعد ہی ممکن ہے۔

میں نے اس کتاب کے اندر حتی الامکان سفر کے اکثر مسائل کوبیان کرنے کی سعی و کوشش کی ہے، اور ہر مسئلہ میں علماء کے درمیان پائے جانے والے اختلاف کوبیان کرکے ان کے دلائل کو بھی بیان کردیاہے ، اوران کے دلائل کوذکر کرکے ان کا مختصر جائزہ لیاہے ، اورراجح مسلک کی وضاحت کردی ہے، اوراگر کہیں سکوت اختیار کیا ہے تویاتو اس مسئلہ میں کسی نتیجے پر نہ پہنچنے، یادونوں احکام کے مابین خیاروتوسع کے پیش نظر ایسا کیا گیا ہے ۔اور احادیث وروایات کی تخریج کردی ہے ، تخریج میں کتاب ،باب ،باب نمبر اور جابجاحدیث نمبر بھی ذکر کردیاہے،اس کے علاوہ ضروری تعلیقات بھی حواشی کے اندر کردیاہے۔

اخیر میں اللہ تبارک تعالی کی اس توفیق اور اس کی بے پایاں نعمتوں اوررحمتوں پر اس کا بے انتہاں شکر ادا کرتاہوں، اوران تمام حضرات کاشکریہ بھی اداکرتاہوں جنہوں نے میری

---

(۱) مسلم: کتاب الوصیة (۱۲۵۵/۳)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علمی و عملی زندگی میں کسی بھی طرح کی مدد کی ہے ، اوراس کتاب کی تیاری میں کسی بھی قسم کاتعاون کیاہے ، خصوصاًاپنے مربی شیخ احمد مجتبی سلفی مدنی حفظہ اللہ کا جنہوں نے اس بحث کی تیاری میں مشرف اور مراجع کی حیثیت سے ہر ممکن رہنمائی کے علاوہ خاکسار کی مکمل علمی سر پرستی کی ہے ، اللہ تعالی انہیں جزائے خیر دے اور دنیاو آخرت کی کامیابی سے ہمکنار کرے ، اوراس کتاب کولوگوں کے لیے نفع بخش اور خاکسار، والدین اوراساتذہ کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ وصلی اللہ علی خیر خلقه وسلم۔

عبد العلیم بن عبد الحفیظ سلفی

اسلامک دعوۃ سنٹر یدمہ ، نجران، سعودی عرب

******

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفر کی تعریف

سفر کی لغوی تعریف : امام رازی فرماتے ہیں:ا ُ لّو:ہطع ا ُ ُبلخ وا ُغ ُغ ألِبہ..وِلو:فوط إ ُ ۰ ا ُلو....)[1]("سفر کہتے ہیں:مسافت طے کرنے کو،جس کی جمع اسفارآتی ہے ـــ اورسفر(اس وقت کہتے ہیں جب):سفر کے لیے آدمی نکلتاہےـــــــ"۔

ازہری فرماتے ہیں: و ُ ٢ ا ُ ُبلو ٓبلوا ُ ُشّلہ منع ا ُ ُنّ عن وعهه، ومنازل الحضر عن ٓبّنه ، ومنز ِ ا ُقلغ عن نفسه، وبروزه إ ُ ۰ الأ ه ع الُضبء. و ُ ٢ ا ُ لو لِواً؛ لأنه ٣ لو عن وجوه ا ُ ُبلو٣ن وأُلاهه ْ ملظهو بَ بً إفبلبً ٓنهٗ".

اورفیومی لکھتے ہیں:ا ُ لوُشلوخ٤ن وهو ہطغ ا ُ ُبلخ٣وب ِ م ُي إما فوط للارتحال أو ُوظل موضع فوق ٓبلخ ا ُلعوى؛ لأ ِ ا ُعو ة لا ٣ َمو ِ ٓبلخ ا ُعدوى لِواً، وهبِثعض ا ُظنفين : أهَ ا ُلو يوم ...)[2]

سفر کی اصطلاحی تعریف اوراس کی شرعی تحدید:

ابن العربی مالکی فرماتے ہیں: ''ولـ٣ن َو حلٌّ ا ُ لو ا ُن ٣١وغثه ا ُو ظو، ٢ ا ُوا ِ ولا ٢ ا ُ ُنّخ،وإنبَ ِ َن ُي لأنّه بًنت ُلظةعرخ ٓ زَقر علمهعندا ُعرب ا ُنين فاطجهم الله تنع ُ ُثو آ ِ'')[3] ("سفر کی وہ

---

(۱) دیکھئے: مختار الصحاح لفظ(سفر)۔

(۲) دیکھئے:المصباح (ص۱٦)۔

(۳) القرطبي (ص۳۴۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حد جس پر قصر مشروع ہے نہ قرآن میں مذکور ہے اور نہ ہی سنت میں، بلکہ عرب کے نزدیک یہ (سفر) ایک معروف لفظ ہے جن کو کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید کے اندر مخاطب کیا ہے"۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ''حلّ ا ُ لَو انُ ١ عِّن اشْب ہعثہ الُطو واوُ ظو، ھذا بَّ اضطو ۃ انُب گکہ، ہ٤َ:ثلاخ لّب"، وقیل: یوم٤ن بطل٣ن، وہ٤َ: أ ہَ من م ُي خو٠ ہ٤َ: ٤َ! والذین حددوا م ُي ثب ُ بلکخ: نہم من ہبضِ بُکخ وأنشعو ٍ ٤لاً، وہ٤َ: زِخ وأربعون، وہ٤َ: ف َخ وأربعون، وقيل: أہبعة وأربعو ٍ، وھذہ أقوا ٍ عن بَ ُي.)[1]("سفر کی وہ حد جس پر شارع نے روزہ توڑنے اور قصر کو معلق کر رکھا ہے ان مسائل میں سے ہے جن میں لوگ اضطراب کے شکار ہیں، ایک قول کے مطابق: تین دن، ایک قول کے مطابق: پورے دو دن اور ایک قول کے مطابق اس سے کم، یہاں تک کہ ایک میل بھی کہا گیا ہے۔ اور جن لوگوں نے اس کی تجدید مسافت سے کی ہے ان میں سے بعض نے اڑتالیس میل کہا ہے، اور بعض نے چھیالیس میل، اور چوالیس اور پینتالیس بھی کہا گیا ہے، اور یہ تمام اقوال امام مالک سے مروی ہیں"۔

امام ابو محمد المقدسی فرماتے ہیں: ''لا أعلم بُ مھب إيُہ الأئ َخ وعھً، و ھو ًبَ بھ ٍ ہحَہ اللهئ ٍ ازُحل٣ثن ُي ٤ ضُبتثنیثنض ولا إعَبع ولا ھب ً، وعامة ھؤلاء٣لرقون بين ا ُلو ا ُطويل والوظ٤و، و٣جعلو ٍ م ُي حلاً ُ ِلو ا ُطو٣ َ، و نہ ْ نَ لا٣ َ َ ٠ لِواً إلا بثَ غِ ھذا ا ُحد، وما دون م ُي لا٣ َ ٤ہ لِواً...... '' إ ُ ٠ أہب ٍ: '' ً َ ا ٍ ْ ٤ ٌ ُہ حلّك٢ ا ُ ِخ ولاك٢ اشُوعلب ُ وعغلك٤ہ إ ُ ٠ ا ُعوف،لكبً بً ٍ لِوالك٢ عوف انُب گھو ا ُ لَو انُ ١ عِّنثہ اشْب ہع ا ُحد ٤ ْ، وم ُي ضَ َ لِو أھ َ ُخ إ ُ ٠ علكخلئ ِّ ھذہ ا ُ بلکخو٣ل وھذا ِلصح ذ لکيہ جواز القصروالج َغثب ُ َنة.واجُو٣دھو نصدق يوم٣ ٤و الإ َ والأھلا ّ ... '' "میں ائمہ کرام کی رایوں کی کوئی وجہ نہیں جانتا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے جو

---

(۱) مجموع فتاوی (۲۴ / ۳۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہاہے وہی درست ہے، کیونکہ (مسافت) کی تحدید کسی نص اور نہ ہی اجماع اور نہ ہی قیاس سے ثابت ہے، ان میں سے زیادہ تر لوگ طویل اور قصیر سفر کے مابین فرق کرتے ہیں، اوراسی کو لمبے سفر کی حد مانتے ہیں، اور بعض تو ان میں اس حد کی مسافت کو ہی سفر کہتے ہیں اوراس سے کم کو سفر کا نام ہی نہیں دیتے ہیں۔۔۔۔" آگے چل کر فرماتے ہیں:" ہر وہ مسمی جس کی نہ لغت میں اور نہ ہی شریعت میں ہی کوئی حد مذکور ہوتوایسی صورت میں عرف عام کو دیکھاجائے گا،لہٰذا جسے عرف عام میں سفر کہا جائے گا وہی وہ سفر ہو گا جس کو شارع حکیم نے(مسافت سفر کے ساتھ) معلق کرر کھاہے، جیسے اہل مکہ کا عرفہ کی جانب سفر کرنا جس کی مسافت ایک برید کی ہے اور یہ وہ سفر ہے جس کے اندر سنت سے قصر اور جمع بین الصلاتین جائزہے۔۔۔۔"۔

سفر کی قسمیں

سفر دوطرح کاہوتاہے: سفر حرام اور سفر مباح۔

حرام سفر: ہر وہ سفر جو اللہ اوراس کے رسول کی معصیت کے لیے ہو وہ حرام ہے، مثلا :

۱ – مزاروں، میلوں، ٹھیلوں اور شرک کی جگہوں کی زیارت۔

۲ – ایسی عمارت کی سیاحی جہاں قبریں وغیرہ اور مردوزن کا اختلاط ہو۔

۳ – بدعی اعمال وافعال والی محفلوں (مثلا: تیجا، چالیسواں، محفل میلاد، تعزیہ، میت کے لیے قرآن خوانی وغیرہ کیونکہ یہ سب اعمال دین میں بدعت ہیں) میں شرکت کی غرض سے سفر۔

۴ – غیر شرعی اجتماعی مناسبات میں شرکت کی غرض سے سفر (مثلا: برتھ ڈے، مرتیوں اور مجسّموں کی نقاب کشائی وغیرہ)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵ - ہر وہ جگہ جہاں تعبد کی غرض سے سفر کیا جاتا ہو، سوائے تین جگہوں کے ، اور وہ ہیں : مسجد حرام ، مسجد نبوی اور مسجد اقصی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لاشدالرحال إلاإُ ۰ ثلاخ ٓب عل:اُ ٔ َغلاُحرام،و اُ ٔ َغل الأقصد۰، ومـ َغل ١"([1])"سوائے تین مسجدوں کے اور کسی جگہ کے لیے رخت سفر نہیں باندھا جائے گا: مسجد حرام، مسجد اقصی اور میری مسجد (یعنی مسجد نبوی)"۔

٦ - کسی قبر کی زیارت کی نیت سے سفر ۔

۷ - اسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی نیت کرکے سفر کرنا غیر مشروع ہے ، البتہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کرکے سفر کرے اور جب وہاں پہنچ جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہما کی قبروں کی زیارت کرے اور ان پر درود و سلام بھیجے۔

۸ - ہر وہ جگہ جہاں مرد وزن کا اختلاط اور فحش و عریانی کا سماں ہو۔

مشروع اور مباح سفر :

۱ - حج وعمرہ کے لیے سفر۔

۲ - حصول علم کے لیے سفر۔

([1]) البخاري :کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکة والمدینة/١ باب فضل الصلاۃ فی مکة والمدینة : رقم (۱۸۸۹) ومسلم :کتاب الحج /٩٥ باب لاتشدالرحال إلا إلى ثلاثة مساجد : رقم (۱۳۹۷) أبوداود: کتاب المناسک /باب إتیان المدینة رقم: (۲۰۳۳) النسائی : کتاب المساجد / باب ما تشدالرحال إلیه من المساجد رقم:(۷۰۰) ابن ماجة:کتاب إقامة الصلاة والسنة فیها /۱۹۶ باب ماجاء فی الصلاۃ فی مسجد بیت المقدس : رقم (۱۴۰۹) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳ –دعوت وارشاد کے لیے سفر۔

۴ – جہاد کے لیے سفر۔

۵ –مسجد حرام کی زیارت کے لیے سفر۔

۶ –مسجد اقصی کی زیارت کے لیے سفر۔

۷ –مسجد نبوی کی زیارت کے لیے سفر۔

۸ – تجارتی مقاصد اور نوکری کے لیے سفر۔

۹ – قریبی رشتہ داروں کی زیارت کے لیے سفر۔

۱۰ –بیمار کی عیادت کے لیے سفر۔

۱۱ –شرعی اصول و قواعد کے مطابق انجام پانے والے اجتماعی مناسبات (مثلا: شادی، ولیمہ اور عقیقہ وغیرہ) میں شرکت کے لیے سفر۔

۱۲ – ہر وہ سفر جو جائز کاموں کے لیے ہو۔

سفر میں غیر شرعی آلات سے اجتناب

سفر میں اپنے ساتھ غیر شرعی چیزوں کو رکھنے سے اجتناب کرنا چاہیے، خاص طور سے کتا اور گانے بجانے کے آلات سے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لاارظحب الملائ خہكوخ لكيهاكلت ولاجر ً "(۱) "(رحمت کے) فرشتے ان مسافروں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے ساتھ کتا یا گھنٹا ہو"۔

(۱) مسلم: كتاب اللباس والزينة/ ۲۷ باب كراهة الكلب والجرس في السفر: رقم (۲۱۱۳)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجودہ دور میں یورپ اورامریکہ کی تہذیبوں سے متأثر ہو کر مسلم نوجوانوں نے سفر میں غیر شرعی امور کی انجام دہی کو اپنا فیشن بنالیا ہے، ان کے لیے سفر میں گانے بجانے جیسی چیزیں عام بات ہوگئی ہے ،اور ملٹی میڈیا نے تو اس چیز کو ان کے لیے اور آسان کر دیا ہے، واللہ المستعان-

سفر کے لیے جمعرات کو نکلنا مستحب ہے

صحیح بخاری کے اندر ہے:"عن عبدالرحمن بن كعت بن بٓ ُي عن ىئٔ٤ه هضي الله عنه: أن النج ٢ ﷺفـوج يوم الـق ٔ ٤ ُك ٢ غزوحربوك وبک ٍ ٣حب أ ٍ٣قوط يوم ا ُ قٔ٤ ")[1]("عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے مروی ہے،وہ اپنے والد کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں جمعرات کو نکلے اورآپ جمعرات ہی کو نکلنا پسند فرماتے تھے"۔

ایک دوسری روایت میں کعب بن مالک فرماتے ہیں:ہ ِ ٔب ًب ٍ ہ ٍول الله ﷺ٣قوط لِٕافـوطك ٢ سفرإلايو ّ ا ُ قٔ٤ ُ)[2]("نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر سفر کے لیے جمعرات ہی کو نکلا کرتے تھے"۔

---

(۱) البخاری : کتاب الجهاد /۱۰۳ باب من ارادغزوۃ فورّی غیرها ، ومن أحب الخروج یوم الخمیس (۶/۱۱۳) (۶/۱۱۳) النسائی (الکبری) : ۳: ۱۲۴ بحوالہ : تحفۃ الاشراف (۸/۳۲۰) ۔

(۲) البخاری : کتاب الجهاد /۱۰۳ باب من ارادغزوۃ فورّی غیرها ، ومن احب الخروج یوم الخمیس (۶/۱۱۳) أبوداود : کتاب الجهاد /۸۴ باب فی أي یوم یستحب السفر (۳/۷۹) أحمد (۳/۴۵۶) الدارمی : کتاب السیر /۲ باب فی الخروج یوم الخمیس (۲/۱۳۴) النسائی (الکبری): ۳: ۱۲۴ بحوالہ تحفۃ الأشراف (۸/۳۲۰) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملاحظہ : مذکورہ احادیث سے ان لوگوں کے عمل کی تردید ہوتی ہے جو جمعرات کو صرف اس وجہ سے سفر کرنے میں حرج سمجھتے ہیں کہ ان کا جمعہ چھوٹ جائے گا۔

جمعہ کے دن سفر کرنے پر مکمل بحث ان شاء اللہ آئندہ صفحات میں آئے گی لیکن بر سبیل تذکرہ یہاں یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ جمعہ تو الگ ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو قربانی جیسے تہوار سے بھی ایک دو دن پہلے سفر پر نکل جایا کرتے تھے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں : " ًنامغ اُنج ۲ ﷺك ۲ ٍلوفحضر النحر كبش زوًنبك ۲ البعءو عن عشروح و لجُووح عن ٍبعة")[1]("ایک سفر میں ہم لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ قربانی کا دن آگیا تو ہم نے ایک اونٹ میں دس آدمیوں کی طرف سے اور ایک گائے میں سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کی"۔

صبح کے وقت سفر کے لیے نکلنا چاہیے

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لشکر کو کسی مہم پر بھیجتے تو صبح کے ابتدائی حصّے میں بھیجتے، اور صبح کو سفر کرنے والے کے لیے دعاء بھی فرماتے، صخر غامدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اُ ِهنْثب هی لأ ّٓ ۲ك ۲ بكوربه'' وبً ٍ إملعش ٍو۳ّخً أوعثن ًنظعه ْ ٓن أوّ ٍ اُنهه و كبٍ

---

(۱) النسائی : الضحایا /۱۵ باب مایجزئ عنه البدنة في الضحايا (۷/۲۲) الترمذي : كتاب الحج / ۶۶ باب ماجاء في الاشتراك في البدنة والبقرة (۳/۲۴۸) وكتاب الأضاحي /۸ باب ماجاء في الاشتراك في الأضحية (۴/۸۹) ابن ماجه : كتاب الأضاحي /۵ باب عن كم تجزئ البدنة والبقرة (۲/۱۰۴۷) أحمد (۱/۲۷۵) اس حدیث کی علاّمہ البانی نے تصحیح کی ہے، دیکھئے: صحيح سنن النسائی / رقم (۴۰۹۰) ۔

" محكم دلائل سے مزين متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مكتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طقو ہعلاًبعواً وبً ٍ ٣جعش رغ وہ ٓن أوّ ٍ اُنھ ملئوں و ۱ وضکو ٓالہ)۱("اے اللہ تو میری امّت کے صبح کے وقت نکلنے میں برکت عطا فرما" (صخر کہتے ہیں) اورآپ جب کوئی سریہ یا لشکر بھیجتے تو صبح کے وقت بھیجتے(راوی کہتے ہیں) صخر ایک تاجر آدمی تھے، وہ اپنے تجارتی مال کو صبح کے وقت بھیجتے تو(اللہ کے فضل اوراس کی برکت سے)وہ مالدار ہو گئے اوران کے مال میں اضافہ ہو تا گیا"۔

شروع رات میں سفر کرنا مکروہ ہے

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے،وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"لاترسلوا فواشیکْ وصبیذ ٌ إذاغبثذ اُشً ٌ خو۰ رذھت کحمة الغبء کئ اشبطین رنجعث إما غبثذ اشً ٌ خو۰رنھب کحمة الغبء")[2]("اپنے جانوروں اوربچوں کوجب سورج غروب ہو جائے تو(باہر)مت بھیجو یہاں تک کہ تاریکی کاابتدائی حصہ ختم ہوجائے، اس لیے کہ شیاطین غروب شمس کے وقت نکلتے ہیں، یہاں تک کہ تاریکی کاابتدائی حصہ ختم ہو جائے"۔

(۱) أبوداود: کتاب الجھاد /۸۵ باب في الابتکار في السفر(۳/۷۹) الترمذي : کتاب البیوع /۶ باب ماجاءفي التبکیر بالتجارة (۳/۵۱۷) ابن ماجه : کتاب التجارات /۴۱باب مایرجی من البرکة في البکور(۲/۷۵۲)اس حدیث کی علاّمہ البانی نے تصحیح کی ہے،دیکھئے:صحیح سنن أبي داود / رقم (۲۲۷۰)۔

(۲) مسلم : الأشربة /۱۲ باب الامربتغطیة الإناء۔۔۔(۳/۱۵۹۴) أبوداود : الجھاد/ ۸۳ باب کراھیة السیرفي اوّل اللیل (۳/۷۸) أحمد (۳/۳۱۲)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البتہ دوران سفر رات میں سفر کرنا مستحب ہے ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "علىكْتُبْ لُ غخ لكىٔ الأرض رطوي يثب ُ ِ ٤ َ"(۱) " رات میں سفر کیا کرو کیوں کہ زمیں رات میں سمٹ جاتی ہے"۔

جماعت کے ساتھ سفر کرنا مستحب ہے

مختلف روایتوں میں اس بات کی صراحت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا ہے، یہا ں تک کہ ایک حدیث میں تنہا سفر کرنے والے کو شیطان سے تعبیر کیا گیا ہے ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لوأن ائُب ً يعلمون من الولح ٓاأعلم ٓب ٍبه ها ًتث ِ ٤ َ وحده" (۲) " اگر لوگ تنہائی کی قباحت جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو کوئی مسافر رات کو تنہا سفر نہیں کرتا"۔

ایک دوسری روایت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ، فرماتے ہیں: "نهـ• عن الولح أ ٣ج ذ اُو ع َ وحده أو٣بلكو وحده"(۳) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا رات گزارنے اور تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا ہے"۔

---

(۱) أبوداود : الجهاد/ باب في الدلجة (رقم ۲۵۷۱) والحاكم في مستدركه (۱/۴۴۵) (وقال : "صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه " و وافقه الذهبي) والبيهقي في الكبرى (۵/۲۵۶) علامہ البانی نے اس روایت کی تصحیح کی ہے، دیکھئے:الصحیحہ / رقم (۶۸۱) ۔

(۲) البخاري : كتاب الجهاد / ۱۳۵ باب السيروحده (۶/۱۳۸) الترمذي : كتاب الجهاد / ۴ باب ماجاءفي كراهية أن يسافر الرجل وحده (۴/۱۹۳) النسائی (الكبرى) : ۱۶۶ :۳ بحواله : تحفة الأشراف (۶/۳۸) ابن ماجه : الأدب / ۴۵ باب كراهية الوحدة (۲/۱۲۳۹) أحمد (۲/۲۴،۲۳) الدارمي (۲/۲۰۰) ۔

(۳) أحمد (۲/۹۱) یہ حدیث صحیح ہے، دیکھئے:مجمع الزوائد (۸/۱۰۴) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اُوا ًت ش٤طبٍ والراكبٍ ش٤طنبٍ وظلالخ ه ًت"(۱)"ایک سوار شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں (یعنی یہ لوگ شیطان کا کام کرتے ہیں) (۲) اور تین سوار جماعت ہیں"۔

مذکورہ روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا ہے، امام خطابی اس ممانعت کی مصلحت سے متعلق فرماتے ہیں: "اُ ُنفردك ٢ اُ َلوإ ِ َبد ُ ْ يكن بحضرته من يقومثغسله وكنه ورجه٤زه، ولاعنده من يوصد٢ إُيهك٢ ٓاله و٣حم َ رو ًته إُ٠ أهله و يورد فجره إ٤هم، ولامعهك٢ ٍلره من يع٤نه عل٠ اُحمولةكىءما بًنوا ثلاخ تنعونوا وربنوثواالمهنة والحراسة و طِواالدغ ٔاعة وأحرزوا الحظ"(۳) "اگر تنہا مسافر کی وفات ہو جاتی ہے تو وہاں اسے غسل دینے والا، دفن کرنے والا اور اس کی تجہیز وتکفین کرنے والا کوئی نہ رہے گا، اور نہ ہی جس کو اپنے مال کے سلسلے میں وصیت کر سکے، جو اس کے ترکہ کو اس کے گھر والوں تک پہنچا سکے، اور اس کی خبر اس کے گھر والوں کو دے سکے، اور نہ ہی اس کے ساتھ سفر میں کوئی ہوگا جو بوجھ وغیرہ اٹھانے میں اس کی مدد کر سکے، لیکن اگر وہ تین ہوں گے تو ایک دوسرے کی مدد کریں

---

(۱) مالك في المؤطا: كتاب الاستئذان /۱۴باب ماجاء في الوحدة في السفر للرجال والنساء (۲/۹۷۸) أبوداود: الجهاد/٨٦ باب في الرجل يسافر وحده (۳/۸۰) أحمد (۲/۱۸٦) الترمذي: كتاب الجهاد/۴ باب ماجاء في كراهية أن يسافر الرجل وحده (۴/۱۹۳) امام ترمذی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نیز علامہ البانی نے بھی اس کی تحسین کی ہے، دیکھئے: صحیح سنن أبی داود /رقم (۲۲۷۱)۔

(۲) دیکھئے: عون المعبود (۲/۳۴۰)۔

(۳) دیکھئے: عون المعبود (۲/۳۴۰)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے اور باری باری سے کام اور پہرہ داری کر سکیں گے، اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکیں گے، اور اس طرح بہت سے منافع حاصل کر سکیں گے"۔

یہاں پر یہ امر قابل غور ہے کہ مختلف آثار تنہا (اکیلے) سفر کرنے کے جواز پر دال ہیں مثلا:

۱ – مختلف امراء کے پاس آپ نے خطوط لکھے تو قاصدوں اور حاملین خطوط کو تنہا ہی بھیجا۔

۲ – علی رضی اللہ عنہ کو سورۂ براءۃ کے ساتھ مکہ تنہا ہی بھیجا تھا۔

۳ – ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو یمن تنہا ہی بھیجا تھا۔

۴ – اسی طرح علماء و محدثین قریہ قریہ شہر شہر حصول علم کی خاطر تنہا ہی سفر کیا کرتے تھے۔

معلوم ہوا کہ تنہا سفر کرنے کی ممانعت مطلق نہیں ہے، بلکہ حالات و ضروریات کے پیش نظر بعض حالات کے ساتھ مقید ہے، لہذا ممانعت کو تنزیہ پر محمول کیا جائے گا، ابن المنیر فرماتے ہیں: "والخبر ورد ك٢ اُلَ وك٤ وفـن من حتاش بث و جواز اُلَو لَى وكاً ُضرو ح واُ ظِـخ ازُ٢ لانظ ْ إلاّ بالإواك ًئ هِ بٍ اُغسو ً واُطِيعة، والكراهة بُ عدا مُي، ويخ ً أِ تكو ِ بجُ خ الجواز ولحث الحاجة على الأمن، وبجُ خ المنع ولح بالخوف حثش لاضروح"(۱)۔ "خبر سفر کے سلسلے میں وارد ہے، جابر کی روایت سے ضرورت و مصلحت کے وقت تنہا سفر کرنے کے جواز کا ثبوت ملتا ہے، وہ ایسی ضرورت ہوتی ہے جو صرف تنہا ہی سفر کرنے سے حاصل ہوتی ہے، جیسے جاسوس وغیرہ بھیجنا اور کراہت و ممانعت اس کے علاوہ کے لیے ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جواز بوقت امن ضرورت کے ساتھ مقید ہو اور عدم جواز حالت خوف کے ساتھ مقید ہو، جبکہ تنہا سفر کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہو"۔

(۱) دیکھئے: فتح الباری (۱۳۸/۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفر میں اجتماعیت کی رعایت

دوران سفر اجتماعیت کی رعایت نہایت ہی ضروری ہے ، کیونکہ اس کے اندر خیر ہی خیر اوراس کی مخالفت میں شر ہی شر ہے، اگر سفر میں مصاحب کی رفاقت چھوٹ جائے تو کن مصائب اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ہر سفر کرنے والا اس سے اچھی طرح واقف ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب دوران سفر کہیں قیام پذیر ہوتے تو وادیوں میں پھیل جاتے، تواللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :"إنسول وه ""ك ٢ هذه اُشعاب و الأولا خ إنسمُ "" من الشُ٤ طب ٍ"(١) "تمہاراان گھاٹیوں اوروادیوں میں بکھرنا شیطانی عمل ہے "اس کے بعد سے وہ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح رہتے کہ اگر ایک کپڑا ان پرڈال دیاجاتاتوانہیں ڈھانپ لیتا۔

سفر میں ایک آدمی کوامیر بناناجس کی اطاعت کی جائے

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "إم اف وطثلاخك ٢ ِل وك٤ؤمروا أحدهم"(٢) "جب تین آدمی کسی سفر میں نکلیں توایک کوامیر بنالیں"۔

---

(١) أبوداود : كتاب الجهاد / باب مايؤمرمن انضمام العسكروسعته: رقم (٢٦٢٨) علامہ البانی نے اس کی تصحیح کی ہے، دیکھئے:صحیح سنن أبی داود (٢/١٣٠) ۔

(٢) أبوداود : الجهاد/ ٨٧ باب في القوم يسافرون يؤمرون أحدهم (٣/٨١) علامہ البانی نے اس کی تحسین کی ہے، دیکھئے:صحیح سنن أبی داود / رقم (٢٢٧٢) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وداع کے وقت مقیم کی مسافر کے لیے دعاء

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کوالوداع کہتے تو یہ فرماتے :

"أ زْوِكِعُي اللهُ كِ٣نَي وَأَبَ‌ىَي وفـوِلِٔعَ ْ ع ٍيِ"(۱)"میں تیرے دین، تیری امانت اوراعمال کے خاتموں کواللہ کے سپرد کرتاہوں"۔

اگر کوئی سفر کاارادہ کرنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وصیت کرنے کو کہتاتو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: "ىوَكِى اللهُ ازُوَّوى وغِوغِي و٣ ّوُي اُقٓعٔ وحَىُْ بَ ُذْ ذ"(۲)" اللہ تعالی تجھے تقوی کازادراہ عطافرمائے، اور تیرے گناہ بخشے، اور توجہاں بھی ہو تیرے لیے نیکی میسّر کرے"۔

ایک آدمی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیااور عرض کیا:اے اللہ کے رسول! مجھے وصیت کیجئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أوصٔ يِقوقوى الله وأُزجُ و علٰ٠ ٍ َش وف""میں تجھے اللہ سے تقوی اور ہر اونچی جگہ چڑھنے پر اللہ اکبر کہنے کی

---

(۱) أبوداود: كتاب الجهاد/ باب في الدعاءعندالوداع رقم ۲٦۰۰ والترمذي : كتاب الدعوات / باب ماجاء فيما يقول إذاودع إنساناً/ رقم(۳۴۴۲) (۴۹۹/۵) أحمد(۷/۲) شیخ البانی نےاس کی تصحیح کی ہے، دیکھئے: صحیح سنن الترمذی (۱۵۵/۳) ۔

(۲) الترمذي : كتاب الدعوات / باب ماجاء فيما يقول إذاودع إنساناً رقم۳۴۴۴ (۴۹۹/۵) أحمد(۷/۲) شیخ البانی نے اسے "حسن صحیح" کہاہے،دیکھئے: صحیح سنن الترمذی (۱۵۵/۳) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وصیت کرتا ہوں" پھر جب وہ چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أُ ّهُ ّ اىْوِ ُه، الْأ ْه ع، و هوّ ْ عئْهِ ا ُ لَ و"(۱)

"اے اللہ! اس کے لیے زمین کو لپیٹ دے اور اس پر سفر کو آسان کر دے"۔

مسافر کی مقیم کے لیے دعاء

مسافر جب وداع لے تو اسے مقیم کے لیے یہ دعاء پڑھنی چاہئے: "أ زْوِكِعُ ُّ ْ اللہ انَّن ۹ لا ضِئْع ولِكطِئِعُه"(۲) "میں تجھے اس اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد کی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتیں"۔

سفر کی دعاء

سواری پر سوار ہوتے وقت " بسم اللہ "کہے ،اور جب سواری پر بیٹھ جائے تو تین بار "الحمد للہ "کہے اور پھر مندرجہ ذیل دعاء پڑھے:" اللهُ أجَو، اللهُ أجَو، اللهُ أجَو، جُبْج ِ انَّن ۱ ِقَّو نُبَ هٰذا وبَ نُبَّ ُهُ وْوِنِن وإنَّ إُ ۰ نقْنِبَ ُ ُنوجِو ِ، ا ُّهِ ْ إنّ ذَ وَُي ك۲ لِوِنِ هٰذا اجُوَّ وازْوْوى و ِن ا ُع ُ َ بَو وْضد۰، ا ُّهَّ ْ هوّ ْ عِئْنَ لِونَ هٰذا واطْوِ عنَّتُعى ه، ا ُّهُ ّ أذْ ذ ا ُ ظبِحِتُكِ۲

(۱) الترمذي : كتاب الدعوات / باب منه وصيته المسافر بتقوى الله والتكبير على كل شرف :رقم (۳۴۴۵) ابن ماجه : كتاب الجهاد / باب فضل الحرس والتكبير في سبيل الله: رقم(۲۷۷۱) وابن خزيمه (۱۴۹/۴) علامہ البانی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے دیکھئے :صحيح سنن الترمذي (۱۵۶/۳) وصحيح ابن ماجه (۱۲۴/۲)۔

(۲) ابن ماجه : (۹۴۳/۲) وأحمد(۴۰۳/۲)) شیخ البانی نے اس کی تصحیح کی ہے، دیکھئے:صحيح سنن ابن ماجه (۱۳۳/۲) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ا ُ لّٰوِ و ا ُقِ ٓلخُكِ ٢ اْلأهْ ِ، ا ُّهّٰ إِنِّ ٢ أعُوْثُِي ِنْ وَضْٓـءِ ا ُ لّٰوِ و نّٰلْخ
ا ُ أنْظوِ و ُ ِوْءِ ا ُ أُنْوِتـلِكِ ٢ ا ُبْ ٍ والأهْ ِ"(۱)

"پاک ہے وہ ذات جس نے اسے (یعنی سواری کو) ہمارے بس میں کر دیا، حالانکہ ہمیں اسے قابو کرنے کی طاقت نہ تھی اور بالیقین ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۔ اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور تقوی کے طالب ہیں، اور اس عمل کے خواستگار ہیں جس سے تو راضی ہو، اے اللہ ! تو ہمارے اوپر اس سفر کو آسان کر دے اور اس کی دوری کو لپیٹ کر کم کر دے، اے اللہ ! اس سفر میں تو ہی ہمارا ساتھی ہے اور اہل میں تو ہی (میرا) بہتر خلیفہ ہے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں سفر کی شدّت سے اور حزن و غم والے منظر سے اور مال واہل میں خراب تبدیلی سے"۔

جانور یا سواری کے لڑکھڑانے پر دعاء

جب سواری کو ٹھوکر لگے یا سواری لڑکھڑا جائے تو "ٗ ٗ اللہ" کہنا چاہیئے، ابو الملیح ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ: میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا تھا، کہ آپ کی سواری لڑکھڑا گئی، تو میں نے کہا کہ: شیطان کا بیڑا غرق ہو۔ تو آپ نے فرمایا: "شیطان کا بیڑا غرق ہو مت کہو، کیوں کہ جب یہ تم کہتے ہو تو شیطان اس پر پھولے نہیں سماتا، یہاں تک کہ پھول کر ایک گھر کے مثل ہو جاتا ہے، اور کہتا ہے کہ میری

(۱) مسلم : کتاب الحج / ۷۵ باب مایقول إذا رکب إلی سفر الحج وغیرہ (۹۷۸/۲) مالك في المؤطا : کتاب الاستئذان / ۱۳ باب مایؤمر به من الکلام في السفر (۹۷۷/۲) ابن حبان (۱۲۵/۴- ۱۲۶) أحمد (۲۵۶/۱) النسائي في عمل الیوم واللیلة (ص ۳۷۰- ۳۷۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوت تسلیم کرلی، بلکہ "بسم اللہ" کہو، کیوں کہ جب تم بسم اللہ کہتے ہو تو وہ ذلیل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ مکھی کے برابر چھوٹا ہو جاتا ہے" (۱)۔

بستی یا شہر میں داخل ہونے کی دعاء

جب کسی بستی یا شہر کو دیکھ لے تو مندرجہ ذیل دعاء پڑھنی چاہئے:

"اُ ِّهُ ّ ه ّة ا ُ ّ اوا دِ ا ُ ّجْغِ وبّ أظْ ِن، و ه ّة الأ ْضِئن ا ُ ّجْغِ وبّ أهْ ِن، و ه ّة اشْبّطِئن وبّ أضدْ ِن، و ه ّة ا ُ وِّبح وبّ م ه۳ن، أ وُْ ي فـئْو هذِهِ اُوّ۳خ وفـئو أهْ ِهِ وفـئوبلِئْه وأعُوْم ةُ ِی ِنْ ش وِّبه وش وِّ أهْ ِها وش وِّبـلِئْه" (۲)

"اے اللہ، اے ساتوں آسمانوں کے رب اوران چیزوں کے رب جن پر انہوں نے سایہ کیا ہوا ہے اور ساتوں زمینوں کے رب اور جن چیزوں کو انہوں نے اٹھایا ہوا ہے اور شیطانوں کے رب اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہوا ہے اور ہواؤں کے رب اور جو کچھ انہوں نے اڑایا ہے! میں تجھ سے اس بستی کی خیر، اس کے باشندوں کی خیر اوراس میں پائی جانے والی چیزوں کی خیر کا سوال کرتا ہوں، اور میں اس کے شر اوراس کے باشندوں کے شر اوراس میں پائی جانے والی چیزوں کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

---

(۱) أبوداود: کتاب الأدب (۲۹۶/۴) رقم (۴۹۸۲) شیخ البانی نے اس روایت کی تصحیح کی ہے، دیکھئے: صحیح سنن أبی داود (۹۴۱/۳) وصحیح الکلم الطیب / رقم (۲۳۸)۔

(۲) النسائي في عمل اليوم والليلة/ رقم (۵۴۴) وابن سني في عمل اليوم والليلة /رقم (۵۲۴) ابن حبان کمافي موارد الظمآن / رقم (۲۳۷۷) ابن خزیمه /رقم (۲۵۶۵) الحاکم (۴۴۶/۱) (۱۰۰/۲) (وصححه ووافقه الذهبي) حافظ ابن حجر ہیثمی اور علامہ ابن باز نے اسے حسن قرار دیا ہے، دیکھئے: الأذکار (۱۵۴/۵) مجمع الزوائد (۱۳۷/۱۰) وتحفة الأخيار (ص۳۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بازار میں داخل ہونے کی دعاء

"لاإِ'ه إلاَّ اللهُ وحْدَه، لاش۳ِوي 'ه، 'ه ا'ُيْ'ُو'ه اُ'حدُلُ، ۳حْئ۲ ۳و'ُ۲ِ'ْ'ُدُ وهُوحـ۴ لا ۳'ُوْ دُنـثِلِهِ اُقْ٤ُوْ وهُو عِ. ' ِ' ش۲ء ۳ِلهِ و"(۱)" اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی حکومت ہے اوراسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، وہی زندہ کرتا ہے اوروہی مارتا ہے اوروہ زندہ ہے، وہ مرتا نہیں ہے، اسی کے ہاتھ میں خیر ہے، اوروہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

تکبیر و تسبیح کا مقام

دوران سفر اونچی جگہوں پر تکبیر (اللہ اکبر کہنا) اورنیچے اترنے پر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) کرنا مستحب ہے، جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ہم جب اوپر چڑھتے تو (الله أجو) کہتے اورجب نیچے اترتے تو (سبحب الله) کہتے"(۲)۔

کسی جگہ اترنے کی دعاء

خولہ بنت حکیم سلمیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "ن نی ِ نزلاًص ْهب ِ: "أعُوْمُ ثِ 'ِبُ دِ اللهِ اتُِّبَّ دِ ِنْش وِّ بفِ ن" ُ ْ يضره ش۲ء خو۳۰ ورحل ن

---

(۱) الترمذي :الدعوات (۲۹۱/۵)، ابن ماجه : التجارات (۲۲۳۵) أحمد (۴۷/۱)، الدارمي : الاستئذان الاستئذان (۲۶۹۲) وحاكم (۵۳۸/۱) دیکھئے:صحيح سنن الترمذي (۱۵۲/۳)۔

(۲) البخاري : كتاب الجهادوالسير/ باب التسبيح إذاهبط وادياً (۱۳۵/۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٓنزله م ُي (۱) "جو شخص کسی جگہ اترے اور "أعُوْ ـُثِ ٌ ِبُ دِ اللهِ اڈُـّبَّ دِ ِنْ ش ِوّ بَـف ِن " پڑھے تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی یہاں تک کہ وہاں سے کوچ کر جائے"۔

سفر میں صبح کی دعاء

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور صبح ہوتی تو یہ دعاء پڑھتے:

" ِ ِأغ بِ ٓغـثِـدـِلِ اللهِ وحُ ْنِث اللِهِ عئِبْ، نئـنّبَ طـجْب ولكْـضِد ْ عئِبْ عئِذًـثِ اللهِ ِنَ انُبّ ه"(۲) "اللہ کے حمد اور ہم پر اس کے حسن بلاء (اچھے انعامات) کو سننے والے نے سن لیا، اے اللہ تو ہمارا ساتھ دے (یعنی ہماری مدد کر) اور ہم پر احسان کر اور میں جہنم سے اللہ کی پناہ چاہتے ہوئے (یہ دعاء کرتا ہوں)"۔

سفر میں دعائیں قبول ہوتی ہیں

سفر میں زیادہ سے زیادہ دعائیں کرنی چاہئے، کیونکہ ان کی قبولیت کا زیادہ امکان ہوتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ثلاث دعوات ٓ زَغـبـة لاشّ ي

---

(۱) مسلم : كتاب الذكروالدعاء......../۱۶ باب في التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء وغيره (۴/۲۰۸۰) مالك في المؤطا : كتاب الاستئذان /۱۳اباب مايؤمربه من الكلام في السفر(۲/۹۷۸) ابن حبان (۴/۱۶۷) أحمد (۱/۲۹۰ عن أبي هريرة) والدارمي (۲/۲۰۰)۔

(۲) مسلم :كتاب الذكروالدعاء ....../ باب التعوّذ من شرماعمل ومن شرمالم يعمل رقم (۲۷۱۸) وأبوداود:الأدب/ رقم(۵۰۸۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فیهن: دعوة المظلوم ودعوة المسافر ودعوة الوالد على ولده"(۱)
"تین دعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں: مظلوم کی بد دعاء، مسافر کی دعاء اور باپ کی بد دعاء بیٹے پر"۔

اثنائے سفر کا قیام

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں سفر کے دوران قیام فرماتے اور رات کا وقت ہوتا تو سو جاتے اور اگر صبح سے کچھ پہلے کا وقت ہوتا تو بازو کو کھڑا کر کے ہتھیلی پر سر رکھ لیتے (۲) اہل علم کہتے ہیں کہ آپ ایسا اس لیے کرتے کہ کہیں گہری نیند نہ آجائے اور فجر کی نماز فوت ہو جائے۔

سفر سے جلد واپسی مستحب ہے

مسافر غریب الوطنی میں مختلف پریشانیوں سے دوچار ہوتا ہے، نیز کاروبار کے جھمیلے اور آل واولاد کی فکر اسے ہر لمحے مشغول اور مضطرب رکھتے ہیں، اسی لیے سفر کو عذاب کا ٹکڑا کہا گیا ہے اور سفر سے جلد واپسی کو مستحب قرار دیا گیا ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "السفر قطعة من العذاب يمنع أحدكم طعامه وشرابه ونومه فإذا قضى نهمته فليعجل

---

(۱) أبوداود: كتاب الوتر/ باب الدعاء بظهر الغيب (رقم ۱۵۳۶) الترمذي: كتاب البر والصلة / باب ماجاء في دعوة الوالدين (رقم ۱۹۰۵) وابن ماجه: كتاب الدعاء / باب دعوة الوالد ودعوة المظلوم (رقم ۳۸۶۲) وأحمد (۲۵۸/۳) علامہ البانی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، دیکھئے: صحیح سنن الترمذي (۳۴۴/۴)۔

(۲) مسلم: المساجد ومواضع الصلاة/ باب قضاء الصلاة الفائتة/ رقم (۶۸۳)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إ ُ ٠ أهله"(۱) "سفر عذاب کا ایک حصّہ ہے جو کھانا، پانی اور نیند سے روک دیتا ہے، اس لیے جب ضرورت پوری کر لے تو اپنے اہل کے پاس فوراً لوٹ آئے"۔

سفر سے واپسی پر دن میں گھر آنا مستحب ہے

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: "نہ ٠ اُ ج ۲ ﷺ أ ۳طو م أهِ ه ٤ُ لاً"(۲) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر سے واپسی پر) اپنی اہل کے پاس رات کو جانے سے منع فرمایا" اور مسلم کی روایت میں ہے: "أ ۳خونهْ أو ۳طِت ضعورا ھ ْ" "تاکہ گھر والوں کی چوری یا خیانت کو پکڑے یا ان کا قصور ڈھونڈھے" کیوں کہ اس میں بدگمانی پائی جاتی ہے جو شریعت میں منع ہے اور عورت کی دل شکنی کا باعث اور بسا اوقات نفس کی تباہی کا سبب ہوتا ہے۔

---

(۱) البخاري : كتاب العمرة /۱۹ باب السفرقطعة من العذا ب (۳/۶۲۲) مسلم : كتاب الإمارات /۵۵ السفرقطعة من العذا ب. . . . . . بعدقضاء شغله (۳/۱۵۲۶) ابن ماجه : المناسك /۱ باب الخروج إلى الحج (۲/۹۶۲) مالك في المؤطا : كتاب الاستئذان /۱۵باب مايؤمربه من الكلام في السفر(۲/۹۸۰) أحمد (۲/۲۳۶، ۴۴۵، ۴۹۶) الدارمي (۲/۱۹۸)۔

(۲) البخاري : كتاب العمرة/۱٦ باب لايطرق أهله ليلاًإذابلغ المدينة (۳/۶۲۰) وكتاب النكاح /۱۲۰ باب لايطرق أهله ليلاًإذاطال الغيبة ....(۹/۳۳۹)مسلم : كتاب الإمارة /۵٦ باب كراهية الطروق وهوالدخول ليلاً. . . . . .(۳/۱۵۲۷) الترمذي : الاستئذان /۱۹ باب ماجاءفي كراهيةطروق الرجل أهله ليلاً (۵/٦٦) أحمد(۱/ ۱۷۵ عن سعدبن أبي وقاص) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ،وہ فرماتے ہیں: " بَ اُج ۲ ﷺ ﻻ۲ طوم أهله بً ﻻ٣لف َ إلاّ غاوح أو غشخ"(۱) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (سفر سے واپسی پر)اپنی اہل کے پاس رات کو نہیں جاتے،ہاں صبح کو یا شام کو جاتے"۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایتوں سے کسی کے ذہن میں یہ خیال آسکتا ہے کہ سفر سے واپسی پر آخر رات کو گھر آنے سے کیوں منع کیا گیاہے ؟ جب کہ آدمی سفر سے تھکاماندہ واپس آتاہے، اوراپنی اہل وعیال میں جلد پہنچنے کا محتاج ہوتا ہے، تاکہ سفر کے تھکان اور منتشر ذہنیت سے چھٹکارہ پاسکے۔ لیکن غور کرنے کے بعد اس امر میں بہت ساری حکمتوں کا پتہ چلتاہے،حافظ ابن حجر اس علّت کی بابت فرماتے ہیں:"طول اُ جخ" کی قید لگاکر اس بات کی طرف اشارہ کیاگیاہے کہ علّت نہی"طول اُ جخ ""لمبی مدّت تک غائب رہنا"ہے اگر کوئی آدمی دن کو جاتاہے اوررات کو واپس آجاتاہے تواس وقت یہ علّت نہیں پائی جائے گی " پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:"اگر کوئی شخص زیادہ دن پر گھر واپس آتاہے،اوررات کواپنی اہل کے پاس آتاہے توہوسکتاہے کہ اس کی بیوی صاف ستھری نہ ہوجو ایک عورت سے (اپنے شوہر کے لیے) مطلوب ہے اور یہ چیز دونوں کے درمیان تنفّراور کھینچاؤ کا سبب بن جائے اسی کی طرف " ۲ً ر َتحدالـ أجبـد" (یعنی وہ عورت جس کا خاوند غائب تھا وہ پاکی حاصل کرلے)اورتنتمشط الشغة"(یعنی پراگندہ بال عورت کنگھی کرلے)(۲)

---

(۱) البخاري : كتاب العمرة/١٥ باب الدخول بالعشي إذابلغ المدينة (٣/٦١٩) أحمد(٣/١٢٥، ٢٠٤ ، ٢٤٠)۔

(۲) مسلم: كتاب الإمارة /٥٦ باب كراهية الطروق (٣/١٥٢٧) ابن حبان (٤/١٧٢)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشارہ کرتا ہے، یا یہ کہ بیوی غیر مناسب حالت میں ہو جبکہ اسلام ستر وپردہ پر ابھارتا ہے، اسی بات کی طرف" أ ٣تخونهم أو٣ طِتضوا ھ °" سے اشارہ ہے(۱)۔

حافظ ابن حجر کی اس تشریح اور مختلف روایات کو اکٹھا کرنے کے بعد جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ: اسلام امن و محبت کا داعی ہے، خاص کر محبت بین الزوجین کا نہایت ہی خیال اور لحاظ کرتا ہے، اب اگر کوئی شخص سفر سے لمبی مدّت کے بعد گھر واپس آتا ہے اور بغیر اطلاع گھر میں داخل ہوگا تو اپنی بیوی کو ان حالات میں پاسکتا ہے جو اسے ناپسند ہو، کیوں کہ عام طور سے عورتیں شوہر کی عدم موجودگی میں اپنے بناؤ سنگھار کی طرف سے لاپرواہ ہوتی ہیں، اگر اچانک شوہر سے ایسی حالت میں سامنا ہو جائے تو یہ محبت میں کمی اور مستقبل میں تناؤ اور تنفّر کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس ضمن میں ابو عوانۃ کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ: عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رات کو اپنی بیوی کے پاس آئے اس وقت ان کی بیوی کے پاس ایک عورت تھی جوان کو کنگھا کر رہی تھی، انہوں نے سمجھا کوئی مرد ہے، اس لیے تلوار اٹھالی، جب اس واقعہ کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے (سفر کے بعد) رات کو بیوی کے پاس آنے سے منع فرمادیا"(۲)۔

موجودہ دور میں وسائل اعلام کی توفیر نے اس مشکل کا حل نہایت خوش اسلوبی سے کر دیا ہے، جس سے آدمی ہمہ دم اپنے گھر والوں سے جڑا رہتا ہے، سفر میں کب کہاں اور کیسے ہے سب کو پتا ہوتا ہے اس لیے وہ علت جو رات میں یا اچانک گھر واپسی میں پائی جاتی ہے مفقود ہے، اسی طرح موجودہ دور میں ہر طرح کی سواریوں اور وسائل سفر کے اوقات کے مسافر کے اپنے بس میں نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ کراہیت معاف ہے۔ ہاں اگر کسی کے ساتھ ایسی آسانیاں

---

(۱) دیکھئے: فتح الباری (۹/۳۴۰) مختصرا۔

(۲) دیکھئے: فتح الباری (۹/۳۴۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہیں یا اہل کے ساتھ جاسوسی اور خیانت کا قصد ہو تو اس علّت کی موجودگی اس مسئلہ میں مذکورہ کراہت کی موجب ہے، کیونکہ یہی فساد اہل اور دیگر فتنوں کا سبب بن جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سفر سے واپسی کی دعاء

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنگ ،حج یا عمرہ سے واپس ہوتے تو ہر بلندی والی جگہ پر تین بار "اللہ اکبر" کہتے پھر مندرجہ ذیل دعاء پڑھتے:

"لاإُه إلاّ اللهُ وحْده، لاشوِ۳ي ُه، ُه اُ ُْ ِيُ و ُه اُحلُ وهُو عِ ٠ ُ ّ ِ
ش ٢ ء لهِ۳و، ئاجِوُ ،ربجِوُ ، عبثلِوُْ ، بِ عِلُوْ ، ُ وثنَبَّ جِ لُوْ ، طى م
اللهُ وعلى ه،ونَ ظو علِ ه، وهي ّ الأحْيا ة وحْده")[1](

"اللہ کے سوا کوئی سچی عبادت کے لائق نہیں ہے، اس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے، تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم اسی کی جانب لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، اسی کی عبادت کرنے والے ہیں، اسی کو سجدہ

([1]) البخاري : كتاب العمرة/١٢ باب مايقول إذارجع من الحج أوالعمرةأوالغزو(٣/٦١٨) وكتاب الجهاد/١٣٣ باب التكبيرإذاعلاشرفاً(٦/١٣٥) ١٩٧ ١٢ باب مايقول إذارجع من الغزو(٣/١٩٢) وكتاب المغازي /٢٩ باب غزوة الخندق وهي الأحزاب (٧/٤٠٦) وكتاب الدعوات/٥٢ باب الدعاء إذاأراد سفراً أورجع (١١/١٨٨) مسلم : كتاب الحج /٧٦ باب مايقول إذاقفل من سفرالحج وغيره (٢/٩٨٠) أبوداود: كتاب الجهاد/١٧ باب في التكبيرعلى كل شرف في المسير(٣/٢١٣) النسائي (الكبرى) : كتاب السير/١١٧ (تحفة الأشراف ٦/٢١٠) وأحمد(٢/١٥، ٣٨)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے ہیں ، اور ہم اپنے رب کی تعریف بیان کرتے ہیں اللہ تعالی نے اپناوعدہ پورا کر دکھایااوراپنے بندے کی مدد کی اور تنہاہی لشکروں کوشکست دیدی"۔

سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں جاکر دو رکعتیں نمازادا کرنا مستحب ہے

مختلف روایتوں میں آتاہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے واپس آتے توپہلے مسجد میں جاکردو رکعتیں نماز اداکرتے ،کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،وہ کہتے ہیں:" إِ اُنج ٢ ﷺ بً إما هل ّ من ٍلو ضحد ٠لكف َ ا ُ َغلك ظ ِ ٠ ا ُوكغين هج َ أ٣غ ِ ّ"(١) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کے وقت کسی سفر سے واپس ہوتے تومسجد میں آتے اور بیٹھنے سے قبل دو رکعتیں نمازادا فرماتے" جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،وہ فرماتے ہیں:" ًنت َغ اُنج ٢ ﷺك ٢ ٍلو لكبُ هلبّ ا ُل٣نةهب ٍ ُ ٢: كف كَ ظ ّ ه َغ٤ن"(٢) "ایک سفر میں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، جب ہم مدینہ پہنچے تو آپ نے مجھ سے فرمایا: مسجد میں جاکر دو رکعتیں نمازاداکرو"۔

---

(١) البخاري : الجهاد/١٩٨ باب الصلاة لمن قدم من سفر (٦/١٩٣) مسلم : كتاب صلاة المسافرين/١٢ باب استحباب الركعتين في المسجد لمن قدم من سفرأوّل قدومه (١/٤٩٦) أبوداود: كتاب الجهاد /١٧٨ باب في الصلاةعندالقدوم من السفر (٣/٢٢٠) النسائي (الكبرى) : كتاب السير/١١٨/ ٢، ٣ ، ٤ (تحفة الأشراف ٨/٣١٣) ۔

(٢) البخاري : الجهاد/١٩٨ باب الصلاة لمن قدم من سفر (٦/١٩٣) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: " إِ هسول الله ﷺ حين أهجَ من حجتلكف َ ا ُ ل٣نلثوبنخ عِ ثبة ¨َغله ثلكف كو ً غكيه هكغيرص ْ انصرف إِ ُ ثثلته"(۱) "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب حج کا فریضہ اداکر کے واپس آئے اور مدینہ میں داخل ہوئے تو اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازے پر بٹھایا پھر مسجد میں گئے اور دو رکعتیں نماز ادا کی اور پھر اپنے گھر کی طرف پلٹے "۔

سفر سے واپسی پر دعوت کرنا

سفر سے واپسی پر ذبیحہ کرنا اور لوگوں کی دعوت کرنا مستحب ہے، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: " أِ هسول الله ﷺ بُ هل ّ ا ُ ل٣نة نحر عزو هاً أو ثووح"(۲) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (سفر سے) مدینہ واپس آئے تو اونٹ یا گائے ذبح کیا" جابر رضی اللہ عنہ ہی کی روایت میں یہ اضافہ ہے: "ثلزوی ٓذ٢ اُنج ٢ ﷺ ثعٔ ولَثأوهز٤ن ودرهم أو لكهمين لكبُ لى ّ طوا هاً أ ٓوثجوولكثحت لكأكلوا منهم ...."(۳) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دو اوقیہ اور ایک درہم میں یادو درہم میں ایک اونٹ خریدا اور جب مقام صرار(۴) پہنچے تو اسے ذبح کیا اور سب نے اسے کھایا"۔

---

(۱) أبوداود: كتاب الجهاد /۱۷۸ باب في الصلاةعندالقدوم من السفر (۳/۲۲۱) علامہ البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے:صحيح سنن أبي داود: رقم (۲۴۱۹)۔

(۲) البخاري: الجهاد/۱۹۸ باب الطعام عندالقدوم /رقم (۳۰۸۹)۔

(۳) البخاري: الجهاد/۱۹۸ باب الطعام عندالقدوم /رقم(۳۰۸۹)۔

(۴) مدینہ کے مشرقی جانب تین میل کی دوری پر واقع ہے دیکھئے: فتح الباری (۶/۱۹۴)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واضح ہو کہ سفر کے بعد جو دعوت کی جاتی ہے اس کا نام "اُنقیخ" ہے جو" نقع" سے مستفاد ہے جس کا مطلب غبار ہوتا ہے کیونکہ جب مسافر سفر سے واپس آتا ہے تو غبار سے اٹا ہوتا ہے(۱)۔

ابن بطال فرماتے ہیں: كيه إطعام الإمام والرئ ٌ أطحثه عندا ُودوم ٓن السفر،وهوم زَحب عند ا ُ ِ ق"اس کے اندر امام اور رئیس کے لیے سفر سے واپسی پر اپنے لوگوں کی دعوت کرنے کا جواز ہے،جو سلف کے نزدیک مستحب ہے " حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: وكب ِ ابن ع ۣ ّالطو أول قدومه من ا ُ َلو، ولا يصو ّ لأ ع َا ُنين ٣ـشونه ُ ِسلا ّ عليه والتهئخثُ ودوم "عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر سے واپسی کے وقت روزہ نہیں رکھتے تھے، کیونکہ لوگ ان سے سلام ودعاء کے لیے اور سفر سے (بخیریت)واپسی پر مبارکباد دینے آتے تھے"(۲) ۔

سفر سے واپسی پر گرم جوش استقبال

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: " صحابہ کرام جب ایک دوسرے سے ملتے تو مصافحہ کرتے اور سفر سے واپس آتے تو ایک دوسرے سے گلے ملتے "(۳) اسی طرح جب کوئی سفر سے آئے تو نہایت ہی گرم جوشی کے ساتھ اس کا استقبال کرنا چاہئے، جیسا کہ اللہ

---

(۱) دیکھئے:النهاية لابن الاثير (۱۰۹/۵) والقاموس المحيط (ص ۹۹۲) ۔

(۲) دیکھئے: فتح الباري (۲۲۴/۶) ۔

(۳) رواه الطبراني في الأوسط، دیکھئے : مجمع البحرين ۲۶۲/۵ ہیثمی نے اسے مجمع الزوائد (۳۶/۸) میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں اَرنؤوط نے بھی اس کے رجال کو صحیح قرار دیا ہے دیکھئے:تحقيقه لزاد المعاد (۴۱۵/۲) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ تبوک سے واپس آئے تو لوگوں نے ثنیۃ الوداع میں جاکر آپ کا استقبال کیا(۱)۔

عورت کا سفر

عورت کے تنہا سفر کرنے میں ہزاروں قباحتوں اور بے شمار خطرات اور مضرات کے پیش اس کے تنہا سفر کو ممنوع قرار دیا گیا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ سفر میں اس کے ساتھ کوئی محرم ہو، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذي محرم"(۲) " عورت تین دن کی مسافت کا سفر تنہا نہ کرے الاّیہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو " ایک دوسری روایت میں اس بات کی وضاحت ہے کہ ایک دن سے زیادہ کے سفر میں شوہر یا محرم کی رفاقت ضروری ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ، اللہ کے

---

(۱) البخاري :الجهاد والسير رقم (۲۹۱۷) أبوداؤد :الجهاد/ رقم (۲۷۷۹) الترمذي : الجهاد/ رقم (۱۷۱۸) وأحمد (۳/۴۴۹) ثنیۃ الوداع مدینہ میں ایک جگہ ہے جہاں سے مسافروں کو وداع کیا جاتا تھا اور وہی پر ان کا استقبال بھی کیا جاتا تھا۔

(۲) البخاري : كتاب تقصيرالصلاة /۴باب في كم يقصرالصلاة . . . . (۲/٥٦٦) وكتاب الصوم / ٦٧باب صوم يوم النحر (۴/۲۴۰ عن أبي سعيد الخدري ، وفيه:" مسيرقومين) مسلم : كتاب الحج ۷۴ باب سفرالمرأة مع محرم إلى حج وغيره (۲/۹۷۵) الترمذي : كتاب الرضاع /۱۵ ماجاءفي كراهية أن تسافرالمرأة وحدها (۳/۴۷۲)ابن ماجه: المناسك /۷ باب المرأة تحج بغيرولي (۲۹٦۷ عن أبي سعيد الخدري) أحمد (۱/۲۲۲ عن ابن عباس یہ روایت مسند میں مختلف صحابہ کرام سے تقریباً پچیس جگہوں پر منقول ہے) الدارمي (۲/۲۰۰ عن أبي سعيد الخدري) وابن حبان (۴/۱۷۴) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"لا٣حل لإھوح تؤمن بالله واليوم ا٥فـو أ ربـكو ّ تحوح يوم وئلخ ٤ ٌ ّعهھ حرمة"(١) "کسی عورت کے لیے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے یہ جائز نہیں کہ ایک دن اور ایک رات کا سفر بغیر محرم کے کرے"۔

ایک دوسری روایت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لا ربـكو ا ُوأح إلا ّغ م١ محدو ّ، ولايدفَ عليهھ ه عَ إلا ومعه محر ّكوب ٍ ه عَ:٣بهسول الله! إذ٢ أه٣ل أ أفـوط ك٢ عش ًنا وكذا وإمرأ ٢رو٣ل الحجكوب ٍ: "فـوط ّعهھ" (٢)" کوئی عورت محرم کے بغیر تنہا سفر نہ کرے اور اس سے تنہائی میں کوئی کوئی اجنبی مرد نہ ہوالا یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو" ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں فلاں جنگ میں جانا چاہتا ہوں اور میری بیوی حج کا ارادہ رکھتی ہے (تو میں کیا کروں ؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی بیوی کے ساتھ جاؤ"۔ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لا يحـ َ لاَوأح تؤمن بالله واليو ّ ا٥فـو أ ربـكو لٍوا ٣كو صطلخ ثلب ّ كظاعداً، إلا و ّعه أبوه، أو ابنه، أو زوجه، أو أخوه، أو ذو

---

(١) البخاري: كتاب تقصير الصلاة /٤باب في كم يقصر الصلاة .... (٥٦٦/٢) ومالك في المؤطا : كتاب الاستئذان /١٤باب ماجاء في الوحدة في السفر للرجال والنساء (٩٧٩/٢)۔

(٢) البخاري: كتاب جزاء الصيد /٢٦باب حج النساء (٤/٧٢) وكتاب الجهاد /١٤٠ باب من اكتتب في جيش فخرجت إمرأته حاجة.....(١٤٢/٦) وفيه/١٨١ باب كتابة الإمام الناس (١٧٨/٦) وكتاب النكاح /١١١ باب لايخلون رجل بإمرأة إلاذومحرم والدخول على المغيبة(٣٣٠/٩) مسلم : كتاب الحج /٧٤ باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره (٩٧٥/٢) وأحمد (٢٢٢/١)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محد و ّ منهہ")[1]("اللہ اور قیامت کے روز پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ تین دن یا اس سے زیادہ کا کوئی بھی سفر کرے، الا یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ ، یا اس کا بیٹا، یا اس کا شوہر، یا اس کا بھائی، یا اس کا کوئی ذو محرم ہو" ۔

ذو محرم کی تعریف

لغوی تعریف: ا ُ ُحْو ٌ :یعنی حرام، کہا جاتا ہے: اس کا ذو محرم: یعنی جس سے اس کا نکاح جائز نہیں ہے(۲) ۔

اصطلاحی تعریف: ابن الاثیر کہتے ہیں:"مو ا ُ ُحْو ّ: ّن لا۳حل ُہ نکحهہ من الأقارب وکالأب والاٗن والأخ والعم ومن ۳غو۱ ّغواهم"(۳) "ذوالمحرم: ان رشتہ داروں کو کہتے ہیں جن سے نکاح جائز نہیں ہے، جیسے: باپ ، بیٹا، بھائی، چچا اور ان جیسے لوگ"۔

ابن قدامہ کہتے ہیں:"ا ُ حو ٌ: زوجهاأو ّن تحر ّ عليه علز؛ؤلٹ٤لٹذ ّت أو ِجت ّجح ًوَبیهہ وابنهاوأخیهامن ذ ّت أو رضبع")(۴)("محرم عورت کا شوہر ہوتا ہے، یا ایسا رشتہ دار جو نسب یا کسی جائز سبب کی بنیاد پر ہمیشہ ہمیش کے لیے اس پر حرام ہو، جیسے: اس کا باپ اور اس کا بیٹا اور اس کا بھائی نسبی ہو خواہ دودھ شریک "۔

---

(۱) مسلم : کتاب الحج / باب سفر المرأة مع محرم إلی حج وغیرہ /رقم (۱۳۳۹) ۔

(۲) دیکھئے: مختار الصحاح (۱/ ۵۶) ۔

(۳) دیکھئے: النهاية (۱/۳۷۷) ۔

(۴) دیکھئے: المغني (۳۲/۲) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:" َحو ٌ ا ُ ولٔح: َن حُو ّ عٕ٤ه نبٌحه علٛ اژوٖئل إلا أ ّ ا ُموطوح ٚشح ٚخ، وا ُ ُلاعنخ لٍئنهب حرامب ٍ علٛ اژوٖئل، ولا َحرٓخ هبٌى، و ًنا أمهات ا ُ ؤ َٚن، وأخرجهن ٚعضهم ٚقولهك ٢ اژعر٣ قث جَت َباح، لا ُحرمتها، وخرطوٌ٤ رٔوٌث ٤ل أفذ ا ُ وأح وعمتها وخٚلتها وبنتها إما عقد َغ الأ ّ ولم٣ل ف َ بها")[1] ("عورت کا محرم وہ ہے جس پر اس سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام ہے، سوائے شبہاتی وطی شدہ اور لعان شدہ کے کیونکہ یہ دونوں یہاں پر بلا سبب حرمت کے حرمت ابدیہ میں سے ہیں، نیز امہات المؤمنین، ان کو بعض لوگوں نے اپنی تعریف میں لفظ "سبب مباح" کے ذریعہ نہ کہ ان کی حرمت کی وجہ سے مستثنیٰ کیا ہے۔ اسی طرح "ابدیت" کی قید سے بیوی کی بہن (سالی) اس کی پھوپھی، اس کی خالہ اور اس کی بیٹی جب ماں کے ساتھ عقد کیا ہو اور اس کے ساتھ جماع نہیں کیا ہو نکل جاتی ہیں"۔

علامہ ابن باز فرماتے ہیں: "ا ُ َحْو ٌ :هو ا ُ وع َ ان ١ رحْوُ ٌ عِيه ا ُ وأح ثذ َت ؤَبيها وأخيها أو ثجَت َجح ًالزوط ؤٍ٢ الزوط وابن الزوج، والابن من ا ُ وضاع والأخ َن ا ُ وضاع ونحوهم")[2] (. "محرم : وہ آدمی ہے جس پر عورت نسب کی وجہ سے حرام ہوتی ہے، جیسے: اس کا باپ اور اس کا بھائی، یا کسی مباح و جائز سبب کی وجہ سے، جیسے: شوہر، سسر، شوہر کا بیٹا، رضاعی (دودھ شریک) بیٹا، دودھ شریک بھائی اور ان جیسے لوگ"۔

---

(۱) دیکھئے: الفتح (۹/ ۳۳۲)۔

(۲) دیکھئے: الفتاوی (۸/ ۳۳۶) اور: مجلۃ الدعوۃ / نمبر ۱۴۹۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفر میں بیویوں کے درمیان انصاف

بیوی کو سفر میں ساتھ رکھنا مستحب ہے، اوراگر کسی کے پاس ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو ان کے درمیان قرعہ اندزی کرکے جس کے نام کا قرعہ نکلے اسے ساتھ لے جائے، عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، وہ فرماتی ہیں: " ﮐَﺎﻥَ ﺭَﺳُﻮﻝُ ﺍﻟﻠﻪِ ﷺ إﺫَﺍ ﺃَﺭَﺍﺩَ ﺳَﻔَﺮًﺍ ﺃَﻗْﺮَﻉَ ﺑَﻴْﻦَ ﻧِﺴَﺎﺋِﻪِ ﻓَﺄَﻳَّﺘُﻬُﻦَّ ﺧَﺮَﺝَ ﺳَﻬْﻤُﻬَﺎ ﺧَﺮَﺝَ ﺑِﻬَﺎ ﻣَﻌَﻪُ" (۱)" اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے توجس کا نام نکلتا اپنے ساتھ لے جاتے"۔

سفر میں موزوں پر مسح کرنے کا بیان

طہارت ونظافت کا شریعت اسلامیہ میں جو مقام اوراس کی اہمیت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، طہارت کو ایمان کا نصف کہا گیاہے، شریعت مطہّرہ نے سفر وحضر میں زندگی کے ہر شعبہ میں طہارت کو خصوصی اہمیت دے رکھی ہے، دیگراحکام ومسائل کی طرح اس کے مسائل بھی قرآن وسنت میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کردئے گئے ہیں، نیز دیگراحکام کی طرح اس کے اندر بھی انسانی مقدرت کالحاظ رکھا گیاہے، مثلا: وضوء نماز کے لیے شرط ہے بغیر وضوء کے نماز مقبول نہیں ہوتی، لیکن اگر کوئی شخص وضوء کرنے سے معذور ہو؟

---

(۱) البخاري: كتاب الهبة/ باب هبة المرأة لغير زوجها رقم(۲۵۹۳) والشهادات /۱۵ باب تعديل النساء بعضهن بعضاً ۵/۳۳۲ وباب القرعة في المشكلات ۵/۳۶۰ والجهاد والسير /۶۴ باب حمل الرجل إمرأته في الغزو دون بعض نسائه ۶/۹۵ والمغازي /۳۴ باب حديث الإفك ۷/۵۳۸ ومسلم: كتاب فضائل الصحابة/ ۱۳ باب فضائل عائشة رضي الله عنها /رقم(۲۴۴۵) وأحمد /رقم (۲۵۷۸۲، ۲۴۳۱۳)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے کہ زندگی میں ایسے حالات سے دوچار ہونا بدیہی ہے ، اسی وجہ سے شریعت نے اس معاملے میں چھوٹ دیتے ہوئے تیمم کو مشروع قرار دیا ہے ، اسی طرح موسم وحالات کے پیش نظر موزوں کا استعمال عام بات ہے ، اگر ہر وضوء کے لیے موزوں کا اتارنا ضروری ہوتا تو یہ ایک مشکل کام کے لیے مکلف کرنا ہوتا ، اسی لیے اللہ تعالی نے آسانی کرتے ہوئے موزوں پر مسح کرنے کو مشروع قرار دیا ہے۔

اس باب میں متعدد روایتیں منقول ہیں ، جن میں اس بات کی صراحت ہے کہ مقیم ایک دن اور ایک رات تک اور مسافر تین دن اور تین راتوں تک موزوں پر مسح کر سکتا ہے ، البتہ موزوں کو بحالت طہارت پہننا شرط ہے ، اگر غیر طاہر حالت میں پہنا ہے تو مسح کافی نہیں ہے ، اسی طرح اگر بیچ میں جنابت وغیرہ ہو جائے تو موزوں کو نکالنا پڑے گا البتہ قضائے حاجت سے ان کو نکالنا ضروری نہیں ہے۔ ذیل میں اس ضمن کی چند روایتیں پیش کی جا رہی ہیں :

۱ – عن شویح بن ہبذ۲ ہبٍ: ٍ وُذ عل۲ بن ىٔ۲ طبُت عن اُ ٔ َح عل۰ اُقلٍینلکوبٍ: ٍعل ەسو ٍ اللہ ﷺ ثلاخ۳أبّ وبجلیھن ٍ ُ ٔبلکو، ویوبَ ً وٌ٤خِ ً ُ ٍ ؤُ٤ ْ.)[1]("شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح سے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات (موزوں پر مسح کرنا) مشروع کیا ہے"۔

(۱) مسلم : کتاب الطھارۃ / ۲۴ باب التوقیت في المسح علی الخفین (۱/۲۳۲) النسائي : کتاب الطھارۃ / ۹۹ باب التوقیت في المسح علی الخفین للمقیم (۱/۸۴) ابن ماجہ: کتاب الطھارۃ/۸۶ باب ماجاءفي التوقیت في المسح للمقیم والمسافر (۱/۱۸۳) ابن حبان (۲/۳۱۰) ابن خزیمۃ (۱/۹۸) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢ – عنفي٣ُخ بضيث ذ عن اُنج٢ ﷺ أنه ِئَ عن اُمسح ع ِ٠ اُقلينلكوبٍ: ''ُ ِ أبلكوصلاخ ثلب ّ وبجُ٤هن و ُ ِ ؤ٤ ْ يوبّ ً و٤ُخ ً''(١)

"خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے موزوں پر مسح کرنے کے سلسلے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات مسح کرنا ہے"۔

٣ – عن بٔ٢ ثوّح عن اُنج٢ ﷺ أنه فـض ُ ِ أبلكوثلاخ ثلب ّ وبجليهن و ُ ُو ٤ ْ يوبّ ً و٤ُخ ً (٢)"ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات تک موزوں پر مسح کرنے کی رخصت دی ہے"۔

۴- عن صفو ا ٍ بن ع بَ ٍ هب ٍ: ''بَ ٍ هسول الله طِ ٠ الله ع٤ِه و ٍ ِ٣ْ وبن إما ىَب ٍلِ وا ً أ ٍ لاننزعـليلكبثلاخ ثلب ّ ولكبُيهن إلامن

(١) أبوداود: : كتاب الطهارة/٦٠ باب التوقيت في المسح على الخفين (١٠٩/١) الترمذي: كتاب الطهارة / ٧١ باب المسح على الخفين للمسافروالمقيم (١٥٨/١) ابن ماجه : كتاب الطهارة/٨٦ باب ماجاء في التوقيت في المسح للمقيم والمسافر (١٨٣/١)ابن حبان (٣١٢/٢) ابن الجارود في المنتقى (ص ٣٨) علامہ البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: صحیح سنن أبي داود/ رقم (۱۴۲) ۳۲/۱ و صحیح سنن ابن ماجه /رقم (۴۴۸) ۹۰/۱ ۔

(٢) الدارقطني (۱۹۴/۱) ابن حبان (۳۰۹/۲) ابن الجارود في المنتقى (ص ۳۹) امام خطابی اور امام شافعی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: التلخیص الحبیر (۱۵۷/۱) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عۃخ ولكن من غائط وبول ونوم''(۱) صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: "جب ہم سفر میں ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تین دن اور تین راتیں اپنے موزوں کو نہ اتارنے کا حکم دیتے الاّیہ کہ جنابت ہو جائے، لیکن پیشاب اور پاخانہ اور سونے کی وجہ سے نہ اتاریں"۔

۵ – عن بئ ۲ هرۃح هبٍ: بهلوا:۳بهسول الله! ٓب اُطهور عِ ۰ اُقلين؟ هبٍ:'' ُ ِ بلكو ثلاخ۳أب ّ ولبُيهن وللمو٤ ْ يوم ولئخِ''(۲)

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! موزوں کی پاکی کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں مسح کرنا ہے، اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات"۔

مسافر کے لیے تیمم کا مسئلہ

گذشتہ صفحات میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اسلام میں تمام احکام وامور کے اندر انسانی وسعت وطاقت کا ہر ممکن لحاظ کیا گیا ہے، اور ہر موڑ پر آسانی اور رخصت فراہم کی گئی ہے

---

(۱) الترمذي: كتاب الطهارة /۷۱ باب المسح على الخفين للمسافر والمقيم (۱/۱۵۹) النسائي: كتاب الطهارة /۹۸ باب التوقيت في المسح على الخفين للمسافر (۱/۸۳) ابن خزيمة (۱/۹۹) امام ترمذی نے اس روایت کو "حسن صحیح" کہا ہے۔ علامہ البانی نے بھی اس کی تصحیح کی ہے، دیکھئے: صحیح سنن الترمذی / رقم (۸۳) ۱/۳۰۔

(۲) ابن ماجه: كتاب الطهارة/۸۶ باب ماجاء في التوقيت في المسح للمقيم والمسافر (۱/۱۸۴) علامہ البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: صحیح سنن ابن ماجہ /رقم (۴۵۰) (۱/۹۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

،انہیں احکام میں سے ایک تیمم ہے ، کیوں کہ بسا اوقات آدمی اس جگہ سے گزرتا ہے جہاں پانی میسّر نہیں ہوتا، یا اس حالت میں ہوتا ہے جب پانی کا استعمال اس کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے، جبکہ طہارت اس کے لیے ازحد ضروری ہوتی ہے، یہ طہارت جنابت کے بعد ہو یا قضائے حاجت کے بعد ، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے :)وَإِن كُنتُم مَّرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاء أَحَدٌ مَّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لاَمَسْتُمُ النِّسَاء فَلَمْ تَجِدُواْ مَاء فَتَيَمَّمُواْ صَعِيداً طَيِّباً فَامْسَحُواْ بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ مَا يُرِيدُ اللّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ([المائدۃ:٦])اگر تم بیمار ہو جاؤ، یا سفر میں ہو، یا تم میں کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو، یا عورتوں سے جماع کرلے اور پانی نہ پائے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو اوراسے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مل لو، اللہ تعالی تم پر کسی قسم کی تنگی ڈ النا نہیں چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے اور تمہیں بھرپور نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو)۔

دوران سفر تیمم سے متعلق وارد روایات میں سے چند حسب ذیل ہیں:

١ - عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: ''ًناك ٢ ِلو َغ اُنج ٢ ﷺك ظِ ٖنثبُنب ًٗك بِ الىزَ من صلاته إما هوثو عَ معتزل ُ ٗ ٣ظَ َغ القوملكوبٍ: ' ''مامنعك تبّ فلان أِر ظِ ٢ َغ القوم؟''

هبٍ: أطثوزن٢ عثخ ولاماء، هبٍ: ''علة يثبلصعيدلكنه٣ لا٤ ي''([1])

"ہم لوگ ایک بار ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ نے لوگوں

([1]) البخاري: كتاب التيمم/٩ باب ...... (١/٤٥٧) النسائي : كتاب الطهارة/٢٠٢ باب التيمم بالصعيد (١/١٧١) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک آدمی کو الگ دیکھا جس نے لوگوں کے ساتھ نماز ادا نہیں کی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "تم نے لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی؟" اس نے جواب دیا: میں جنبی ہوں اور پانی نہیں ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مٹی استعمال کرو، یہ تمہارے لیے کافی ہے" (یعنی ایسی حالت میں مٹی سے تیمم کرلینا تمہارے لیے کافی ہے)۔

۲ – ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :" إ الصعيد ا ُطىّت وضوء ا ُ َ ْ إ ُ ۳غل ابُ ء عش و ٍ نينلكیٔما وجد ابُ ءك٤ِ مسهثش وتهكیٔ م ُيفهٔ و"(1) (پاک مٹی مسلمانوں کا وضوء ہے گرچہ دسیوں برس پانی نہ ملے اور جب پانی مل جائے تو اس سے وضو یا غسل کرلے کیوں کہ یہ خیر ہے)۔

۳ – ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: ' قـوط رجلانك ۲ ٍ لو فحضرت ا ُظلاة ولهٔ ٌ معهب َب ءكىٔ٤ بُ طعكلاً طعّجً ءك ظىٍب، ص ْ وجدا ابُ ءك۲ الو هذ،لكؤعاد أحدهب ا ُظلاةثوضوء ولم۳عد ١٥فوهص ْ رأبك هسو ٍ الله ﷺن ًوا م ُيلكوب ٍ ُن١ ُ ْ٣عد: ''أ طجذ ا ُ َنة، أعيرأي طلاري''وهب ٍ ُن١ توضأولعك:''ُي الأعو

---

(1) أبوداود: كتاب الطهارة/۱۲۵ باب الجنب يتيمم (۲۳۷/۱) الترمذي: كتاب الطهارة /۹۲ باب ماجاء في التيمم للجنب إذالم يجد الماء(۲۱۲/۱) النسائي : كتاب الطهارة /۲۰۳ باب الصلاة بتيمم واحد(۱۷۱/۱) أحمد(۱۴۶/۵ ،۱۵۵,۱ ، ۱۸۰) البيهقي في الكبرى (۲۱۲/۱ ، ۲۲۰) علامہ البانی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے دیکھئے:إرواء الغليل /رقم۱۵۳(۱۸۱/۱) صحيح سنن الترمذى /رقم۱۰۷(۱۳۹) وصحيح سنن أبى داود /رقم ۳۲۲ (۶۷/۱) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٓورین ‘‘)[1] ("دوآدمی ایک سفر میں نکلے، نماز کا وقت ہوا اور دونوں کے پاس پانی نہیں تھا، ان دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز ادا کر لیا، پھر وقت رہتے دونوں کو پانی مل گیا، ان میں سے ایک نے وضوء کر کے دوبارہ نماز پڑھ لی اور دوسرے نے نہیں پڑھی، پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس کا تذکرہ کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے جس نے نماز نہیں لوٹائی تھی فرمایا: "تم نے سنت کے مطابق عمل کیا اور تمہاری نماز کافی ہوگئی" اور وضوء کر کے دوبارہ نماز ادا کرنے والے سے فرمایا:" تیرے لیے دوہرا ثواب ہے"۔

جمعہ کے دن سفر کرنے کا مسئلہ

اس مسئلہ کے اندر دو چیزیں مدّ نظر ہونی چاہیئے :

اوّل: جمعہ کے دن زوال سے قبل سفر کرنا۔

دوم: زوال کے بعد ۔

زوال سے قبل سفر کرنے کے سلسلے میں متعدد اقوال وارد ہیں :

اس سلسلے میں امام شافعی کے دو اقوال منقول ہیں:

قول قدیم : جائز ہے۔

(۱) أبوداود: کتاب الطھارۃ/۱۲۷ باب في المجروح یتیمم(۱۲۴۱) النسائي : کتاب التیمم /۲۷ باب التیمم لمن یجدالماء بعد الصلاۃ (۱/۲۱۳) الدارمي (۱/۱۵۵) علامہ البانی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے دیکھئے: إرواء الغلیل/رقم ۱۵۳(۱/۱۸۱) صحیح سنن النسائی /رقم ۴۲۰ (۱/۹۲) وصحیح سنن أبی داود / رقم ۳۲۷ (۱/۶۹)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قول جدید : جائز نہیں ہے۔

امام مالک کے نزدیک زوال سے قبل سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

زوال کے بعد سفر کرنے میں بھی ان علماء کے مختلف اقوال وارد ہیں:

اس سلسلے میں امام احمد سے تین اقوال منقول ہیں:

اوّل: جائز ہے۔

دوم: جائز نہیں ہے۔

سوم: صرف جہاد کے سفر میں جائز ہے۔

امام شافعی کے نزدیک زوال کے بعد سفر کرنا حرام ہے ۔امام مالک فرماتے ہیں کہ : زوال کے بعد سفر نہیں کرنا چاہئے ۔اورامام ابو حنیفہ کے نزدیک جمعہ کے دن مطلق سفر کرنا جائز ہے([1]) مذکورہ اختلاف کا سبب دو قسم کی روایتوں کا وارد ہونا ہے، پہلی قسم عدم جواز کی روایتوں کی ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

ا – عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"من ٍافرمنك اهإب ٓته يوم اُغمعةدعت عليه الملاﺋ ٌخ أ ِ لا٣ظحبك ٢ ٍلره"([2]) "جمعہ کے دن جو اپنے قیام کی جگہ سے سفر کرتا ہے اس پر فرشتے بد دعاء کرتے ہیں کہ اس کے سفر میں کوئی اس کا ساتھی نہ ہو"۔

([1]) دیکھئے:زادالمعاد (۳۸۲ – ۳۸۳) ۔

([2]) امام دارقطنی نے اسے الافراد میں روایت کیاہے (دیکھئے: زادالمعاد ۱/۳۸۳) اس کی سند میں ابن لہیعہ ہیں جو بعد میں اختلاط کا شکار ہوگئے تھے، دیکھئے: تقریب التهذیب (ص۱۸٦) اورمیزان الاعتدال (۲/۴۷۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲ – ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے کہا: آپ کو معلوم ہے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ جب کوئی کسی جمعہ والی بستی میں جمعہ کی رات میں شام کرے تو سفر نہ کرے یہاں تک کہ جمعہ پڑھ لے؟ انہوں نے کہا: ہاں یہ ناپسندیدہ ہے، میں نے کہا: اور جمعرات کے دن؟ تو فرمایا: اس دن کوئی نقصان نہیں"([1])۔

۳ – عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "إما أكمَّ ي ٤ِخ ا ُغمعة فلارقوط خو ٠ ر ظِّ ٢ ا ُغ ُخ"([2]) "جب تمہیں جمعہ کی رات پالے تو جمعہ پڑھ لینے سے قبل سفر مت کرو"۔

دوسری قسم ان روایتوں کی ہے جو جوازوالی ہیں، اور وہ مندرجہ ذیل ہیں :

۱ –عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک سریّہ میں بھیجا، اس دن جمعہ کا دن پڑ رہا تھا، راوی کہتے ہیں: ان کے ساتھی لوگ صبح کو ہی نکل گئے اور انہوں نے سوچا کہ میں رک جاتا ہوں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھ کر اپنے ساتھیوں سے جاملوں گا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو پوچھا: "تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہیں نکلے؟" تو انہوں نے کہا: میری خواہش تھی کہ آپ کے ساتھ جمعہ پڑھوں گا اور پھر ان سے جاملوں گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لو أنفقت بلك ٢ الأرض بّأكه ً ذ

([1]) دیکھئے: المصنف لعبد الرزاق (۳/۲۵۱ – ۲۵۲)۔

([2]) دیکھئے: المصنف لابن أبي شيبة (۲/۱۰۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فضل غدوہم" "اگر تم روئے زمین کے سارے خزانے خرچ کر دو تو ان کے صبح نکلنے کی فضیلت کو نہیں پا سکتے"(۱)۔

۲ – صالح بن کیسان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: " إئـاعـﷺح فـوط يوم اُغمعخ ك۲ثعض ألِبـ٥٥ ولم ۳توظوا ُغمعة"(۲)"ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے بعض سفر میں جمعہ کے دن نکلے اور جمعہ کا انتظار نہیں کیا"۔

۳ – عمر بن الخطّاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :" إ اُغمعة لاتمنع اُ َلوبّ ُ ْ يحضر وقتنه"(۳) "جمعہ کا دن سفر سے نہیں روکتا جب تک جمعہ کا وقت نہ ہو جائے"۔

۴ – عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: " إ اُغمعة لا تج ُ ٌ ّبلكاٍب فـوط ّب ُْ يحن الرواح"(۴) "جمعہ مسافر کو نہیں روکتا، سفر کے لیے نکل سکتے ہو جب تک کہ جمعہ کے لیے نکلنے کا وقت نہ ہو جائے"۔

۵ – عبید اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ سالم بن عبد اللہ مکہ سے (سفر کے لیے) جمعہ کے دن نکلے"(۱)۔

---

(۱) أحمد (۱/۲۲۴) الترمذي: أبواب الصلاة /۲۸ باب ماجاء في السفر يوم الجمعة (۲/۴۰۵) امام ترمذی فرماتے ہیں: "هذا حديث غريب لانعرفه إلامن هذا الوجه" اس کی سند میں ایک راوی حجاج ہیں جو مدلس ہیں اور عنعنہ سے روایت کیا ہے، اور یہ معلوم ہے کہ مدلس کا عنعنہ غیر مقبول ہے، امام ابن القیم فرماتے ہیں": یہ حدیث حکم کی وجہ سے معلول ہے اس لئے کہ ان کا سماع مقسم سے ثابت نہیں ہے" دیکھئے: زاد المعاد (۱/۳۸۳) علامہ البانی نے بھی اس روایت کو ضعیف الاسناد قرار دیا ہے، دیکھئے: ضعیف سنن الترمذی / رقم (۸۱)۔

(۲) دیکھئے: المصنف لابن أبي شيبة (۲/۱۰۵) المصنف لعبد الرزاق (۳/۲۵۰)۔

(۳) دیکھئے: المصنف لعبد الرزاق (۳/۲۵۰)۔

(۴) السنن الکبری للبيهقي (۳/۱۸۷) والمصنف لعبد الرزاق (۳/۲۵۰)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٦ – صالح بن کثیر امام زہری سے روایت کرتے ہیں: "فوط ہ ِول الله طِ٠ الله علیه و ِ ٘ َبلكوا یوم اُغمعة ضحد٠ ہجَ الصلاح "(٢) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن صبح کو نماز سے پہلے سفر کے لیے نکلے"۔

مذکورہ دونوں قسم کی روایتوں سے ہر دو نظریہ کی تائید ہوتی ہے لیکن دونوں گروہوں کے پیش کردہ دلائل میں زیادہ تر آثار ہیں اور اگر کوئی حدیث پیش بھی کی گئی ہے تو وہ ضعیف ہے، اس کے باوجود یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی کسی اہم کام کے لیے یا کسی مہم پر جارہا ہو یا کوئی اتفاقیہ سفر درپیش ہو یا جہاز وغیرہ میں عین اسی موقع سے بکنگ ہو تو کیا کرے؟ بلاشبہ ایسی صورت میں جمعہ کے دن سفر ناگزیر ہو جائے گا، ہاں اگر سفر زیادہ اہم اور ضروری نہ ہو تو احتیاطا جمعہ کی نماز پڑھ کر سفر کرنا چاہیۓ۔

مسافر پر جمعہ واجب ہے یا نہیں؟

اس مسئلہ کے اندر بھی دو اقوال ہیں:

پہلا قول: مسافر پر جمعہ نہیں ہے، ان کی دلیل مندرجہ ذیل روایتیں ہیں:

١ – جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من َبٍ یؤمن بالله والیوم ا٥فو فعلیه اُغمخ یوم اُغمعة إلا

(١) دیکھئے: المصنف لعبدالرزاق (٣/٢٥٠ – ٢٥١)۔

(٢) دیکھئے: المصنف لابن أبي شیبة (٢/١٠٦) المصنف لعبدالرزاق (٣/٢٥١) السنن الکبری للبیهقي (٣/١٨٧) یہ روایت مرسل ہے نیز اس کے راوی صالح بن کثیر مجہول ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٓو ٣غ أومبَفرأوإ ٓوأح أو طج٢ أو مملوك"(۱) "جو آدمی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس پر جمعہ واجب ہے سوائے بیمار، مسافر، عورت، بچہ یا غلام کے (ان پر جمعہ واجب نہیں ہے)۔

۲ – تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"اُغمعة واجخ إلا علٰ طج٢ أو مملوك أو ٓبلكو"(۲) "بچے، غلام اور مسافر کے علاوہ پر جمعہ واجب ہے"۔

۳ – ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایاالجمعة واجبة إلاعلى إمرأةأوصبي وأمريض أو عبد أو مسافر "(۳)"عورت، بچہ، بیمار، غلام اور مسافر کے علاوہ پر جمعہ واجب ہے"۔

۴ – ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"ف ٓخ لاجمعخ عليهم: اُوأح والٓبلكو والعبد وا ُظج٢ وأه ٓ

---

(۱) سنن الدارقطني (۲/۳) السنن الکبری للبیهقي (۳/۱۸۴) اس میں ایک راوی ابن لھیعہ اور دوسرے معاذ بن محمد الانصاری ہیں اور دونوں ضعیف ہیں، دیکھئے:التلخیص الحبیر (۲/۶۵)۔

(۲) السنن الکبری للبیهقي (۳/۱۸۳) اس کی سند میں ایک راوی حکم بن عمرو ہیں جو ضعیف ہیں، امام ذہبی لکھتے ہیں:"قال البخاري: لاتتابع على حديثه" دیکھئے:میزان الاعتدال (۱/۵۸۷) نیز اس میں دوسرے راوی ضرار بن عمرو ہیں اور وہ بھی ضعیف ہیں، دیکھئے:میزان الاعتدال (۲/۳۲۸)۔

(۳) رواہ الطبراني، دیکھئے:مجمع الزوائد (۲/۱۷۰) اس میں بھی ضرار بن عمرو الملطی ہیں جو ضعیف ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جلبُڭخ " (۱)"پانچ قسم کے لوگوں پر جمعہ واجب نہیں ہے: عورت، مسافر، غلام، بچہ اور دیہات میں رہنے والے"۔

دوسرا قول: مسافر اگر دوران سفر کہیں قیام پذیر ہوتو اس پر جمعہ واجب ہے اور اگر سائر (سفر کرنے والا) ہو تو اس پر جمعہ واجب نہیں ہے۔ یہ قول امام زہری، امام نخعی، ابوالعباس، قاسم اور ہادی وغیرہ کا ہے۔(۲)

لیکن صحیح بات یہ ہے کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں ہے، نازل (قیام پذیر) ہو خواہ سائر، اس لیے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات کہیں منقول نہیں ہے کہ آپ نے سفر میں جمعہ پڑھا ہو، نیز صحابہ کرام خاص کر خلفاء راشدین سے بھی جمعہ پڑھنا ثابت نہیں ہے(۳)، لہذا اگر مسافر کے لیے جمعہ واجب ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ضرور نقل کرتے اور جہاں تک جمعہ کے عدم وجوب والی روایتوں کا سوال ہے تو ان کے ضعف کے باوجود متعدد طرق سے آنے کی بنا پر اس کی کچھ اصل ہے۔ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: "الصواب بّ علڭہ ٍ ق الأمة وجماڭرںھ من الأئ خ الأربعة وغڠوھم من أ ا ُبلڭو لا٣ ظ ِ ٢ عمعة و لاغڠرںھ")(۴) " صحیح بات وہی ہے جس پر ائمہ اربعہ وغیرہم میں سے امت کے اسلاف اور جمہور ہیں کہ مسافر جمعہ وغیرہ نہیں پڑھے گا"۔

---

(۱) اس روایت کو امام طبرانی نے اوسط کے اندر ذکر کیا ہے، اور اس کی سند میں ابراہیم بن حماد ہیں جو ضعیف ہیں، دیکھئے: مجمع الزوائد (۲/۱۷۰)۔

(۲) دیکھئے: نیل الاوطار (۳/۲۵۹)۔

(۳) دیکھئے: المغنی (۲/۳۳۸)۔

(۴) دیکھئے: مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۱۷/۴۸۰)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفر میں اذان واقامت

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ : دوآدمی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفر کے ارادے سے آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "إما أنتنبفـو عزبُ لكؤمنبص ْ أه كمُبص ْ ُ ٤ؤ ّ تُبُ أجّو بًّ "(۱) "جب تم سفر کے لیے نکلو (اور نماز کا وقت آجائے) تو اذان دو، پھر اقامت کہو، اس کے بعد جو تم میں سے بڑا ہو وہ امامت کرائے"۔

امام بخاری نے باب باندھا ہے تٹب ة الأ ماإ والإبـآخ ُ ِ بلكوإما ًبنوا ع ُاغخ" یعنی اگر مسافروں کی تعداد زیادہ ہو تو نماز کے لیے اذان واقامت کہیں" اس ضمن میں انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو ذکر کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ سفر میں جب سردی یا برسات کی رات ہوتی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن کو اذان کا حکم دیتے پھر فرماتے: "اپنے خیموں میں نمازیں ادا کرلو" (۲)۔

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

---

(۱) البخاري: الأذان /رقم (٦٣٠)۔

(۲) البخاري: الأذان/رقم (٦٣٢)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قصر صلاۃ کا مسئلہ

ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز ہر بالغ مرد اور عورت پر دن میں پانچ مرتبہ فرض ہے ،اور مغرب اور فجر کو چھوڑ کر ہر نماز چار رکعتوں پر مشتمل ہے ، واضح رہے کہ ابتدا میں ساری نمازیں دو دو رکعتیں ہی تھیں، پھر ظہر عصر اور عشاء کی نمازوں میں اضافہ کر کے ان کو چار چار رکعتوں کی اور مغرب کو تین رکعتوں کی کر دیا گیا، لیکن اول الذکر تین نمازیں مسافر کے لیے دو دو رکعتوں والی ہی رکھی گئیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں: "كوض الله الصلاح حين فرضها ركعٰين ركعٰين في الحضر والسفو لكؤهوّ د طلاح ا ُ لَو وز٣لك٢ طلاة الحضو"(۱) "جب اللہ تعالی نے نماز فرض کیا تو دو دو رکعتیں فرض کیا، پھر سفر کی نماز دو رکعتیں باقی رکھی گئیں اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا"۔

اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: " كوع الله ا ُظلاة علٰ ٠ ُ بَ ٍ نج ٌ ﷺ ك٢ الحضر أربىع لِك٢ ا ُلَو هكعٰين لِك٢

(۱) البخاري: كتاب الصلاة/۱ باب كيف فرضت الصلاة في الإسراء (۱/۴۶۴) وكتاب تقصير الصلاة/ ۵ باب باب يقصر إذا خرج من موضعه (۲/۵۶۹) وكتاب مناقب الأنصار /۴۸ باب التاريخ من أين أرخوا التاريخ (۷/۲۶۷) مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها /۱ باب صلاة المسافرين وقصرها (۱/۴۷۸) مالك في المؤطا: كتاب قصر الصلاة في السفر /۲ باب قصر الصلاة في السفر (۱/۱۴۶) أبوداود: كتاب الصلاة /۲۷۰ باب صلاة المسافر (۲/۵) النسائي: كتاب الصلاة /۳ باب كيف فرضت الصلاة (۱/۲۲۵) ابن حبان (۴/۱۸۰) ابن خزيمة (۲/۷۰ – ۷۱) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الخوف ہكعة"(۱) "تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اللہ تعالی نے نماز کو حالت حضر میں چار چار رکعتیں اور سفر میں دو دو رکعتیں اور حالت خوف میں ایک رکعت فرض کیا ہے"۔

اور عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: " طلاۃ اُغمعة ہكغب ِ والطو ہكغب ِ والنحر ہكغب ِ والسفر ہكغب ِر ُبّ غ٤و ہظو عل٠ ُبَ ِ اُنج ٢ ﷺ"(۲) "جمعہ کی نماز دو رکعتیں ہیں، عید الفطر کی نماز دو رکعتیں ہیں، قربانی کی نماز دو رکعتیں ہیں اور سفر کی نماز دو رکعتیں ہیں، تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی مکمل ہیں قصر نہیں"۔

نماز کے قصر کے مسئلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف

نماز کے قصر سے متعلق مذکورہ روایتوں کے پیش کرنے کے بعد ایک نظر اس مسئلہ میں علماء کرام کے مختلف آراء اور ان کے پیش کردہ دلائل پر ڈالتے ہیں۔

---

(۱) مسلم : كتاب صلاة المسافرين وقصرها /١ باب صلاة المسافرين وقصرها (١/٤٧٩) أبوداود : كتاب الصلاة /٢٨٧ باب من قال يصلي بكل طائفة ركعة ولا يقضون (٢/٤٠) النسائي : كتاب الصلاة /٣ باب كيف فرضت الصلاة (٣/٢٢٦) وكتاب تقصير الصلاة (٣/١١٨ – ١١٩) وكتاب صلاة الخوف (٣/١٦٩) ابن ماجه: كتاب الإقامة /٧٣ باب تقصير الصلاة في السفر (١/٣٣٩) أحمد (١/٢٣٢) وابن خزيمة (٢/٧٠)۔

(۲) ابن ماجه : كتاب الإقامة /٧٣ باب تقصير الصلاة في السفر (١/٣٣٨) أحمد (١/٣٧) علامہ البانی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے، دیکھئے: صحیح سنن النسائی رقم ١٣٦٤ (١/٣١٢) اور صحیح سنن ابن ماجہ / رقم ٨٧١ (١/١٧٥)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبب اختلاف

بنیادی طور پر اس مسئلہ میں اختلاف کا سبب ایک تو بعض ضعیف روایات میں اتمام کا وارد ہونا ہے، جیسے: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ روایت: " إ ا ُنج ٢ ﷺ ًب ٍ ٣وظك ٢ ا ُل وو٣ز ْ ۃل طر ویصوم" ہیثمی مجمع الزوائد(١) میں اسے ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "رواه الجيا هلكيه الـ ٔ ىوحبن٣ نكواخز ِقكي الاحتجط به" امام احمد فرماتے ہیں: "ضعك ق الحدّاش وله ٓناكو" امام نسائی فرماتے ہیں :"٤ ُثب ُقوي"(٢) امام حاکم کہتے ہیں: "٤ ُثالمتين علىهم" حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "صدوق له أوهام"(٣) عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی امام بیہقی نے ایک روایت نقل کی ہے جس میں طلحہ بن عمرو المکی ہیں جو متروک ہیں(٤) امام دار قطنی نے دوسرے طریق سے عائشہ سے ایک روایت نقل کی ہے جس کی سند میں سعید بن محمد بن ثواب ہیں جو مجہول ہیں(٥) حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "رواه ا ُلا هھطن٢ ورواتهوبد إلا أنه َعلول، والمحفوظ عنيعش خ من فعلها وهب ُذ: إنه لاشن عل٢"(٦) "اسے دار قطنی نے روایت کیا ہے اور اس کے رواۃ ثقہ ہیں، لیکن یہ روایت معلول ہے، جب

(١) دیکھئے: (٢/١٥٧)۔

(٢) دیکھئے: الضعفاء (ص٢٢٦)۔

(٣) دیکھئے: التقریب (ص٣٤٥)۔

(٤) دیکھئے: تقریب التہذیب (ص١٥٧)۔

(٥) دیکھئے: سنن الدارقطنی (٢/١٨٩)۔

(٦) دیکھئے: بلوغ المرام مع سبل السلام (٢/٣٨)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ محفوظ یہ ہے کہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا فعل تھا، ان کا قول ہے کہ (اتمام کرنا) میرے اوپر شاق نہیں گزرتا"۔

اور دوسرا سبب بعض صحابہ کرام کا سفر میں اتمام کرنا ہے، جیسے عثمان غنی اور عائشہ رضی اللہ عنہما کا اتمام کرنا[۱] اب وہ قصر والی روایتوں کی تاویل کرکے اتمام کرتے تھے، یا سفر کی تاویل تاویل کرکے، لیکن اتنا ضرور ہے کہ وہ روایتوں کی تاویل کرکے ہی قصر کو غیر واجب قرار دیتے ہیں۔

مذکورہ اسباب کی بنا پر علماء کے مختلف النوع اقوال ملتے ہیں:

پہلا قول: قصر واجب اور فرض ہے، یہ قول امام ابو حنیفہ، ان کے اصحاب اور تمام کوفیوں کا ہے،[۲] ہادویہ کا بھی یہی مسلک ہے[۳] نیز یہی مسلک امام عمر بن عبد العزیز، حماد بن ابی سلیمان اور بعض اصحاب مالک کا بھی ہے، امام مالک سے ایک روایت وجوب ہی کے سلسلے میں ہے، اور یہی قول ان کا مشہور قول ہے[۴] ابن حزم بھی وجوب ہی کی طرف گئے ہیں[۵] علی، عمر، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس، قتادہ اور حسن بھی اسی جانب گئے ہیں[۶] امام شوکانی

---

(۱) البخاري: كتاب تقصير الصلاة /۵ باب يقصر إذا خرج من موضعه (۲/۵۶۹) ومسلم: كتاب صلاة المسافرين (۱/۴۷۸)۔

(۲) دیکھئے: مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۲۴/۱۰۹) عون المعبود (۱/۴۶۶) ومرعاة المفاتيح (۴/۳۷۹)۔

(۳) دیکھئے: نیل الأوطار (۳/۲۲۷)۔

(۴) دیکھئے: التمهيد لابن عبد البر (۱۶/۲۹۵)۔

(۵) دیکھئے: مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۲۴/۱۰۹)۔

(۶) دیکھئے: نیل الأوطار (۳/۲۲۷) ومعالم السنن للخطابی (۲/۴۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے وجوب والے قول کو ہی راجح قرار دیا ہے(۱) علامہ عبید اللہ مبارکپوری لکھتے ہیں:
"والراجح عندي أ ِ لايتم ا ُ أ ُ بلكو ا ُ ظلاة، ث َ يلاى ّ ا ُ وظو ب ً لازمه ﷺ،لب ُ وظوك٢ ا ُ ل َ و ب ً ُ عز٣ ُ خ عندي، لكن لو فب ُ ق م ُ ي وأتم ا ُ ظلاة أعيأ، سواء معد القلح الأولـ٠ أو ذ ٤بهـ ولم٣وعد، فلا ر ِ ي ّ الإبلح فيكو ٍ الإ ُ ب ّ غ ٓ يهٔ"(۲) "میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ مسافر اتمام نہیں کرے گا بلکہ ہمیشہ قصر ہی کرے گا، جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت کیا ہے، تو گویا قصر میرے نزدیک عزیمت کی طرح ہے، لیکن جب اس کے برخلاف کرے گا اور اتمام کرلے گا تو یہ کافی ہو گا، خواہ قعدۂ اولی میں بیٹھے یا بھول کر نہ بیٹھے تو اس پر اعادہ نہیں ہے، لہذا اس وقت اتمام کرنا کافی ہو گا"۔

امام خطابی فرماتے ہیں:"الأولـ٠ أ ِ ٣ وظو ا ُ أ ُ بلكوا ُ ظلاة لأنهم أعمعوا علـ٠ جوازبهـ واختلفوافييهـ إما ر ُ ٌ والإعـ ُ ع ول ّ ع ِ ٠ الافـزلاف"(۳) "بہتر یہی ہے کہ مسافر قصر کرے گا اس لیے کہ اس کے جواز پر اجماع ہے اور جب کوئی اتمام کرلے تو اس میں اختلاف ہے اور اجماع اختلاف پر مقدّم ہے"۔

علامہ عبدالرحمن مبارکپوری فرماتے ہیں: "منش ؤ ٍ ٓ تبعـ٢ ا ُ َ نن ا ُ نجو٣خ ومقل٢ طرهبـه ا ُ أ ُ ظطلو٣خ أ ِ ٣لازموا ا ُ وظوك٢ ا ُ ل َ و ً ب لازمه ۔ ط ِ ٠ الله عليه وسلـ ْ ۔ ولو ً ب ِ ا ُ وظو غ٤و واعتلبوجع ا ُ َ نـتك٢ ا ُ و ظو ك٢ ا ُ ل َ و هو المتعين. ولا حاجة لهـ ْ أ ِ ٣تمواك٢ ا ُ سفرو٣أولوا ً ب رأولـبـٰ ىعشخ وتأول عثمب ِ هضي الله عنهب"۔

---

(۱) دیکھئے:نیل الأوطار(۳/۲۲۹)۔

(۲) دیکھئے:مرعاۃالمفاتیح (۳/۳۸۰)۔

(۳) دیکھئے:معالم السنن (۲/۴۸)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"سنت نبویہ کے متبعین اورآثار مصطفی کے متلاشی کی کا شیوہ ہے کہ وہ سفر میں قصر کو لازم پکڑیں جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت برتی تھی، اگر قصر واجب نہ بھی ہو تو مسئلہ قصر میں اتباع سنت متعین ہے۔اور لوگوں کو سفر میں اتمام کرنے اور عثمان اور عائشہ رضی اللہ عنہما کی طرح تاویل کرنے کی ضرورت نہیں ہے"(۱)۔

قائلین وجوب کے دلائل

ا - عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں: " إ الله كوع ا ُظلاة ھكغوين ھكغوين لكبِ ھ‌ع‌و ھسول الله ﷺ إ ُ ٠ ا ُل٣نق٣لك٢ صلاح الحضر وأهوّ د طلاح ا ُ لَو"(۲) " اللہ تعالی نے ابتداء میں نماز کو دو رکعتیں ہی فرض کیا، پھر جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ آگئے تو حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا اور سفر کی نماز (دو رکعتیں ہی) باقی رکھی گئی"۔

۲-عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: " كوع الله ا ُظلاة عل٠ ُ بَ ۂ ّّ ﷺك٢ الحضر أربعِ لِك٢ ا ُلَو ھكغوين لِك٢

---

(۱) دیکھئے:تحفۃ الاحوذی (۳/۸۶)۔

(۲) البخاري : كتاب الصلاة/۱ باب كيف فرضت الصلاة في الإسراء(۱/۴۶۴)وكتاب تقصيرالصلاة / ۵ باب يقصرإذاخرج من موضعه (۲/۵۶۹) وكتاب مناقب الأنصار /۴۸باب التاريخ من أين أرخواالتاريخ (۷/۲۶۷) مسلم : كتاب صلاة المسافرين وقصرها /۱ باب صلاة المسافرين وقصرها (۱/۴۷۸) مالك في المؤطا : كتاب قصرالصلاة في السفر /۲ باب قصرالصلاة في السفر (۱/۱۴۶) أبوداود : كتاب الصلاة /۲۷۰ باب صلاة المسافر (۲/۵) النسائي : كتاب الصلاة /۳ باب كيف فرضت الصلاة (۱/۲۲۵) ابن حبان (۴/۱۸۰) ابن خزيمة (۲/۷۰ – ۷۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الخوف هكعة"(١) "تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اللہ تعالی نے نماز کو حالت حضر میں چار چار رکعتیں اور سفر میں دودو رکعتیں اور حالت خوف میں ایک رکعت فرض کیا ہے"۔

مذکورہ دونوں روایتوں میں سفر کی نماز کے لیے لفظ"فرض"کا استعمال کیا گیا ہے جو اس بات کی طرف واضح اشارہ کرتا ہے کہ جس طرح حضر میں چار رکعتیں فرض کی گئیں اسی طرح سفر میں دو رکعتیں ہی فرض کی گئیں، نیز یہ کہیں ثابت نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کے علاوہ دو رکعتوں سے زیادہ ادا کی ہو یا آپ نے کسی کو اس سے زیادہ پڑھنے کی اجازت دی ہو۔

٣- عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: " طلاة ا ُ غ ُعة هكغب ِ وأل طو هكغب ِ والنحر هكغب ِ والسفر هكغب ِر ُب ّ غ٤و هظو عل٠ ُب َ ِ ا ُنج ٢ ﷺ"(٢) "جمعہ کی نماز دو رکعتیں ہیں، عید الفطر کی نماز دو رکعتیں ہیں، قربانی کی نماز دو رکعتیں ہیں اور سفر کی نماز دو رکعتیں ہیں، تمہارے نبی کی زبانی مکمل ہیں قصر نہیں"۔

(١) مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها /١ باب صلاة المسافرين وقصرها (١/٤٧٩) أبوداود: كتاب الصلاة /٢٨٧ باب من قال يصلي بكل طائفة ركعة ولايقضون (٢/٤٠) النسائي: كتاب الصلاة /٣ باب كيف فرضت الصلاة(٣/٢٢٦) وكتاب تقصير الصلاة (٣/١١٨ - ١١٩) وكتاب صلاة الخوف (٣/١٦٩) ابن ماجه: كتاب الإقامة /٧٣ باب تقصير الصلاة في السفر (١/٣٣٩) أحمد (١/٢٣٢) وابن خزيمة (٢/٧٠)۔

(٢) ابن ماجه: كتاب الإقامة/٧٣ باب تقصير الصلاة في السفر (١/٣٣٨) أحمد (١/٣٧) علامہ البانی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے، دیکھئے: صحیح سنن النسائی رقم ١٣٦٤ (١/٣١٢) اور صحیح سنن ابن ماجہ رقم/ ٨٧١ (١/١٧٥)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس روایت میں ىلل فـ رکـ ىع ان " سے اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ سفر کی اصل نماز دو رکعتیں ہی ہیں، نہ کم نہ زیادہ ،لہذا اس میں زیادتی کا کوئی جواز ہی نہیں ہے، نیز "ربٗ ؔ ىٖ و ەظو " سے بھی اس کی تاکید کی گئی ہے۔

۴ – عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: "صـحـجـذ ەسو ٍ الله ﷺ لكٌب ٍ٣لاي٣لك ٢ اُ َل و عل٠ ەكغين و بـٔأبكر و عمر و عثمب ٍ ًن ُي رضد٢ الله عنهم"(١) "میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا آپ سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، نیز ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنھم کی صحبت میں بھی رہا یہ لوگ بھی سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے"۔

۵ – عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: " ًب ٍ اُنج ٢ ﷺ إما فـوط من هذه اُأل٣نة ٣ٌيك عل٠ ەكغين خو ٣٠وعغ إليبه"(٢) "نبی اکرم جب اس مدینہ سے نکلتے تو دو رکعتوں سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے یہاں تک مدینہ واپس آجاتے"۔

مذکورہ دونوں روایتوں میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی صراحت موجود ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی خلفاء ثلاثہ ابو بکر، عمر اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم

---

(١) البخاري: كتاب تقصير الصلاة/ ١١ باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلاة وقبلها (٢/٥٧٧) مسلم: كتاب كتاب صلاة المسافرين/ ١ باب صلاة المسافرين وقصرها (١/٤٧٩) أبوداود: كتاب الصلاة/٢٧٦ باب التطوع في السفر (٢/٢٠) النسائي: كتاب تقصير الصلاة في السفر/٥ باب ترك التطوع في السفر (٣/١٢٢) ابن ماجه: كتاب الإقامة/٧٥ باب التطوع في السفر (١/٣٤٠)۔

(٢) ابن ماجه: كتاب الإقامة/٧٣ باب تقصير الصلاة في السفر (١/٣٣٩) علامہ البانی نے اس حدیث کو "حسن صحیح " کہا ہے، دیکھئے: صحیح سنن ابن ماجه رقم/٨٧٥ (١/١٧٦)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفر میں دو رکعتوں سے زائد پڑھتے تھے بلکہ اس بات کی صراحت بھی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ سے سفر کے لیے نکلتے تو دو رکعتوں سے زیادہ پڑھتے ہی نہیں یہاں تک کہ پھر مدینہ واپس آجاتے۔

۶ - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: "بلِك ود َغ ه ٍول الله ﷺ وئ۲ث ٌو وع ُو ًهِ ْ طِّ ٠ َن ى٤ن۳قوط َن ا ُأل۳نخ إُ ٠ أ ٍ ۳وعغ إلبيه هكغوينك ۲ ا ُ ٔ ٤و والمقاهث ٌُ خ" (۱) "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر کیا ہے، یہ سب حضرات جب مدینہ سے نکلتے تو دو ہی رکعتیں پڑھتے مکہ کے اندر سفر اور قیام دونوں حالتوں میں یہاں تک کہ مدینہ واپس آجاتے"۔

۷ – اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام خصوصاً خلفاء ثلاثہ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کا سفر میں قصر پر مداومت اور عدم اتمام قصر کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

۸ – امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: لكول هب ٍ طفوان بن محرز: هِذ لابن عمر: طىّنذ۲ عن طلاح ا ُ لَو إبه ٍ:أرقش ٠ أ ٍ ۳ ٌنة عل۲؟ هِذ: لا، هب ٍ: ’’ هكغوب ٍ، منفب ُق ا ُ َنة ًلو‘‘ وهذا َعروف هواه أبو ازُبّح عن مورق اُعجل۲ عنه وهو شَهورك۲ زًتطرهبه، ولك۲ ُلع: ’’ طلاح اُ لَو هكغوب ٍ، ومنفب ُق ا ُ َنة ًلو‘‘ وبعضهم هفعه إُ ٠ اُنج۲ ﷺلكى ّن أ ٍ طلاح ا ُ لَو هكغوب ٍ وإن م ُي من ا ُ َنخ ازُ ۲ منفالفهه لكازعول خلافهلكول ًلو"(۲) صفوان بن محرز کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی

---

(۱) ہیثمی لکھتے ہیں: "رواه أبويعلى والطبراني في الأوسط، ورجال أبي يعلى رجال الصحيح" دیکھئے: مجمع الزوائد (۲/۱۵۶)۔

(۲) مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۲۴/۱۰۸) عبد اللہ بن عمر کے قول کو طبرانی نے روایت کیا ہے، دیکھئے: مجمع الزوائد (۲/۱۵۴)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ عنہما سے سفر کی نماز سے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: کیا تمہیں ڈر ہے کہ مجھ پر جھوٹ باندھا جائے گا؟ میں نے کہا: نہیں ، تو انہوں نے کہا: "(سفر کی نماز) دو رکعتیں ہیں ، جس نے سنّت کی مخالفت کی اس نے کفر کیا "اور یہ معروف ہے جسے ابو التیاح نے مورق العجلی سے روایت کیا ہے اور یہ کتب آثار میں مشہور ہے ، اور دوسرے الفاظ میں یوں مروی ہے: "سفر کی نماز دو رکعتیں ہیں ، جس نے سنّت کی مخالفت کی اس نے کفر کیا" اور کچھ لوگوں نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعا روایت کیا ہے ، لہذا یہ ظاہر ہو گیا کہ سفر کی نماز دو رکعتیں ہی ہیں اور یہ ان سنّتوں میں سے ہے کہ کسی نے اگر ان کی مخالفت، ان کے خلاف اعتقاد رکھتے ہوئے کی تو وہ کفر کا مرتکب ہو گا ۔

٩ – جابر اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا اثر ہے ، وہ فرماتے ہیں: "٤ُ ٌ اُوكغ٤نك ٢ اُ َلوثوظو"(١) دو رکعتیں سفر میں قصر نہیں (بلکہ اصل ہیں یعنی قصر ہی اتمام ہے)۔

١٠ – عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: "من طِ٠ك٢ اُ َلو أنڤعاً ً أن طِّ٠ك٢ اُحضو ه َغ٤ن"(٢) "جس نے سفر میں چار رکعتیں پڑھیں گویا اس نے حضر میں دو رکعتیں پڑھیں (یعنی جس طرح حضر میں دو رکعتیں پڑھنے والے کی نماز ناقص ہو گی اسی طرح سفر میں چار رکعتیں پڑھنے والے کی نماز میں بھی نقص ہو گا)۔

١١ – یعلی بن امیّہ کی روایت ہے ، وہ فرماتے ہیں: هِذ ُعموثن اُقطّ ة)رضد٢ اللہ عنه(:) فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُواْ مِنَ الصَّلاَةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ

(١) دیکھئے: التمہید لابن عبد البر (١٦/٢٩٨) ۔

(٢) دیکھئے: التمہید لابن عبد البر (١٦/٢٩٨) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَفَرُواْ(]اُنَبء:١٠١[ول أمن ائُب ً، هب ٍ: عغج ذُ بَ عغج ذ نَـك وَ ُذ هسول الله ﷺ عن مُ يلعوب ٍ:''طلهخ رظلم الله بهاعك ''لكبهبلوا طلهته'' ([1]) میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: (آیت)) فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُواْ مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُواْ( ]اُنَبء:١٠١[(میں توخوف کاذکرہے جب کہ) اب لوگ امن کی حالت میں ہیں ، توانہوں نے کہا: جس سے تمہیں تعجّب ہے اس پر مجھے بھی تعجّب ہوا تھا، تو میں نے اس بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھاتو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"یہ اللہ تعالی کاتم پر ایک صدقہ ہے لہذاتم اس کے صدقے کو قبول کرو" اس روایت میں فـاقبلوا صدقتـه" بصیغۂ امر وارد ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے،اور یہاں کوئی ایسا قرینہ بھی نہیں ہے کہ اسے وجوب کے معنی سے پھیر دے۔

۱۲- صحیحین کی وہ روایت جس میں ہے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے منی میں اتمام کرنے پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تھا، جب ان کو خبر پہنچی کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے منی میں چار رکعتیں پڑھائی ہے،توانہوں نے "إنا لله وإنا إليه راجعون" پڑھی اورفرمایا: " طۂ ذ َغ ه ٍو ٍ الله ﷺ ثُ ذ٠ ه َغ٤ن و طۂ ذ َغبئ٢ ث ُو رضد٢ الله عنهثُ ذ٠ هكغين، طۂ ذ َغ ع ُو بن اُقطبة رضد٢ الله عنهثُ ذ٠ هكغين،كِ ٤ذ حظ٢ منأهثغ ركعات هكغب ٍ

([1]) مسلم : كتاب صلاة المسافرين /١ باب صلاة المسارين (١/٤٧٨) أبوداود : كتاب الصلاة /٢٧٠ باب صلاةالمسافر(٢/٥)الترمذي:كتاب تفسيرالقرآن(٥/٢٤٣)النسائي:كتاب تقصيرالصلاة في السفر/١ (٣/١١٦) ابن ماجه : كتاب الإقامة/٧٣ باب تقصيرالصلاة في السفر(١/٣٣٩) أحمد (١/٢٥) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زَوجزب ء "(۱) "میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منی میں دو رکعتیں پڑھی پڑھی اورابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ منی میں دو رکعتیں پڑھی اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ منی میں دو رکعتیں پڑھی، کیا ہی اچھا ہوتا کہ میرے حصّے میں چار رکعتوں کے بجائے وہی دو رکعتیں ہوتیں"۔

دوسرا قول : قصر واجب نہیں ہے، بلکہ مسافر کو قصر اور اتمام کے درمیان اختیار ہے، لیکن قصر افضل ہے ۔ امام شافعی (۲) ابوثور(۳)امام مالک(۴)اورامام احمد(۵)کا یہی مسلک ہے،ابن قدامہ لکھتے ہیں: "والشهور عن أحئل أ اُ بلكو علہ الاخيب ہ إشہء طِّ ہ ہ ًغڑ٤ن وإ إشہء أ ْ و اُوظو عنده أفضل وأعغت"(۶) وأعغت"(۶) "امام احمد کا مشہور قول ہے کہ مسافر کو اختیار ہے دو رکعتیں پڑھے خواہ اتمام

---

(۱) البخاري : کتاب التقصیر/ ۲ باب الصلاۃ بمنی (۲/ ۵۶۳) وکتاب الحج/ ۸۴ باب الصلاۃ بمنی (۳/ ۵۰۹) مسلم : کتاب تقصیر الصلاۃ/ ۲ باب قصر الصلاۃ بمنی (۱/ ۴۸۳) النسائي : کتاب تقصیر الصلاۃ/ ۳ باب الصلاۃ بمنی (۳/ ۱۲۰) ۔

(۲) دیکھئے : نیل الاوطار للشوکانی (۳/ ۲۲۷) مرعاۃ المفاتیح للمبارکپوری (۴/ ۳۷۹) عون المعبود(۱/ ۴۶۴) معالم السنن (۲/ ۴۸) ترتیب مسند الامام الشافعی (۱/ ۱۷۹) سبل السلام للصنعانی (۲/ ۳۷) وبذل المجهود(۶/ ۲۷۱) ۔

(۳) دیکھئے:معالم السنن (۲/ ۴۸) ۔

(۴) دیکھئے:نیل الأوطار للشوکانی (۳/ ۲۲۷) عون المعبود(۱/ ۴۶۴) وبذل المجهود(۶/ ۲۷۱) ۔

(۵) دیکھئے:نیل الأوطار للشوکانی (۳/ ۲۲۷) وبذل المجهود(۶/ ۲۷۱) ۔

(۶) دیکھئے: مرعاۃ المفاتیح للمبارکپوری (۴/ ۳۸۰ – ۳۸۱) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے، لیکن ان کے نزدیک قصر ہی افضل اور پسندیدہ ہے "امام خطابی لکھتے ہیں: "قدروي الإِ أب ّك ٢ ا ُل وعن عثمب ٍ و ٍعد ابن ئُ ٢ وبهص وهل أمهن ئن ` َعود `غ عثمب ٍث أ ذ٠ وهو `بلكو"(١) "سفر میں اتمام عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی منی کے اندر عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اتمام کے ساتھ ہی نماز پڑھی تھی، جب کہ وہ مسافر تھے "امام نووی فرماتے ہیں: "اکثر علماء کا یہی مذہب ہے"(٢)۔

دلائل

ان لوگوں نے اس سلسلے میں مختلف دلائل دیے ہیں جو ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں:

١- اللہ تعالی کا فرمان:) فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُواْ مِنَ الصَّلاَةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُواْ ( ]ا ُنـبَ ء:١٠١[کہتے ہیں کہ یہاں پر جناح کی نفی وجوب وعزیمت کے بجائے رخصت پر دلالت کرتی ہے(٣)۔

٢ - اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "طلهخ رظلم الله ببه عِ٤ ً ْ لكبهبلوا طلهته "(٤)۔

---

(١) دیکھئے: معالم السنن (٢/٤٨)۔

(٢) دیکھئے: نیل الأوطار للشوکانی (٣/٢٢٧ - ٢٢٨)۔

(٣) دیکھئے: ترتیب مسند الإمام الشافعی (١/١٨٠)۔

(٤) مسلم: کتاب صلاة المسافرین /١ باب صلاة المسارین (١/٤٧٨) أبوداود: کتاب الصلاة /٢٧٠ باب صلاة المسافر(٢/٥)الترمذي:کتاب تفسیرالقرآن(٥/٢٤٣)النسائي:کتاب تقصیرالصلاة في السفر/١ (٣/١١٦) ابن ماجه: کتاب الإقامة/٧٣ باب تقصیرالصلاة في السفر(١/٣٣٩) أحمد (١/٢٥)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر ایک صدقہ ہے، لہٰذا تم اس کے صدقے کو قبول کرو"۔

اس حدیث میں قصر صلاۃ کو صدقہ کہا گیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ قصر کے ساتھ نماز رخصت ہے، عزیمت ووجوب نہیں اس لیے کہ صدقہ قبول کرنا اختیاری چیز ہے، بندے کو اس میں اختیار ہے اسے قبول کرے خواہ نہ کرے، خطابی لکھتے ہیں: ''لِك ٢ هذا حجة لمن مهب إ ُ ٠ أ ِ الإ َ ب ّ هو الأصل، ألا ترى أنهب)يعل٠ بن أ ٤ّخ وعمر) هل رعجِ من ا ُو ظو َ غ عل ّ شروط الخوف، فلو ًب ِ أط َ طلاة ا ُ بلكو هكغوين ُ ٣ رعجِ من م ُي ،لكل ٍّ ع ِ٠ أ ِ او ظو إنّب هو عن أط َ ًب َ َ هلوولمه فحذف بعضه وثأوي بعضه، لِك ٢ قوله: ''طلهخ رظلم الله ببه علك ""، ك ُ ٤ َ عل٠ أنه فظخ فض ُ هم كيهاوالرخظخ إنبتكون إباحة لاعز ٣ ُ خ''(١)"اس کے اندران لوگوں کے لیے دلیل ہے جو اس بات کی طرف گئے ہیں کہ اتمام ہی اصل ہے، آپ دیکھتے نہیں کہ ان دونوں (یعلی بن امیہ اور عمر) نے خوف کے نہ پائے جانے کے باوجود قصر پر تعجب کا اظہار کیا ہے، تو اگر مسافر کی اصل نماز دو رکعتیں ہی ہوتی تو اس پر وہ دونوں تعجب کا اظہار نہیں کرتے، لہٰذا یہ پتا چلا کہ قصر تو ماسبق اصل کامل سے ہے جس میں سے بعض کو حذف کر دیا گیا اور بعض کو باقی رکھا گیا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "طلهخ رظلم الله ببه علك "" میں اس بات کی دلیل ہے کہ یہ وہ رخصت ہے جس میں مسافر کو چھوٹ دی گئی ہے، اور رخصت اباحت ہوتی ہے نہ کہ عزیمت"۔

٣ – تیسری دلیل سے متعلق امام شوکانی رقمطراز ہیں:(٢) "ا ُ حجخظنيُخ بّك ٢ صحيح ّ ِ ْ وغ٤وه أ ِ الصحبخ بًنوا ٣بَفرو ِ َغ ه ٍول الله ﷺ لك ُنهم ا ُوبطو ومنهم ا ُ ز ْ ومنهم ا ُظئ ْ و َنهم ا ُ لطو لايعٍت

(١) دیکھئے: معالم السنن (٢/٤٨ - ٤٩)۔

(٢) دیکھئے: نیل الأوطار (٣/٢٢٩)۔

www.KitaboSunnat.com

بعضهم علـ ٹعض، ًناهب ٍ اُنوويك٢شوح ـَ ِ°" "تیسری دلیل وہ روایتیں ہیں جو صحیح مسلم کے اندر ہیں کہ صحابہ کرام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تو ان میں سے کچھ قصر کرتے اور کچھ اتمام کرتے اور بعض روزہ رکھتے اور بعض بغیر روزہ کے ہوتے اور ان میں سے کوئی کسی پر عیب نہیں لگاتا، نووی نے مسلم کی شرح میں کچھ ایسے ہی کہا ہے " اور صاحب عون المعبود لکھتے ہیں: "واخوظ اشبفع٢ وموافقوھالأحاىاش اُشہوحك٢ صحيح ـَ ـِ ْ وغئره أِ الصحبخ بًنوا٣بَفرون ـَغ هسو ٍ الله ﷺك ُنهم اُوبطو ومنهم اُ ُز ْ، ومنهم ا ُنظئ ْ ومنهم ا ُلطو، لايعئت بعضهم علـ ٹعض"(١) "امام شافعی اوران کے موافقین صحیح مسلم وغیرہ کی مشہور روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ صحابہ کرام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تو ان میں سے کچھ قصر کرتے اور کچھ اتمام کرتے اور بعض روزہ رکھتے اور بعض بغیر روزہ کے ہوتے اور ان میں سے کوئی کسی پر عیب نہیں لگاتا"۔

٤ – عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، وہ فرماتی ہیں فـو عذ ـَغ اُنج٢ طـِ ٠ الله عليه و ٍ ِ ْك٢ ع ُوح رمضبـإؤكطو وصمـ ذ و هظو وأرُ ُذ، ك و ِذ بـثؤ ـَ٢ أذ ذ وأ ـَ٢ لَطو د و طـ ُ ذُ وه ظو د وأ ُ ُ ذُمكوب ٍ: ''أحـ َنتىبيعش خ''(٢) "میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں عمرہ کے لیے نکلی تو آپ روزہ سے نہیں تھے جبکہ میں روزہ سے تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصر کیا جب کہ میں نے اتمام کیا، پھر میں نے آپ سے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان

---

(١) دیکھئے: عون المعبود (١/٤٦٤)۔

(٢) النسائي: كتاب تقصير الصلاة /٤ باب المقام الذي يقصر بمثله الصلاة (١٢١/٣) الدارقطني: كتاب الصيام (١٨٨/٢) البيهقي: كتاب الصلاة (١٤٢/٣)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ کے رسول آپ روزہ سے نہیں ہیں جبکہ میں روزہ سے ہوں اورآپ نے قصر کیا جب کہ میں نے اتمام کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اے عائشہ تم نے اچھا کیا"۔

٥ - عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہی روایت ہے ، وہ فرماتی ہیں : " إ ھسول الله ﷺ ںَب ۳وظوك۲ ا ُلو و۳ز ْ وۃطو ويصوم"(١) "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں قصر بھی کرتے تھے اوراتمام بھی کرتے تھے اورروزہ نہیں بھی رکھتے اور(کبھی) رکھتے بھی تھے"۔

٦ - بعض صحابہ کرام کا تعامل : جیسے عثمان رضی اللہ عنہ کا مکہ میں اتمام کرنا اسی طرح عائشہ رضی اللہ عنہا کے سلسلے میں آتا ہے کہ وہ سفر میں اتمام کرتی تھیں (٢)۔

٧ - قیاس: مسافرجب مقیم کی اقتدا میں نماز پڑھتاہے تو مقیم کی اقتدا کرتے ہوئے اتمام کے ساتھ چاررکعتیں ہی پڑھتاہے ، اگر قصر واجب ہوتاتو مسافرکا مقیم کے ساتھ اس کی اقتدا میں اتمام کرکے کیسے پڑھ سکتاہے (٣)۔

---

(١) كتاب الأم للشافعي : كتاب المسافر(١/١٧٩) بحوالہ: الفتح السماوي (٢/٥١٨) المصنف لابن أبي شيبة (٢/٤٥٢) رواه البزاركما في كشف الأستار (١/٣٢٩) الدارقطني : كتاب الصيام (٢/١٨٩) البيهقي في الكبرى(٣/١٤١) ۔

(٢) البخاري : كتاب التقصير/٥ باب يقصرإذاخرج من موضعه(٢/٥٦٩) مسلم : كتاب صلاة المسافرين /١ باب صلاة المسافرين(١/٤٧٨) ۔

(٣) دیکھئے : معالم السنن (٢/٤٨) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ دلائل پر ایک نظر

۱ – قائلین عدم وجوب کی پہلی دلیل کے کئی جوابات دیئے جاتے ہیں ، علامہ عبیداللہ مبارکپوری لکھتے ہیں: "وأجۓت عنهم بوجوه: منها: أ ٍ اۿخ وردت ك٢ هظوطل خ ا ُظلاقزوى ا ُركوع والـ َجود إ ُ ٠ الإاثبٔء وترك ا ُوبٌ ّ إ ُ ٠ ا ُوكوبك٢ الخوف،لب ُ ٔ والكتب ُوظوك٢ اۿ إف ب ٍ زا ُق لٔ ق ك٢ ٤ًخ أكاء ا ُركعاتك٢ الخوف دون ا ُوظوك٢ عدد ا ُوكعب د ك ٢ طلاة ا ُ لو.

ومنهم: أ ٍ ا ُ ٔ والكتب ُوظوك٢ اۿخ ا ُوظوك٢ ٔ ًخ ا ُوكعات وعددهب وثب ُظلاة طلاة الخوف لاصلاة ا ُ ٔ بلكولكب ۿخ نزلتك٢ هظو ا ُعددهكي صلاة الخوف لاكي صلاح ا ُ لو.

ومنهم: أنه ٍأ ٠ بهذه الجهح لأ ٍ ا ُ ٔ َ ٔين ُ ٌُ ٍ ولغهم بجالعلكح وضكٔ ربهب وأداءهبثبؤ ٔ ب ّ ًٔنهم ب ًنوا يتحرجونك٢ ا ُوظو وبكنوا ٣عدونه عيبجلك وب ٍ:) فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُواْ . . . .(ولا حرطلكئ ٍ ا ُوكغزينك٢ حـ ٌّ الأربعة ب ٔ هب ٍ ا ُنين ذهبوا إ ُ ٠ وجوب ا ُسعى٢ ثين ا ُظلب وا ُمروةك٢ قوله تعب ُ ٠:) فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا(

]الجُووح:١٥٨[(١).

"اس کے چند جواب دیئے جاتے ہیں: ایک تو یہ کہ: یہ آیت نماز کی صفت کے قصر سے متعلق وارد ہے،یعنی خوف کی حالت میں رکوع اور سجدہ چھوڑ کر اشارہ سے اور سواری کی طرف قیام کو چھوڑ کر نماز پڑھی جائے، لہذااس آیت میں قصر سے مراد بحالت خوف رکعات کی ادائیگی کی کیفیت میں تخفیف کرناہے، نہ کہ سفر کی نماز میں رکعات کی تعداد میں قصر کرنا۔

---

(١) دیکھئے: مرعاۃالمفاتیح (۳۸۷/۴) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک جواب یہ ہے کہ: اس آیت میں قصر سے مراد رکعات کی کمیت اوراس کے عدد میں قصر کرنا ہے اور صلاۃ سے مراد خوف کی نماز ہے نہ کہ مسافر کی نماز، لہذا آیت کریمہ نماز خوف میں عدد کے قصر کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے نہ کہ سفر کی نماز کے سلسلے میں۔

اورایک جواب یہ ہے کہ : (یہاں) یہ اسلوب اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ مسلمان نماز کی مکمل ادائیگی کے اتنے حریص تھے کہ وہ نماز کو قصر کے ساتھ پڑھنے میں حرج محسوس کرتے تھے اوراسے "جناح" شمار کرتے تھے، اسی لیے) فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُواْ . . . . (فرمایا اوراس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے اس لیے کہ دو رکعتیں چار رکعتوں کے حکم میں ہیں، ٹھیک اسی طرح جس طرح سعی بین الصفاو المروۃ کے وجوب کے قائلین اللہ تعالی کے فرمان:) فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا (کے سلسلے میں کہتے ہیں"۔

اورعلامہ ابن القیم فرماتے ہیں: "وهل٣وب ٍ: إ ا٣خ اوضد ذ ه ظواً ٣رناو ٍ هظو الأركب إثبُزقل٤ ق و هظو اُعددثنوظب ٍ هكغوين، وقيد مُي ثؤ ٓو٣ن: الضرب لك٢ الأرض والخوف لكیءما وعل الأمران نلأيح اُو ظوا إلك٤صلون صلاح الخوف ٓقصوهح عددهب وأركانهب وإ ٍ ازل٠ الأمران لكبٌنوا آمنين وٓ٤ أين ازل٠ اُوظوا إلك٤صلون صلاح رب ٓخ بً ِخ وإن وجد أحداُ جَين رورت عليه هظره وحدلكیءما وجلى الخوف والإقامة هظو د الأركب ٍ وا ٍتلك٠ اُعدد، وهذا نوع هظو ول٤ ٌثب ُوظو اُ طِن لك٢ ا٣خ،لكیٔ وجد اُ لَو والأمن هظو اُعدد، وا ٍتلك٠ الأركب ٍ و ٍ ٤ذ طلاة أمن وهى انوع هظو ول٤ ٌ ثب ُوظو اُ طِن، وهل ر َ ٠ هذه ا ُظلاة مقصورحثبخ به نقظب ٍ اُعدد، وهل ر َ رب ٓخثب عتبار رإ بّ أهكانهب، وأنهب ٌْرلف َ لك٢ هظو ٣خ، والأو ٍ اصطلاحضً٤و من الفقهاء رُؤفوين، وظلنذ٢

٣لٍ عليه ًلام الصبجثخ"(١) "کہاجاتاہے کہ یہ آیت ایسے قصر کو مقتضی ہے جو تخفیف کے ساتھ قصر ارکان کو شامل ہے اور قصر عدد کو دو رکعتوں کی کمی کے ساتھ شامل ہے ،اور اسے دو امر کے ساتھ مقید کیاجا سکتاہے (اور وہ ہیں:) سفر اور خوف، جب دونوں پائے جائیں گے تو دونوں قصر مباح ہو گااور خوف کی نماز عدداورارکان دونوں کے قصر کے ساتھ ادا کریں گے اوراگر دونوں مفقود ہوں تو امون اور مقیم ہوں گے (ایسی صورت میں) دونوں قصر مفقود ہونگے اور پوری نماز پڑھی جائے گی،اوراگر دونوں سببوں میں سے کوئی ایک سبب پایاجائے توصرف قصر کیاجائے گا اور جب خوف اوراقامت پائی جائے توارکان کا قصر کیاجائے گا اورعدد پوری کی جائے گی اور یہ قصر کی ایک قسم ہے۔

(یہاں آیت میں)قصر مطلق مراد نہیں ہے اوراگر سفر اورامن پایاجائے توعدد کا قصر کیاجائے گااورارکان پورے کئے جائیں گے اوراس کانام صلاۃ امن ہو گا،اور یہ بھی قصر کی ایک قسم ہے،اور یہ قصر مطلق نہیں ہے عدد کی کمی کے اعتبار سے کبھی اسے مقصور کہاجاتاہے اوراتمام ارکان کے اعتبار سے صلاۃ تام کہاجاتاہے ،اور یہ آیت کے قصرمیں داخل نہیں ہے، پہلی اصطلاح بہت سارے متأخرین فقہاء کی ہے اوردوسری پر صحابہ کرام کاکلام دال ہے"۔

٢ – اور رہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان:"طلہخ رظلم اللہ بہھ علۓ ٌٌلکبہبلوا طلہتہ"(٢)۔ "یہ اللہ تعالی کا تم پرایک صدقہ ہے لہذاتم اس کے صدقے کو قبول کرو"۔

---

(١) دیکھئے:زادالمعاد (١/٤٦٦ – ٤٦٧)۔

(٢) مسلم : كتاب صلاة المسافرين /١ باب صلاة المسارين (١/٤٧٨) أبوداود : كتاب الصلاة /٢٧٠ باب صلاة المسافر(٢/٥) الترمذي : كتاب تفسيرالقرآن (٥/٢٤٣) النسائي : كتاب تقصيرالصلاة في السفر /١(٣/١١٦) ابن ماجه : كتاب الإقامة/٧٣ باب تقصيرالصلاة في السفر(١/٣٣٩) أحمد (١/٢٥)۔

www.KitaboSunnat.com

تو کہتے ہیں کہ صدقہ کا مطلب رخصت ہوتا ہے جس میں قبول اور عدم قبول کا اختیار ہوتا ہے، جیسا کہ امام خطابی کے قول میں گزرا۔

اس روایت کے الفاظ پر غور کرنے کے بعد ان کے استدلال کی کمزوری عیاں ہوجاتی ہے کیوں کہ "فاقبلوا صدقتہ" میں "اقبلوا" بصیغۂ امر وارد ہے جو وجوب کے لیے آتا ہے، الا یہ کہ کوئی قرینہ صارفہ موجود ہو جو وجوب کے معنی کو پھیر دے جو یہاں مفقود ہے، علامہ عبید اللہ مبارکپوری اس استدلال کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں: "وأجيبت عن م ُي ثؤ ِ الأ ٓوثوبولهه ٣وتضد٢ وجوب ا ُقبول وأنه لا محيص عنهه،لكئ ِ أطَ الأ ٓو للوجوب، فلا٣جِ ٠ لهفـعٔبهٖا ُولكش وبً، وجواى الإتنب ّ هك لهه لاقبول، علـ٠ أ ِ ا ُظلهخ من اللهك ٤ُب لايخو ً ا ُز ٔ ِي جبح عن الإسقاط فلا يخو ً افـؤبه ا ُوبو ٍ وعلى ٓه و٢أضبً العبدلك٤و لمئعواضه عن طلهخ نشه٣كو ِ ج٤جً ويكون من ح٤ َ + أ ِ رآه ا ِزـذ٠" ولك٢ هك طلهخ أحد عليه من ا ُزؤم١ نبح مالا٣قل٠كهذه من إ ٓبهاد الوجوب ويوافقه حتاش: أنههر ُب ّ غ٤و هظو"(۱)"اس کا جواب یہ ہے کہ صدقہ قبول کرنے کا امر وجوب قبول کا مقتضی ہے، اور اس سے کوئی راہ فرار نہیں کیونکہ امر کا اصل وجوب کے لیے ہوتا ہے، لہذا شرعا رد وانکار کا اختیار نہیں ہوتا، اور اتمام کا جواز اس کا انکار ورد ہی ہے نہ کہ قبول، اس لیے کہ اللہ کے جانب سے ایسا صدقہ جس کے اندر تملیک کا احتمال نہ ہو اسقاط سے عبارت ہے جو قبولیت کے اختیار اور عدم اختیار کا احتمال نہیں رکھتا ہے، نیز بندہ فقیر ہے لہذا اس کا اپنے رب کے عطا کردہ صدقہ سے اعراض کرنا قبیح ہے (اور یہ اعراض) اپنے کو اس چیز سے بے نیاز سمجھنے کے قبیل سے ہوگا اور (یہ بات ثابت شدہ ہے کہ) کسی کا صدقہ اس کو واپس کردینا باعث تکلیف

---

(۱) دیکھئے: مرعاۃ المفاتیح (۳۸۶/۴)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے، لہذا یہ تمام باتیں وجوب کی علامتوں میں سے ہیں جس کی تائید "أنهر ُب ّ غ٤و هظو" والی روایت سے ہوتی ہے"۔

۳ – شوافع کی تیسری دلیل کے سلسلے میں امام شوکانی اور علامہ عظیم آبادی نے ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ صحیح مسلم کی ان روایات سے استدلال کرتے ہیں جن میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں قصر اور اتمام دونوں کرتے اور کوئی کسی پر طعن و تشنیع نہیں کرتا۔

اس کے جواب میں امام شوکانی آگے چل کر لکھتے ہیں: "ولم نجدك ٢ صحيح ـ ـ قوله ُ ك َنهم ا ُوبطو ومنهم ا ُز ْ'' ولك ُ كيه إلا أحاكاش الصو ّ والإفطبه، وإنطس جذ م ُيك٤ ُ كيه أ ا ُج ٢ ﷺ اطلع عل٠ م ُي و هوهم عليه، وهل نادت أقواله وأفعالهخلاف م ُي" (١) "ہم نے ان کا قول: 'ك َنهم ا ُوبطو ومنهم ا ُز ْ" صحیح مسلم کے اندر نہیں پایا، مسلم میں صرف صوم اور افطار کی حدیثیں ہیں اور اگر یہ ثابت ہو بھی جاتا ہے تو اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ کو اس کی خبر بھی ہوئی ہو اور آپ نے ان کو اس پر برقرار بھی رکھا ہو، جب کہ آپ کے اقوال و افعال اس کے خلاف ہیں"۔

۴ – رہی عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ہے فوع ذ َغ ا ُج ٢ ط ِ٠ الله علكه و ِ ْك ٢ ع ُح رمضبك٤ؤكطو وصم ذ وقصو وأر ُ ذ،ك و ِذ: ثؤ َ٢ أنت وأم٢ألكط ود وصمت و هظوت وأر ُ ذلكوب ِ: ''أحـ َنـ ذ ٣ببئش خ''(٢) "میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں عمرہ کے لیے نکلی

---

(١) نيل الأوطار (٣/٢٢٩)۔

(٢) النسائي: كتاب تقصير الصلاة /٤ باب المقام الذي يقصر بمثله الصلاة (٣/١٢١) الدارقطني: كتاب الصيام (٢/١٨٨) البيهقي: كتاب الصلاة (٣/١٤٢)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو آپ روزہ سے نہیں تھے جبکہ میں روزہ سے تھی، اورآپ نے قصر کیاجب کہ میں نے اتمام کیا، پھر میں نے آپ سے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے رسول! آپ روزہ سے نہیں ہیں جبکہ میں روزہ سے ہوں اورآپ نے قصر کیا ہے جب کہ میں نے اتمام کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عائشہ ! تم نے اچھا کیا"۔

تو یہ روایت سند اور متن ہر دو اعتبار سے معلول اور نا قابل احتجاج ہے۔ اس کی سند کچھ یوں ہے: "عن العلاء بن زهير، عن عبد الرحمن بن أسود، عن أبيه، عن عائشة" اور علاء بن زہیر ضعیف ہیں، ابن حبان کہتے ہیں: "يروي عن الثقات ما لا يشبه حديث الأثبات فبطل الاحتجاج به فيما لم يوافق الأثبات" "یہ ثقات سے ایسی روایتیں کرتے ہیں جو اثبات کی حدیثوں کی مشابہ نہیں ہوتیں اس لیے ان کی اُن حدیثوں سے احتجاج باطل ہے جو اثبات کی روایتوں کی موافق نہ ہوں" اورابن معین کہتے ہیں: "یہ ثقہ ہیں"۔

اسی طرح عبد الرحمن کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع سے متعلق کافی اختلاف ہے، دار قطنی کہتے ہیں: "انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو پایا ہے، ان کے پاس اس وقت گئے تھے جب یہ بلوغت کو نہیں پہنچے تھے" حافظ ابن حجر نے بھی کچھ اس طرح کی بات کہی ہے، تاریخ بخاری وغیرہ میں بھی اسی کی تائید کرتی بات موجود ہے، ابوحاتم کہتے ہیں: "عبد الرحمن بچپنے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اوران سے سماع نہیں کیا" ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کے سماع کا دعوی کیا ہے، دار قطنی کی ایک روایت میں "عن عبدالرحمن عن أبيه عن عائشة "ہے، ابو بکر نیساپوری کہتے ہیں: "جس نے ان کا سماع عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت کیا ہے وہ غلطی پر ہے" اور دار قطنی کا قول اس سلسلے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختلف ہے ، سنن میں کہتے ہیں :" اس کی سند حسن ہے " علل میں رقمطراز ہیں :" مرسل ہونا أشبہ ہے " اورالبدرالمنیر میں لکھتے ہیں:"اس حدیث کے متن میں نکارت ہے "(۱)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:" ابو بکر نیساپوری کی بات درست ہے کہ یہ حدیث متصل نہیں ہے ، کیونکہ عبدالرحمن بچپن میں عائشہ رضی اللہ عنہاکے پاس گئے اور جو کچھ عائشہ نے کہااسے ضبط نہ کرسکے ،اس سلسلے میں ابن حزم کہتے ہیں کہ: اس حدیث کو بیان کرنے میں علاء بن زہیر ازدی منفرد ہیں ،ان کے علاوہ کسی نے بھی اسے روایت نہیں کیاہے اوروہ خود مجہول ہیں اور حدیث قطعی خطاہے "(۲)۔

اور علامہ البانی لکھتے ہیں: "میں کہتاہوں کہ اس حدیث کی علّت غالبااس کامرسل ہوناہی ہے، اور بعض لوگوں نے علاء بن زہیر کی وجہ سے،ابن حبان کے قول "يروي عنضلُوب د مالاﭑﭒبه حﭓﭔش طلأجبدكجطَ الاحتجط بهكﻌَ ُ ْ يوافق ظرُوبد" "یہ ان ثقات سے ایسی روایت کرتے ہیں جو اثبات کی حدیثوں کی مشابہ نہیں ہوتیں اس لیے ان کی ان حدیثوں سے احتجاج باطل ہے جو اثبات کی روایتوں کی موافق نہیں ہوتیں" کی بناپر اسے معلول قراردیا ہے، لیکن امام ذہبی اور عسقلانی نےاس قول کی تردید کی ہے، اس لیے کہ یحیی بن معین نے ان کی توثیق کی ہے،لہذا اسی کااعتبار ہو گانہ کہ ابن حبان کی تضعیف کا جب کہ انہوں نے خودان کو "الثقات " میں ذکر کیاہے ،چنانچہ یہ خود تناقض کاشکار ہو گئے"(۳) ۔

---

(۱) دیکھئے:نیل الأوطار (۳/ ۲۳۰)باختصار۔

(۲) دیکھئے:مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۲۴/ ۱۴۷) ۔

(۳) دیکھئے : إرواءالغلیل (۳/ ۸- ۹) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناقدین کی مذکورہ توضیحات سے اس روایت کی سند کا سقم واضح ہوگیا، اسی طرح اس کے متن کے اندر بھی نکارت پائی جاتی ہے، علامہ ابن القیّم فرماتے ہیں: "میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: "یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف نماز نہیں پڑھ سکتی تھیں، حالانکہ وہ ان کو قصر کرتے ہوئے دیکھتی تھیں پھر اکیلے بلاکسی وجہ کہ اتمام کیسے کرسکتی ہیں؟ جبکہ خود ہی روایت کرتی ہیں کہ: "نماز دودو رکعتیں فرض کی گئی، پھر حضر کی نماز میں اضافہ کردیا گیااور سفر کی نماز کو (اپنے حال پر) باقی رکھا گیا" پھر یہ کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کے فرض کردہ رکعات سے زیادہ پڑھ سکتی ہیں اوراللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مخالفت کرسکتی ہیں"([1])۔

نیز اس روایت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان میں عمرہ کرنے کا ذکر ہے، حالانکہ نسائی کی روایت میں رمضان کا لفظ وارد نہیں ہے لیکن دار قطنی اور بیہقی کی روایت میں اس کی صراحت موجود ہے، اور یہ امر قطعاً ثابت شدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی بھی رمضان میں عمرہ کرنے کا ثبوت نہیں ہے، آپ نے اپنی پوری مدنی زندگی میں صرف چار عمرے کئے ہیں اوروہ بھی تین ذی القعدہ میں اورایک ذی الحجہ میں ([2]) ، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

([1]) دیکھئے:زادالمعاد (۱/ ۴۷۲) ۔

([2]) حوالہ کے لئے دیکھئے :البخاري : كتاب العمرة /۳ باب كم اعتمر النبي صلى الله عليه وسلم (۳/ ۵۹۹) وكتاب المغازي /۳۵ باب غزوة الحديبية (۷/ ۴۳۹)/ ۴۳ باب عمرة القضاء(۷/ ۵۰۸) مسلم : كتاب الحج /باب بيان عدد عمرة النبي صلى الله عليه وسلم وزمانهن (۲/ ۹۱۶) أبوداود : كتاب المناسك/ ۸۰ باب العمرة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ا –عمرۃ الحدیبیہ: ذی القعدہ سنہ ٦ ہجری میں۔

۲ –عمرۃ القضاء: ذی القعدہ سنہ ۷ ہجری میں۔

۳ –عمرۃ الجعرانہ: فتح مکہ کے بعد ذی القعدہ سنہ ۸ ہجری میں۔

۴ –اور ایک عمرہ حجۃ الوداع کے ساتھ سنہ ۱۰ ہجری میں۔

صاحب التنقیح لکھتے ہیں: "هذاالمتن ـٓذ ٌلڪئ اُنج ٢ ﷺ ُ ْ يغ ُوك ٢ رمضب ٍ قط"(۱) "یہ متن منکر ہے اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی رمضان میں عمرہ نہیں کیا ہے" اور امام نووی "الخلاصۃ" میں فرماتے ہیں: لك ٢ هذا الحدٮٮش لٍثربٌ ٍ لڪئ اُعروف أنه عليه اُ َلام ُ ْ يغ ُو إلا لٔثغ كلهن ك ٢ م ا القلعح"(۲) "اس حدیث میں اشکال ہے اس لیے کہ یہ بات معروف ہے کا آپ نے صرف چار عمرے کئے ہیں اور وہ بھی کل کے کل ذی قعدہ میں"۔

خلاصۃ الکلام یہ کہ مذکورہ روایت مندرجہ ذیل چند وجوہات وعلل کی بنا پر نا قابل استدلال ہے:

ا – سند کا معلول ہونا۔

ب – عائشہ رضی اللہ عنہا کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے عمل کے خلاف عمل کرنے کی بات، جبکہ یہ معلوم ہے کہ صحابہ کرام سنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے کس قدر شیدائی تھے، پھر عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی شخصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے خلاف کریں بعید از قیاس ہے۔

(۲/۵۰۵ – ۵۰٦) الترمذي: كتاب الحج /۹۳ باب ماجاء في عمرة رجب (۳/۲۷۵) النسائي: كتاب المناسك (الكبرى) (۱/۲۸۴، ۲۸٦) (۲/۲۸۴) بحوالہ: تحفة الأشراف (٦/۲٦) الدارمي (۱/۳۷۹)۔

(۱) دیکھئے: نصب الراية (۲/۱۹۱)۔

(۲) دیکھئے: نصب الراية (۲/۱۹۲)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ج – عائشہ رضی اللہ عنہا سے متعدد طرق سے مروی ہے جس میں نماز کے قصر کے سلسلے میں لفظ " فرضت رکعتین " بیان کیا گیا ہے اوروہ خود اپنے اس قول کی مخالفت کریں ناقابل تسلیم ہے۔

د – اس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رمضان میں عمرہ کرنے کی صراحت ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں کبھی بھی عمرہ نہیں کیا ہے۔

۵ - اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ہے کہ: " إ ہسو ٍ اللہ طِ ۰ اللہ عل؁ہ و ٍ ٍ ْ بً ٍ ۳وظوك ۲ ا ُ ل و و۳ز ْ و۳لطو ویصوم"(۱) " اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں قصر بھی کرتے تھے اوراتمام بھی کرتے تھے اور روزہ نہیں بھی رکھتے اور (کبھی) رکھتے بھی"۔

تواسے ابن ابي شیبہ نے بطریق " مغیرہ بن زیادعن عطاء عن عائشہ رضی اللہ عنہا " روایت کیا ہے اور دار قطنی نے بطریق "مغیرہ وطلحہ بن عمرووعمروبن سعیدعن عطاء عن عائشہ رضی اللہ عنہا " روایت کیاہے، امام دار قطنی فرماتے ہیں:"ھذا إسنادصحیح "۔ "اس کی سند صحیح ہے "(۲) امام بیہقی دار قطنی سے نقل کرتے ہیں: "ُھذا شاھد من ح۳۳ش ك ُھم بن طالح وا ُ ءُوح بن۳ىك وطلحۃ بن عمرووکلھم

(۱) کتاب الأم للشافعي : کتاب المسافر(۱/۱۷۹) بحوالہ : الفتح السماوي (۵۱۸/۲) المصنف لابن أبي شیبۃ (۴۵۲/۲) رواہ البزارکما في کشف الأستار(۱/۳۲۹) الدارقطني : کتاب الصیام (۱۸۹/۲) البیھقي في الکبری(۱۴۱/۳)۔

(۲) السنن (۱۸۹/۲)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضعیف"(۱) "اس کی شاہد دلہم بن صالح، مغیرہ بن زیاد اور طلحہ ابن عمرو کی حدیثیں ہیں لیکن تمام کی تمام ضعیف ہیں"۔

امام دار قطنی کا سعید بن محمد بن ثواب والی حدیث کے سلسلے میں "هذا إسناد صحيح" کہنا محل نظر ہے، کیونکہ سعید بن محمد بن ثواب مجہول الحال ہیں، خطیب بغدادی نے ان کو اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور جرحا وتعدیلا کوئی بات نہیں کہی ہے(۲) علامہ البانی لکھتے ہیں: "هو مجهول الحال فلا تطمئن النفس لصحة هذا الحديث"(۳) "وہ مجہول الحال ہیں اس لیے دل اس حدیث کی صحت پر مطمئن نہیں ہوتا" پھر آگے چل کر انہوں نے عمر بن ذر کی مغیرہ بن زیاد اور طلحہ بن عمرو کی مخالفت کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ان دونوں کی مخالفت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: "ہمیں عطاء بن ابی رباح نے خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں فرض نمازیں چار چار رکعتیں پڑھا کرتی تھیں" اس روایت کو امام بیہقی نے ذکر کیا ہے(۴) اور عمر بن ذر کی توثیق کی ہے، علامہ البانی فرماتے ہیں: "عمرو بن ذر کی روایت زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس کے اندر عائشہ رضی اللہ عنہا سے موقوفا اتمام ثابت ہے جو مختلف طرق سے صحیحین

---

(۱) السنن الکبری (۳/۱۴۱)۔

(۲) دیکھئے: تاریخ بغداد (۹/۹۴ – ۹۵)۔

(۳) إرواء الغلیل/رقم ۵۶۳(۳/۶)۔

(۴) السنن الکبری (۳/۱۴۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ کے اندر بھی ہے(۱)، اور جہاں تک اس کے مرفوع ہونے کا سوال ہے تو یہ کسی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے"(۲)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: "هو ًنة علہ ہسول الله طِہ الله علیه و ٍ"(۳)"(یہ کہنا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اتمام کیا کرتے تھے) آپ پر جھوٹ باندھنا ہے"۔

بعض ضعیف روایتوں میں ۳و ظو و۳ز ْ و۳لطو ویصوم" کے بجائے ۳وظو ہز ْ و۳لطو وتصوم" ہے(۴) جو اپنے ضعف کی وجہ سے ناقابل استدلال ہے، اور اگر اسے صحیح مان لیا جاتا ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کا تمام صحابہ کرام اور خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنا لازم آئے گا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا، البتہ صحیحین کی روایتوں سے اتنا ثابت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ تاویل کر کے اتمام کیا کرتی تھیں جس پر مکمّل بحث ان شاءاللہ آئندہ صفحات میں آرہی ہے۔

نیز عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مندرجہ ذیل روایت کے خلاف بھی ہے، وہ فرماتے ہیں:"صحجذ ہسو ٍ الله ﷺ ك ٢ اُلو ك ۳يِك علہ ہكعۭين خو ہ حضه الله، وصحجذ بئبث ُو اُ لوكِ ۳يك علہ ہكعۭين خو ہ حضه الله، وصحجذ ع ُو اُلوكِ ۳يك علہ ہكعۭين خو ہ ہبضه الله، وصح ذ عثمب ٍ اُلو كِ۳يك عِ ہ ہكعۭ٤ن خو ہ

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے:البخاري: كتاب التقصير/ باب يقصر إذا خرج من موضعه (۲/۵۶۹) مسلم: كتاب كتاب صلاة المسافرين /۱ باب صلاة المسافرين وقصرها (۱/۴۷۸)۔

(۲) إرواء الغليل/ رقم ۵۶۳(۳/۷)۔

(۳) مجموع فتاوى ابن تيميه(۲۴/۱۴۴)۔

(۴) دیکھئے: مجموع فتاوى ابن تيميه (۲۴/۱۴۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ﺣﻀﻪ الله، وﻫﻞ ﻫﺐ ٍ ﺗﻨﻌ ُ ٠:) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ( ]الأحزاب:۲۱["(۱) "میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں رہا آپ نے سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا یہاں تک کہ اللہ نے آپ کی روح قبض کرلی ،اورابو بکر کے ساتھ میں رہا انہوں نے بھی دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کرلی ،اور عمر کے ساتھ میں رہا انہوں نے بھی دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کرلی اور عثمان کے ساتھ میں رہا انہوں نے بھی دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کرلی اوراللہ تعالی کا ارشاد ہے (تمہارے لیے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر اسوہ ہے)"۔

اسی طرح عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت صحیحین حتی کہ سنن اربعہ کی بھی نہیں ہے جبکہ عبداللہ بن عمر کی مذکورہ روایت صحیحین کے علاوہ ابوداوٗد، نسائی اورابن ماجہ کی ہے ، اس لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت راجح اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت مرجوح قرار پائے گی۔

۶ – ان کی چھٹی دلیل عثمان اور عائشہ رضی اللہ عنہما کا تعامل ہے۔

یہاں کئی باتیں قابل غور ہیں؛مثلا:

۱ – ان لوگوں نے اتمام کیوں کیا ؟

---

(۱) البخاري : كتاب تقصير الصلاة / ۱۱ باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلاة وقبلها (۲/۵۷۷) مسلم: كتاب صلاة المسافرين/ ۱ باب صلاة المسافرين وقصرها (۱/۴۷۹) أبوداود: كتاب الصلاة/۲۷۶ باب التطوع في السفر(۲/۲۰) النسائي : كتاب تقصير الصلاة في السفر/۵ باب ترك التطوع في السفر (۳/۱۲۲) ابن ماجه : كتاب الإقامة /۷۵ باب التطوع في السفر(۱/۳۴۰) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲ - کیا اتمام کے لیے ان کی تاویلیں درست تھیں؟

۳ - کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قولی، فعلی اور تقریری حدیثوں کے ہوتے ان دو صحابہ کرام کے عمل کو قابل احتجاج مانا جاسکتا ہے؟

علامہ ابن القیّم نے زادالمعاد(۱) کے اندر عثمان رضی اللہ عنہ کے منی کے اندر اتمام کرنے سے متعلق وارد تاویلات کو ذکر کرکے اس پر مفصل بحث کی ہے، جس کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے:

۱ - اس سال دیہاتی لوگ مختلف اطراف سے حج کرنے آئے تھے اس لیے عثمان رضی اللہ عنہ نے قصر نہیں کیا مبادا وہ یہ سمجھ لیں کہ نمازیں چار کی بجائے دو دو رکعتیں ہی فرض ہیں۔

امام بیہقی نے عبدالرحمن بن حمید سے روایت کیا ہے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے منی میں اتمام کیا اور فرمایا: ﱫأيها انُب ً! إ ا ُ َنة ِنخ ەسول الله ﷺ و ِنة صاحِيه ُ ٌنه حدث العام من انُب ًكقلذ أ ِ ۳ زَنوا" "لوگو! بیشک سنت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور آپ کے دونوں اصحاب کی سنت ہے، لیکن اس سال بہت سارے لوگ مسلمان ہوئے ہیں لہٰذا مجھے خوف ہوا کہ یہ لوگ اسی کو صحیح نہ سمجھ لیں" (یعنی یہ نہ سمجھ لیں کہ ساری نمازیں ہمیشہ دو دو رکعتیں ہی ہیں)(۲)۔

جواب: ان کی یہ تاویل صحیح نہیں ہے کیونکہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تھا اس وقت بھی دیہاتی لوگ جوق در جوق حج کرنے آئے تھے، اس وقت نماز کے فرض

---

(۱) زادالمعاد (۱۰۴۶۹ - ۴۷۱)۔

(۲) السنن الکبری للبیهقي (۳/۱۴۴) اس کے راوی یعقوب بن حمید کا سب کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "صدوق ربما وهم" دیکھئے: تقریب التهذیب (ص۳۸٦)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے زیادہ دن نہیں ہوئے تھے، اور خوب احتمال تھا کہ اعراب یہ سمجھ لیں کہ نمازیں دو دو رکعتیں ہی فرض ہوئی ہیں اس کے باوجود آپ نے قصر ہی کیا۔

۲- امام جہاں بھی (دوران سفر) قیام کرتا ہے وہی اس کا وطن ہوتا ہے، اور عثمان رضی اللہ عنہ چونکہ خلیفہ تھے اس لیے مکہ میں اتمام کیا۔

جواب: یہ تاویل بھی صحیح نہیں ہے اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلائق کے بالا طلاق امام تھے (اگر ایسی بات ہوتی کہ امام جہاں بھی اترے وہی اس کا وطن ہو گا) تو آپ کا اتمام کرنا زیادہ اولی تھا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتمام نہیں کیا۔

۳- اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں منی صرف ریگستان تھا جب کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں اس میں بہت سارے مکانات بنادئے گئے تھے، لہذا عثمان رضی اللہ عنہ نے تاویل کی کہ قصر حالت سفر میں ہوتا ہے نہ کہ حالت قیام میں، گرچہ دوران سفر ہی کیوں نہ ہو۔

جواب: یہ تاویل بھی باطل ہے، کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ شہر میں دس دنوں تک قیام کیا اور قصر کرتے رہے۔

۴- عثمان رضی اللہ عنہ نے مکہ میں تین دنوں تک قیام کیا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "٣وٕ ° اُ ٔہع وثلی ہضبء ذ َصُطلاً"(۱) "نسک کی ادائیگی

(۱) البخاري: کتاب مناقب الأنصار/۴۷ باب إقامة المهاجر بمكة بعد قضاء نسكه (۷/۲۶۶) مسلم: کتاب الحج /۸۱ باب جواز الإقامة بمكة . . بلازيادة (۲/۹۸۵) أبوداود: کتاب المناسك / ۹۲ باب الإقامة بمكة (۲/۵۲۳) الترمذي: کتاب الحج /۱۰۳ باب ماجاء أن يمكث المهاجر بمكة بعد الصدر ثلاثاً (۳/۲۸۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادائیگی کے بعد مہاجر (مکہ میں) تین دنوں تک قیام کر سکتا ہے " اس حدیث میں مہاجر کے مکہ میں حج وعمرہ کے بعد تین دنوں تک ٹھہرنے کو قیام سے تعبیر کیا گیا ہے اور مقیم مسافر نہیں ہوتا ہے۔

جواب: یہ تاویل بھی باطل ہے اس لیے کہ یہاں پر جس قیام کا بیان ہے وہ اثناء سفر کا قیام ہے نہ کہ وہ قیام جو سفر کا قسیم اور ضد ہے، خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں دس دنوں تک قیام کیا اور قصر کرتے رہے، نیز مناسک حج کی ادائگی کے بعد ایّام جمار کے دوران تین دنوں تک منیٰ میں قیام پذیر رہے اور قصر کرتے رہے۔

۵- عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں اقامت اور توطن کا ارادہ کر لیا تھا نیز اس کو دار الخلافہ بھی بنانا چاہتے تھے اس لیے اتمام کیا، پھر بعد میں ارادہ ملتوی کر دیا اور مدینہ واپس چلے گئے۔

جواب: یہ تاویل بھی صحیح نہیں ہے اس لیے کہ عثمان رضی اللہ عنہ مہاجرین اولین میں سے تھے اور مہاجرین کو جہاں سے وہ ہجرت کر چکے ہوں وہاں سکونت اختیار کرنے سے منع کر دیا گیا ہے، البتہ حج میں ھدي وغیرہ کے بعد ان کو محض تین دنوں تک مکہ میں اقامت کی اجازت دی گئی ہے نیز جو چیز اللہ کے راستے میں چھوڑ دی گئی ہو اس کو دوبارہ لوٹانا جائز نہیں ہے، جیسا کہ صدقہ کے سلسلے میں ہے کہ اگر کوئی آدمی کوئی چیز کسی کو صدقہ کر دیتا ہے تو پھر اس کے لیے مصدّق علیہ سے واپس لینا خواہ وہ اس سے خرید کر ہی کیوں نہ لے رہا ہو جائز نہیں ہے، تو پھر عثمان رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد مکہ میں دو بارہ سکونت کا ارادہ کیسے کر لیتے؟

النسائي: (الكبرى) كتاب المناسك /۳/۲۱۸ دیکھئے: تحفة الأشراف (۲۴۸/۸) ابن ماجه: كتاب الإقامة /۷۶باب كم يقصر الصلاة المسافر إذا أقام بمكة (۳۴۱/۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶-انہوں نے منی میں شادی کرلی تھی،اور مسافر جب کہیں قیام کرتا ہے اور وہاں شادی کرلیتا ہے ، یاوہاں پراس کی بیوی رہ رہی ہوتواسے اتمام کرنا چاہئے ، ابن ابی ذباب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: طِ ٠ضعبُ بِثؤھ َ ٓذ ٠ أنقبعً وھب ٍ:ٹبأیبھ اُناس! بُ ٥ل ٓذ تأھلت ببھ وإذ٢ ٍعت ھسو ٍ الله ﷺ یقول: ’’إما رؤھل ہ عَثَبَل حاہئنہ ٣ظِ ٠ ببھ طلاۃ ٓو٤‘‘(۱) عثمان رضی اللہ عنہ نے منی والوں کوچاررکعتیں نماز پڑھائی ، اور فرمایا: لوگو! میں جب یہاں آیاتویہیں پر شادی کرلی اور میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سناہے کہ : "جب کوئی کسی شہر میں شادی کرلے تواسے وہاں مقیم کی نماز پڑھنی چاہئے"۔

علامہ ابن القیم فرماتے ہیں: "ھذاأحسن بٓاعتذربہ عنضی ُب ٍ"(۲) "یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیش کردہ عذروں میں سے سب سے بہتر عذر ہے"۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "عثمان رضی اللہ عنہ کے اتمام کے سبب سے متعلق منقول ہے کہ وہ قصر کو مسلسل چلنے والے کے لیے خاص سمجھتے تھے اوراگر اس نے اثنائے سفر قیام کیاہے تووہ مقیم کے حکم میں ہے، لہذاوہ اتمام کرے گا، اس کی دلیل مسند احمد کی وہ روایت ہے جسے عباد بن عبداللہ بن زبیر سے بسند حسن روایت کیاہے ، وہ فرماتے ہیں کہ جب معاویہ ہمارے پاس حج کے لیے آئے توہمیں ظہر کی نماز دورکعتیں پڑھائی پھر دارالندوہ کی طرف

---

(۱) أحمد (۱/۶۲) اس میں عکرمہ بن ابراہیم ضعیف راوی ہیں امام بخاری نے ان کوالتاریخ الکبیر(۷/۵۰) میں ذکر کیاہے اوران پر کوئی جرح نہیں کی ہے جب کہ ان کی عادت ہے کہ وہ مجروحین کی جرح کوذکر کرتے ہیں (دیکھئے: زادالمعاد ۱/۴۷۱) حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ منقطع ہے اوراس میں ایساراوی ہے جوناقابل احتجاج ہے"(فتح الباری ۲/۵۷۰)۔

(۲) دیکھئے : زادالمعاد (۱/۴۷۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئے، آپ کے پاس مروان اور عمرو بن عثمان آئے اوران سے کہا کہ آپ نے اپنے چچازاد بھائی کے معاملے کو معیوب سمجھا ہے کیونکہ وہ اتمام کیا کرتے تھے، تو معاویہ نے جواب دیا کہ عثمان اس وقت اتمام کرتے تھے جب مکہ آتے تھے، آپ مکہ میں ظہر، عصر اور عشاء چار چار رکعتیں پڑھتے، پھر جب منی اور عرفہ کی طرف جاتے تو قصر کرتے اور جب حج سے فارغ ہو جاتے اور منی میں قیام ہوتا تو اتمام کرتے "(۱)۔

اورابن بطال کہتے ہیں: "اس سلسلے میں صحیح بات یہ ہے کہ عثمان اور عائشہ رضی اللہ عنہما دونوں یہ سمجھتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امّت پر آسانی کرنے کے لیے قصر کیا اوران دونوں نے اپنے لیے مشکل چیز کو اختیار کیا"(2)۔

حاکم کہتے ہیں کہ:" صحیح بات یہ ہے کہ آپ قصر کو رخصت سمجھتے تھے، تو جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا نے اتمام کو جائز جانا اسی طرح انہوں نے بھی جائز سمجھا"(۳)۔

اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے اتمام کرنے سے متعلق امام بیہقی نے ایک روایت ہشام بن عروہ کے طریق سے نقل کیا ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سفر میں چار رکعتیں پڑھتی تھیں، میں نے ان سے کہا کہ آپ کو دو رکعتیں ہی پڑھنی چاہئے! تو انہوں نے کہا:"٣ب ابن أفـۏ ٢ إنه لا ٣ن عـِ ٢" (۴) "میرے بھانجے! یہ (چار رکعتیں) میرے اوپر شاق نہیں گزرتیں"۔

---

(۱) دیکھئے: فتح الباری (۲/ ۵۷۱)۔

(۲) دیکھئے:فتح الباری (۲/ ۵۷۱)۔

(۳) دیکھئے:السنن الکبری للبیهقي (۳/ ۱۴۴)۔

(۴) السنن الکبری للبیهقي (۳/ ۱۴۳) حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے " دیکھئے: فتح الباری (۲/ ۵۷۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب دوسرا سوال یہ ہے کہ کیاان کی تاویلیں درست تھیں ؟ جب کہ ہمارے سامنے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی، فعلی اور تقریری حدیثیں موجود ہیں، نیز آپ اور آپ کے صاحبین ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے بھی کہیں اتمام کا ثبوت نہیں ہے۔

اور تیسری بات یہ کہ واضح مرفوع قولی اور عملی حدیثوں کی موجودگی میں کیا کسی صحابی کا فتوی یا عمل قابل احتجاج وعمل ہو سکتا ہے، خواہ وہ کسی مصلحت کی بنا پر ہی کیوں نہ ہو؟۔

محدثین سلف صالحین کے درمیان یہ اصول مسلّم ہے کہ کسی صحابی سے ایک حدیث مرفوعا منقول ہو اوراس کے خلاف اس کا فتوی ہو توروایت کو تقدّم حاصل ہو گا "الحجۃ فی ما روی لا فی ما رأی" اس ضمن میں زیادہ طویل کلام نہ کرکے صرف ایک واقعہ پیش خدمت ہے (حالانکہ احادیث وسیر کی کتابیں اس قسم کی روایتوں اورواقعات سے پر ہیں) جس میں یہ وضاحت ہے کہ کس طرح ایک صحابی دوسرے صحابی کے قول کے مقابل اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کواول رکھتے تھے: مروان بن حکم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو عمرہ اورحج کاایک ساتھ تلبیہ پکارتے ہوئے سنا، توان سے کہا کہ کیا آپ کواس سے نہیں منع کیاگیاہے؟توعلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "بلى، ولكني سمعت رسول الله ﷺ يلبي بهما جميعا، فلم أكن لأدع قول رسول الله ﷺ لقولك"[1] "ہاں (سناہے!) لیکن میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوان دونوں کاایک ساتھ تلبیہ پکارتے ہوئے سنا ہے، میں آپ کے قول کی بناپر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو نہیں چھوڑ سکتا"۔

---

(1) البخاري: كتاب الحج / ۳۴ باب التمتع القران والإفراد بالحج (۳/ ۴۲۱ – ۴۲۳) مسلم: كتاب الحج / ۲۳ باب جواز التمتع (۲/۸۹۶) أحمد (۱/۶۱، ۱۳۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ روایت کے مطابق جب عثمان رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی نے اپنے اجتہاد اور بعض ظروف کی بنا پر حج قران سے منع کر دیا تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کی مخالفت کر کے امت کو یہ بتلا دیا کہ ہر انسان کے مقام و مرتبہ سے قطع نظر ہر معاملہ میں اللہ کا فرمان اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و عمل ہی قابل عمل رہے گا۔

۷- قیاس: مسافر جب مقیم کی اقتدا میں نماز پڑھتا ہے تو مقیم کی اقتدا کرتے ہوئے اتمام کے ساتھ چار رکعتیں ہی پڑھتا ہے، اگر قصر واجب ہوتا تو مسافر کا مقیم کے ساتھ اس کی اقتدا میں اتمام کر کے کیسے پڑھ سکتا ہے؟[۱]۔

جواب: مسافر کا مقیم کی اقتداء میں اتمام کر کے چار رکعتیں پڑھنا ایک شرعی ضرورت ہے کیونکہ امام کی اتباع واجب ہے اور عدم اتمام کی صورت میں امام کی مخالفت لازم آئے گی، لہٰذا مسافر کا مقیم کی اتباع میں اتمام کرنا ضرورت وسبب کی بنیاد پر ہے نہ کہ قصر کو غیر واجب سمجھ کر، ٹھیک اسی طرح جیسے حالت سفر میں دو رکعتیں اور حالت خوف میں ایک رکعت ضرورت اور سبب کی بنیاد پر ہے نہ کہ نماز کی چار رکعتوں کی فرضیت کا انکار کر کے۔

تیسرا قول : قصر صلاۃ سنّت ہے[۲] یہ امام مالک کا مشہور قول ہے، وہ کہتے ہیں کہ: یہ ایسی سنت ہے جس کے اندر رخصت اور توسّع ہے[۳]۔

ان کے دلائل بھی تقریباً وہی ہیں جو شافعیہ کے ہیں، ایک طرف یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قصر پر مداومت دیکھتے ہیں اور دوسری طرف مذکورہ دلائل جن سے عدم وجوب کا پتہ

---

(۱) دیکھئے: معالم السنن (۲/۴۸)۔

(۲) دیکھئے: مرعاۃ المفاتیح (۴/۳۷۹)۔

(۳) التمہید لابن عبدالبر (۱۶/۲۹۸)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چلتا ہے، اس لیے کہتے ہیں کہ قصر سنت مسنونہ ہے۔ لیکن ان کا استدلال بھی کمزور ہے کیونکہ گزشتہ صفحات میں قصر کے وجوب پر ڈھیروں دلائل گزر چکے ہیں جن سے وجوب کا حتمی فیصلہ سمجھ میں آرہا ہے، نیز شافعیہ کی جانب سے پیش کردہ دلائل پر مکمل بحث بھی گزر چکی ہے، البتہ اتنا ہو سکتا ہے کہ قصر کو عزیمت مان لیا جائے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ہی قصر کیا ہے، آپ سے کبھی بھی اتمام کا ثبوت نہیں ہے، اس لیے مسافر کو ہمیشہ ہی قصر کرنا چاہئے اور اگر کسی وجہ سے اتمام کر دیا تو اسے کافی سمجھنا چاہئے، جیسا کہ علامہ عبید اللہ مبارکپوری نے مرعاۃ کے اندر اس کی وضاحت کی ہے[1]۔

* * * * * * *

(1) دیکھئے: مرعاۃ المفاتیح (۴/۳۸۰)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسافت قصر

قصر کی مسافت سے متعلق علماء کے مختلف اقوال ملتے ہیں:

پہلا قول : ایک میل کی مسافت تک کے سفر کے لیے نکلے تو اس پر قصر ہے، یہ مسلک داؤد ظاہری کا ہے (۱) ابن حزم ظاہری بھی اسی کی طرف گئے ہیں (۲)، یہ لوگ دلیل میں قرآن کریم کی ایک آیت اور ایک اثر پیش کرتے ہیں: اللہ تعالی کا ارشاد ہے:)وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُواْ مِنَ الصَّلاَةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُواْ إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُواْ لَكُمْ عَدُوّاً مُّبِيناً( ]اُنبء:۱۰۱[(اگر تم زمین میں سفر کی غرض سے چلو اور تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے تو تمہارے لیے نماز کا قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، واقعی کافر تمہارے کھلے ہوئے دشمن ہیں)۔

اس آیت کی عمومیت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن وسنت میں اس قصر کی کوئی تعیین و تحدید نہیں کی گئی ہے، نیز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میل سے کم کی مسافت پر قصر نہیں کیا ہے، مثلاً آپ کا اور صحابہ کرام کا بقیع کی طرف نکلنا اور قصر نہ کرنا اسی طرح حوائج ضروریہ کے لیے ریگستان کی طرف نکلنا اور قصر نہ کرنا، اس بات پر دال ہے کہ ایک میل سے کم پر قصر نہیں ہے (۳)۔

---

(۱) دیکھئے: سبل السلام (۲/۳۹) الروض النضیر (۲/۳۶۴)۔

(۲) دیکھئے: نیل الأوطار (۳/۲۳) مرعاۃ المفاتیح (۴/۳۸۰)۔

(۳) دیکھئے: نیل الأوطار (۳/۲۳۴)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری دلیل جبلہ بن سحیم کی روایت ہے، جسے ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے، جبلہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "لوف وع ذ ٤لاً ەظود ا ُظلاة"(۱) "اگر میں ایک میل تک نکلتا تو قصر کرتا"۔

دوسرا قول: تین میل پر قصر ہے، عام ظاہر یہ اسی کے قائل ہیں(۲)، دلیل میں انس رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کرتے ہیں: "بَ ٍ ه ٍول الله ﷺ إما فـوط ـ ٘ح ثلاخ أَب ٍ ـ أولوا ٍ ـ ـ ەظو الصلاح" (۳)" اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب تین میل–یا تین فرسخ– تک نکلتے تو نماز کا قصر کرتے"۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: " هوأصح حدّاش ورلك ٢ثهب ٍ م ُي و أصرحه"(۴) "یہ اس سلسلے کی صحیح اور صریح ترین حدیث ہے"۔

تیسرا قول: تین فرسخ (نو میل) پر قصر ہے، علامہ عبیداللہ مبارکپوری لکھتے ہیں: "ہمارے زمانے کے بہت سارے علمائے اہل حدیث اس طرف گئے ہیں کہ مسافت قصر تین فرسخ ہے" (۵)۔

---

(۱) المصنف (۲/۴۴۵)۔

(۲) سبل السلام (۲/۳۹)۔

(۳) مسلم: کتاب المسافرین /۱باب صلاۃ المسافرین وقصرها (۱/۴۸۱)أبوداود: کتاب الصلاة /۲۷۱ باب متی یقصرالمسافر (۲/۸) أحمد(۳/۱۲۹) ابن أبي شیبة في المصنف (۲/۴۴۲)۔

(۴) فتح الباري (۲/۵٦۷)۔

(۵) مرعاۃ المفاتیح (۴/۳۸۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل میں انس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت کو پیش کرتے ہیں جس میں شعبہ کے شک کے ساتھ "اوفراسخ" کالفظ واردہے ، اورچونکہ تین فرسخ میں تین میل داخل ہے اس لیے زیادہ کولیاجائے گااور تین فرسخ متعین ہو جائے گا، علامہ شوکانی رقمطراز ہیں: "۔۔۔انس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث تین فرسخ اور تین میل کے درمیان متردد ہے، اور تین میل تین فرسخ کے اندرداخل ہے، اس لیے احتیاطا اکثر کو اختیار کیاجائے گا"(١)۔

موجودہ زمانے میں تحقیق کے اعتبار سے تین فرسخ کانو میل ہوتا ہے جو(۱۴.۱،۴) کیلو میٹریا (۲۱.۱،۳(کیلومیٹر بنتاہے،علامہ البانی نے اس کی تحدید ۲۴کیلومیٹرسے کی ہے(٢) اور عصر حاضر کے بعض علماء کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ میل ۱۶۸۰ میٹر کاہوتاہے(٣) اورالمعجم الوسیط میں ایک میل کی تحدید۱۶۰۹میٹرسے کی گئی ہے(٤)۔

چوتھاقول : اڑتالیس میل پر قصر ہے، یہ مسلک جمہور کاہے، علامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری اسی کوراجح قرار دیتے ہوئے رقمطرازہیں: "والراجح عندي بّذهت إُيه الأَئ خ اُثلاخ أنه لا٣ وظو ا ُظلاةك٢ أه َ ّنصبُئخ وأربعٸن ٤لاَنثبُنهش ٢ ومُي أنشخثوك، أا زخ عشوكو قٍ وهـ٢ ّ ٸح يوم وٸِخثبُ ٤و لطخ٤ش"(٥)"میرے نزدیک راجح وہی ہے جس کی طرف ائمۂ ثلاثہ ثلاثہ گئے ہیں کہ نمازکواڑتالیس میل ہاشمی سے کم پر قصر نہیں کیاجائے گا،اڑتالیس میل

(١) نیل الأوطار(۳/۲۳۵)۔

(٢) سلسلة الأحاديث الصحيحة /رقم۱۶۳ (۱/۹۸)۔

(٣) سلسلة الأحاديث الصحيحة /رقم۱۶۳ (۱/۹۸)۔

(٤) المعجم الوسيط(ص۸۹۴)۔

(٥) مرعاة المفاتيح (۴/۳۸۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چار برد ہوتا ہے یعنی سولہ فرسخ اور یہ درمیانی چال سے ایک دن اور ایک رات کی مسافت ہوتی ہے "اس رائے کے حاملین مندرجہ ذیل روایات سے استدلال کرتے ہیں:

ا - امام بخاری نے تعلیقا([1]) اورابن المنذر نے موصولا([2]) روایت کیاہے کہ عبداللہ بن عمراورعبداللہ بن عباس چار برداوراس سے زیادہ کی مسافت پردور کعتیں پڑھاکرتے تھے اورروزہ نہیں رکھتے تھے"۔

۲ - امام مالک نے دلیل میں کئی ایک روایتیں پیش کی ہیں فرماتے ہیں کہ :"سالم بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ریم تک کاسفر کیااوراس مسافت میں قصر کیا، جس کی مسافت تیس میل کی ہے"([3])ایک دوسری روایت میں فرماتے ہیں: "عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے ذات النصب تک کاسفر کیااوراس مسافت میں قصر کیا"([4]) امام مالک فرماتے ہیں کہ مدینہ اورذات النصب کے درمیان چار برد کی مسافت ہے، اورآگے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کااثر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہمامکہ اورطائف جتنی دوری کے سفر میں قصر کرتے تھے،اسی طرح مکہ اورعسفان اورمکہ اورجدہ جتنی دوری کے سفر میں قصر کرتے تھے"([5]) مذکورہ آثار کوذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :" یہ

([1]) البخاري : كتاب تقصير الصلاة /۴ باب في كم يقصر الصلاة (۲/ ۵۶۵) ۔

([2]) دیکھئے:فتح الباری (۲/ ۵۶۶) ۔

([3]) مؤطا : كتاب قصر الصلاة في السفر /۳ باب مايجب فيه قصر الصلاة (۱/ ۱۴۷) و المصنف لعبدالرزاق (۴۳۰۱) ۔

([4]) مؤطا : كتاب قصر الصلاة في السفر /۳ باب مايجب فيه قصر الصلاة (۱/ ۱۴۷) المصنف لابن أبي شيبة (۲/ ۴۴۴) ۔

([5]) مؤطا : كتاب قصر الصلاة في السفر /۳ باب مايجب فيه قصر الصلاة (۱/ ۱۴۸) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام چار برد کی مسافت پر ہیں اور قصر کے سلسلے میں میرے نزدیک یہی راجح ہے "(۱) ایک روایت نافع سے کرتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک برید کا سفر کرتے تو قصر نہیں کرتے(۲) اس روایت میں صراحت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک برد پر قصر نہیں کرتے تھے اور چونکہ دوسری روایتوں میں ان سے چار برد پر قصر ثابت ہے اس لیے چار برد یعنی اڑتالیس میل متعین ہو جاتا ہے۔

۳-عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "لاقصروا ا ُظلاة إلاك ٢ ا ُيو ّ ولا رقصرولك ٮٔ دون ا ُيوم"(۳) "قصر صرف ایک دن کی مسافت میں کرو ایک دن سے کم کی مسافت میں نہیں"۔

ابن ابی شیبہ نے دوسرے طریق سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں: "ژقصروا ا ُظلاةك ٢ ـ ٮحوح يوم و ٮٔ ِخ"(۴) "ایک دن اور ایک رات کی والے سفر میں نماز قصر کے ساتھ پڑھو"۔

ان دونوں روایتوں کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "چار برد اور ایک دن اور ایک رات والی روایتوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ممکن ہے کہ چار برد کے سفر کی مسافت ایک دن اور ایک رات کے سفر کی مسافت کے برابر ہو"(۵)۔

---

(۱) مؤطا (۱/۱۴۸)۔

(۲) مؤطا (۱/۱۴۸) المصنف لعبدالرزاق (۴۲۹۵)۔

(۳) المصنف لعبدالرزاق (۲/۵۲۴) وابن أبي شيبة (۲/۴۴۶)۔

(۴) المصنف (۲/۴۴۳)۔

(۵) فتح الباری (۲/۵۶۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ ابن عثیمین الشرح الممتع کے اندر فرماتے ہیں: "برد: برید کی جمع ہے اور برید آدھے دن کی مسافت ہوتی ہے، اس کا نام برید اس لیے پڑا کہ گزرے زمانے میں جب تیز رفتار مراسلات بھیجتے تو اسے برید کے اعتبار سے بھیجتے، وہ اس طرح کہ ہر آدھے دن کی مسافت کے مابین ایک ٹھکانہ بناتے، جہاں پر ایک تازہ دم گھوڑا ہوتا، مراسل جب وہاں پہنچتا تو آرام کرنے کے لیے پہلے والے گھوڑے سے اتر جاتا اور پھر آدھے دن کی مسافت کے لیے دوسرے گھوڑے پر سوار ہو جاتا اور پھر آدھے دن کی مسافت طے کرنے کے بعد ایک دوسرا آرام گاہ پاتا اور پھر وہاں سے دوسرے گھوڑا پر سوار ہو کر آگے بڑھتا، یہ تیز رفتار مراسلت کے لیے کیا جاتا، اور واپسی میں بھی یہی تکنیک اپنائی جاتی، لہٰذا برید ان کے نزدیک آدھے دن کی مسافت کا ہوتا، اس اعتبار سے چار برد دو دن کا ہوا جس کا اندازہ زمینی ناپ کے اعتبار سے چار فرسخ کا لگایا گیا ہے اس اعتبار سے چار برد سولہ فرسخ کا ہوا، اور فرسخ کا اندازہ تین میل سے لگایا گیا ہے، جو کہ اڑتالیس میل بنتا ہے، اور یہی قصر کی مسافت ہے"۔

اس حساب سے چار برد ۸. ۷۶ کیلو میٹر ہوا جو کہ دو دن کی مسافت ہوئی اور اس کا نصف یعنی ایک دن ۳۸.۴ کیلو میٹر کا ہوا۔

پانچواں قول: ایک برید پر قصر ہے۔(۱)۔

ان کی دلیل ابوہریرہ کی مندرجہ ذیل روایت ہے جس کے الفاظ ہیں: "لا٣٦حل لإ ̄ وأح ر بلكث و٣ل أإلا و معه محر ̄" (۱) "کسی عورت کے لیے بغیر محرم کے ایک برید تک کا سفر کرنا جائز نہیں ہے"۔

(۱) دیکھئے: سبل السلام (۲/ ۳۹)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹا قول: چوبیس فرسخ پر قصر ہے، یہ مسلک حنفیہ کا ہے [۲] دلیل میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا بلکو اُو أح ثلاخ۳أب ّ إلا َغ م۱ محر ّ")[3]("عورت تین دنوں تک کا سفر نہ کرے الا یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو" وجہ استدلال یہ ہے کہ اونٹ کی عام چال ہر دن آٹھ فرسخ ہوتی ہے[۴]، اس اعتبار سے تین دنوں میں اونٹ پر چوبیس فرسخ طے کیا جاسکتا ہے، لہذا مذکورہ روایت میں بیان کردہ حکم کے مطابق سفر کا اطلاق تین دنوں کے سفر پر ہی ہوتا ہے، اور جب اونٹ پر سفر کیا جائے تو تین دنوں میں چوبیس فرسخ کی مسافت طے ہوتی ہے۔

ساتواں قول: قصر کے لیے کوئی مسافت متعین نہیں ہے، یہ قول امام ابن تیمیہ، امام ابن القیم اور امام ابن قدامہ کا ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: "جو لوگ قصر اور روزہ نہ رکھنے کو جنس سفر میں مشروع مانتے ہیں اور کسی (متعین مسافت والے) سفر کے ساتھ

---

(۱) أبوداود : كتاب المناسك /۲ باب في المرأة تحج بغيرمحرم (۳۴۷/۲) الحاكم (۴۴۲/۱) ابن حبان (۴۳۹/۶) رقم (۲۷۲۷) ابن خزيمة (۱۳۶/۴) رقم (۲۵۲۶) والبيهقي (۱۳۹/۳) علامہ البانی نے اس روایت کو ضعیف سنن أبی داود (رقم:۳۰۴) میں شاذ قرار دیا ہے۔

(۲) دیکھئے: سبل السلام (۳۹/۲)۔

(۳) البخاري كتاب تقصيرالصلاة /۴ باب في كم يقصرالصلاة (۵۶۶/۲) مسلم : كتاب الحج /۷۴ باب سفرالمرأة مع محرم إلى حج وغيره (۹۷۵/۲) أبوداود : كتاب المناسك /۲ باب في المرأة تحج بغيرمحرم (۳۴۸/۲)۔

(۴) دیکھئے: سبل السلام (۳۹/۲)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخصوص نہیں مانتے ان کے ساتھ دلیل ہے اور یہی قول صحیح ہے، اس لیے کہ قرآن وسنت میں سفر کا مطلق بیان ہوا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے:) فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ —الآية( ]البقرة:۱۸۴[ )جو تم میں سے بیمار ہو یا بحالت سفر ہو تو (اس کے بدلے) دوسرے دنوں میں روزہ رکھے۔) اسی طرح آیۃ تیمم میں ارشاد ہے: (إِن كُنتُم مَّرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ – ( ]النساء:۴۳ والمائدۃ: ۶[(اگر تم بیمار یا سفر کی حالت میں ہو اور۔۔ تو پاک مٹی سے تیمم کرلو) اسی طرح نصوص ودلائل گزر چکے ہیں جو بتاتے ہیں کہ مسافر دو رکعتیں ہی پڑھے گا کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نقل نہیں کیا کہ آپ نے کسی سفر کو مخصوص کیا ہو، باوجودیکہ آپ کو علم تھا کہ سفر حرام وحلال دونوں طرح کا ہوتا ہے، اگر یہ کسی سفر کے ساتھ مخصوص ہوتا تو اس کی وضاحت ضروری ہوتی، اور آپ نے بیان کیا ہوتا تو امت نے ضرور نقل کیا ہوتا حالانکہ مجھے علم نہیں کہ کسی صحابی نے اسے بیان کیا ہے"(۱)۔

امام ابن القیم فرماتے ہیں: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے قصر اور روزہ نہ رکھنے کے لیے کسی محدود مسافت کو متعین نہیں کیا ہے بلکہ ان کے لیے مطلق سفر کا بیان کیا ہے، جیسا کہ ان کے لیے ہر سفر میں تیمم کو مطلقا بیان فرمایا ہے، اور آپ سے ایک، دو یا تین دنوں کی جو تحدید روایت کی جاتی ہے تو اس میں سے کچھ بھی صحیح نہیں ہے"(۲)۔

---

(۱) مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۲۴/۱۰۹)۔

(۲) زادالمعاد (۱/۴۸۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن قدامہ لکھتے ہیں: "دلیل ان لوگوں کے ساتھ ہے جو قصر کو ہر سفر میں مباح قرار دیتے ہیں، الا یہ کہ اس کے خلاف اجماع ثابت ہو جائے"([1])۔

کیلو میٹر میں مسافت قصر کی تحدید: حبیب بن طاہر نے قصر کی مسافت کے لیے (٧٧.٦٦) کیلو میٹر کی تحدید کی ہے([2]) اور عبدالکریم نملہ نے (٨٢) کیلو میٹر کی ہے([3])، وہبہ زحیلی کے مطابق مسافت قصر تقریبا (١٠٣) کیلو میٹر ہے([4])، اوردائمی کمیٹی برائے فتاوی کے اندر جمہور کی رائے کا اعتبار کرتے ہوئے مباح قصر کی مسافت تقریبا (٨٠) کیلو میٹر ہے([5])۔

راجح قول: مسافت قصر سے متعلق جتنے بھی اقوال ہیں تمام کی بنیاد صحابہ کرام کے آثار ہیں یا قیاس، اور اگر کوئی روایت ہے بھی تو وہ ضعیف و معلل ہے، سوائے انس رضی اللہ عنہ سے مروی مسلم کی وہ روایت جس میں شعبہ کے شک کے ساتھ تین میل یا تین فرسخ کا بیان ہے، اور چونکہ تین میل تین فرسخ میں مندرج ہے اس لیے علمائے اہل حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے، البتہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی رائے کچھ حد تک قوی ہے کیونکہ انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں شعبہ کا شک کے ساتھ بیان کرنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ

([1]) المغنی (٢/٢٥٨)۔

([2]) الفقه المالكي وأدلته (١/٣١٥)۔

([3]) تیسیر الفقه (١/٢٦٦)۔

([4]) الفقه الحنبلي وأدلته (١/٣٦١)۔

([5]) فتاوى اللجنة الدائمة /السؤال السابع /رقم (٦٢٦١)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میں جو مسافت بیان کی گئی ہے وہ بھی تخمیناہے نہ کہ تحدیدا، اس لیے تین میل یا تین فرسخ کو متعین ماننا محل نظر ہے کیونکہ اس ایک روایت کے علاوہ کوئی دوسری روایت نہیں ہے جس میں یہ صراحت ہو کہ مذکورہ مسافت ہی متعین ہے، اس کے برخلاف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اغلب عمل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے پتہ چلتاہے کہ قصر کے لیے جنس سفر (یعنی عرف عام میں جسے سفر کہا جائے) کافی ہے۔

اگر دیکھا جائے تو مسافت کی تعیین وتحدید ایک طرح سے تکلیف مالا یطاق کے قبیل سے ہو جاتی ہے کیونکہ موجودہ دور میں وقت، دن یامسافت کی تعیین ایک مشکل امر ہے کیونکہ بدلتے وقت کے ساتھ وسائل وذرائع کے اختیاراوران کے اندر پائی جانے والی آسانیوں نے مسافت ووقت کو سمیٹ دیاہے اور ہزاروں کیلومیٹر کا سفر آدمی گھنٹوں میں طے کرڈالتاہے مثلاہندستان سے سعودی عرب اور سعودی عرب سے ہندستان کا سفر صرف آٹھ نو گھنٹے میں طے کر ڈالتا ہے، پھر ایسی صورت میں مسافت کی تعیین وتحدید کوئی معنی نہیں رکھتا۔

قصر کب سے شروع کریں؟

جس آدمی نے سفر کی نیت کی ہو جب تک اپنی بستی کے گھروں سے باہر نہ نکل جائے اور بستی اس کے پیچھے نہ رہ جائے اس پر قصر واجب نہیں ہے ، اسی کے قائل مالک، شافعی، اوزاعی، اسحاق اور ابو ثور ہیں، تابعین کی ایک جماعت سے بھی یہی منقول ہے۔

عطاء اور سلیمان بن موسی سے مروی ہے کہ دونوں سفر کی نیت کرنے والے کے لیے شہر ہی میں قصر کو مباح سمجھتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حارث بن ربیعہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سفر کا ارادہ کیا تو لوگوں کو اپنے گھر میں ہی دو رکعتیں پڑھائی، ان مصلین میں اسود بن یزید اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے چند ساتھی بھی موجود تھے۔

عبید بن جبیر کہتے ہیں کہ: میں رمضان کے مہینے میں ابوبصرہ غفاری کے ساتھ فسطاط کی ایک کشتی میں تھا، کشتی کا لنگر اٹھایا گیا، پھر ابوبصرہ کا کھانا پیش کیا گیا اور اب تک گھروں کی حدود کو پار نہیں کیا گیا تھا کہ انہوں نے دستر خوان لگوایا اور لوگوں سے کھانا کھانے کو کہا، میں نے کہا: ابھی آپ گھروں کو نہیں دیکھ رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: کیا تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے اعراض کروگے؟ اور پھر انہوں نے کھانا کھایا(۱)۔ اسے ابوداود نے روایت کیا ہے(۲)۔

ابن المنذر کہتے ہیں کہ: لوگوں کا اجماع ہے کہ سفر کا ارادہ کرنے والا جس بستی سے نکل رہا ہے اس بستی کے تمام گھروں سے نکل جائے تو قصر کرے گا، اور گھروں سے نکلنے سے پہلے قصر کرنے میں ان کا اختلاف ہے، جمہور اس طرف گئے ہیں کہ تمام گھروں سے نکل جانا ضروری ہے اور بعض کوفیوں کا مسلک ہے کہ صرف نیت ہی کی بنا پر قصر کرے گا گرچہ وہ اپنے گھر میں ہی کیوں نہ ہو، اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اگر سواری پر سوار ہو گیا اور قصر کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے۔

ابن المنذر نے پہلے قول کو راجح قرار دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ: گھروں سے نکل جانے پر قصر کرنے پر اتفاق ہے جب کہ اس سے پہلے میں اختلاف ہے لہذا اس پر اصل کا اعتبار کرتے ہوئے اتمام

---

(۱) دیکھئے: المغنی لابن قدامہ (۲/۲۵۹ – ۲۶۰)۔

(۲) أبوداود: کتاب الصوم /۴۵ باب متی یفطر المسافر إذا خرج (۲/۷۹۹) علامہ البانی نے اس کی تصحیح کی ہے، دیکھئے: صحیح سنن أبی داود/ رقم ۲۱۰۹ (۲/۴۵۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے یہاں تک کہ اس کے لیے قصر ثابت ہو جائے، اور مجھے علم نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی بھی سفر میں مدینہ سے نکلنے سے قبل قصر کیا ہو (۱) (بلکہ آپ نے ہمیشہ مدینہ سے نکلنے کے بعد ہی قصر کیا ہے)۔

شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رقمطراز ہیں: "امام مالک سے ایک روایت ہے کہ اگر ایسی بستی ہے جہاں جمعہ کا قیام ہوتا ہے تو تین میل کی دوری سے پہلے قصر نہیں کیا جائے گا، امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب کا قول جمہور کے قول کے مطابق ہے، اور یہی راجح ہے، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی بھی سفر میں مدینہ سے نکلنے کے بعد ہی قصر کیا کرتے تھے، اور اس لیے بھی کہ آدمی (گاؤں سے) نکلنے کے بعد ہی مسافر (کے حکم میں) ہوتا ہے" (۲)۔

مدّت قصر

اس مسئلہ میں علماء کے بہت سارے اقوال ہیں جن میں سے چند مشہور اقوال مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا قول: جب تین دنوں تک کی اقامت کی نیت ہو تو قصر کیا جائے گا، یہ قول امام مالک اور امام شافعی کا ہے (۳) عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے (۴)۔

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے: نیل الأوطار (۳/۲۳۵)۔

(۲) مرعاۃ المفاتیح (۴/۳۸۲)۔

(۳) دیکھئے: مرعاۃ المفاتیح (۴/۳۸۲) وسبل السلام (۲/۴۱)۔

(۴) دیکھئے: سبل السلام (۲/۴۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

اس قول کے قائلین انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں چار ذی الحجہ کو مکہ پہنچے، پانچ، چھ اور سات کو قیام کیا اور آٹھ ذی الحجہ کو منی کے لیے نکلے ان لوگوں نے یوم الدخول اور یوم الخروج کو شمار نہیں کیا ہے، اور منی اور عرفات میں قصر کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ حج کا قصر تھا نہ کہ سفر کا([1])۔

دوسرا قول : جب چار دنوں تک کی اقامت کی نیت ہو تو قصر کرنی چاہئے اور اس سے زیادہ کی اقامت کی نیت پر اتمام، یہ قول احمد اور داؤد کا ہے ([2]) ان لوگوں نے بھی انس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت سے استدلال کیا ہے، البتہ ان لوگوں نے یوم الدخول کو شمار کر لیا ہے، کیونکہ آپ مکہ میں صبح کے وقت داخل ہوئے تھے۔

تیسرا قول : چودہ دنوں کی اقامت کی نیت پر قصر کر سکتا ہے اور اس سے زیادہ کی اقامت کی نیت ہو تو اتمام واجب ہوگا، یہ قول امام ابو حنیفہ ([3]) اور امام ثوری ([4]) کا ہے۔ یہ حضرات عبد اللہ بن عباس رضی اللہ غنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

"أأب ّ هسول الله ﷺ ثُ ُّخ عام الفتح فٔ ٌ غرٛوح٣ وظو ا ُظلاة"([5])

([1]) تفصیل کے لئے دیکھئے: فتح الباری (۲/۵۶۲) اور السنن الکبری للبیہقی (۳/۱۵۱)۔

([2]) دیکھئے: مرعاۃ المفاتیح (۴/۳۸۲)۔

([3]) دیکھئے: مرعاۃ المفاتیح (۴/۳۸۲) وسبل السلام (۲/۴۱)۔

([4]) دیکھئے: مرعاۃ المفاتیح (۴/۳۸۲)۔

([5]) أبوداود : کتاب الصلاۃ/۲۷۹ باب متی یتم المسافر (۲/۲۵) النسائي : کتاب تقصیر الصلاۃ /۴ باب المقام الذي یقصر بمثلہ الصلاۃ (۳/۱۲۱) ابن ماجہ: کتاب الإقامۃ /۷۶ باب کم یقصر الصلاۃ المسافر (۱/۳۴۲) علامہ البانی نے اس روایت کی تضعیف کی ہے، اس میں ایک راوی محمد بن اسحاق ہیں جو مدلّس ہیں اور عنعنۃ سے روایت

www.KitaboSunnat.com

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں پندرہ دنوں تک قیام کیا اور نماز کا قصر کرتے رہے"۔

اوردوسری دلیل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے، وہ فرماتے ہیں: "إما ہل نشلِ ح وأنت بلکو لِك ٢ نف َي أرو ٤ ف ُ غرو ح ٤ ِخكؤ ا ُظلاة"(۱)
"جب تم کسی شہر میں سفر کرکے جاؤ اور پندرہ راتوں تک (وہاں) قیام کا خیال ہو تو مکمل نمازیں (اتمام کے ساتھ) پڑھو"۔

چوتھا قول: انیس دن ٹھہرنے کی نیت ہو تو قصر کرے گا اور اگر اس سے زیادہ کی نیت ہو تو اتمام ضروری ہے، یہ قول اسحاق بن راہویہ کا ہے (۲) دلیل عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں: "ألب ّ ا ُنج ٢ ﷺ رسعة عش و ٣ وظوك نحن إما بلكوبن رسعة عش و ہظوبن وإنىلكبن أ أنب"(۳) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کرتے ہیں، دیکھئے: إرواء الغلیل /رقم ۵۷۵ (۲۶/۳) ضعیف سنن النسائی/ رقم ۸۰ (ص ۵۱) ضعیف سنن ابن ماجہ/ رقم ۲۲۳ (ص ۷۹) البتہ نسائی کی سند صحیح ہے سوائے لفظ "خمسة عشر" کے کہ یہ شاذ ہے کیونکہ بخاری وغیرہ کی روایت کے خلاف ہے، دیکھئے: التلخیص / رقم ۶۰۷ (۴۶/۲) إرواء الغلیل /رقم ۵۷۵ (۳۷/۳)۔

(۱) دیکھئے: سبل السلام (۴۱/۲) صاحب مرعاۃ نے اس کی نسبت طحاوی کی طرف کی ہے (۳۹۰/۴)۔

(۲) دیکھئے: مرعاۃ المفاتیح (۳۸۲/۴)۔

(۳) البخاري: کتاب تقصیر الصلاة/۱ باب ماجاء في التقصیر وکم یقیم حتی یقصر (۵۶۱/۲) وکتاب المغازي /۵۲ باب مقام النبي صلی اللہ علیہ وسلم بمکة زمن الفتح (۲۱/۸) أبوداود: کتاب الصلاة /۲۷۹ باب متی یقیم المسافر (۲۵/۲) الترمذي: أبواب الصلاة /۴۰ باب ماجاء في کم یقصر الصلاة (۴۳/۲) و(۴۳۴/۲) ابن ماجه: کتاب الإقامة/۷۶ باب کم یقصر الصلاة المسافر إذا أقام ببلدة (۳۴۱/۱) البیهقي (۱۴۹/۳ – ۱۵۱) اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے مکہ میں انیس دنون تک قیام کیا اور قصر کرتے رہے اس لیے جب ہم انیس دن قیام کرتے تو قصر کرتے اور اگر اس سے زیادہ قیام کرتے تو اتمام کرتے"۔

پانچواں قول: جب تک مسافر رہے گا قصر کرتا رہے گا- خواہ انیس دنوں سے زیادہ اقامت کی نیت ہی کیوں نہ کرے- یہاں تک کہ اپنے شہر واپس چلا آئے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ، امام ابن القیم اورامام صنعانی وغیرہ اسی جانب گئے ہیں۔ اس قول کے لیے مختلف دلائل دئے جاتے ہیں جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

۱-انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:'ٔ ف و عنٖ ٓ غ ەسو ٍ الله طِ ٠ الله عليه و ٍِ ْ من ا ُ ل۳نة إ ُ ٠ ٓ ُ ُخك ظِّ ٠ ە ًغ٤ن ە ًغ٤ن خ ٠ ەعغ'' ەِذ: ًْ ڡلأب ّث ُ ٌخ؟ هب ٍ:''غ ش و أ''(۱) "ہم لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ گئے، آپ دو دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے یہاں تک کہ

کے رسول کے مکہ میں قیام کی مدّت سے متعلق مختلف النوع روایتیں وارد ہیں: کہیں سترہ، کہیں اٹھارہ، کہیں انیس، کہیں بیس، کہیں پندرہ، کہیں دس دنوں کا ذکر ہے، حافظ ابن حجر اور امام بیہقی نے ان تمام روایتوں کے درمیان جمع کی کوشش کی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے: فتح الباری (۲/۵۶۲) اور السنن الکبری للبیہقی (۳/۱۵۱)۔

(۱) البخاري : كتاب تقصير الصلاة /۱ باب ماجاء في التقصير(۲/۵۶۱) وكتاب المغازي /۵۲ باب مقام النبي صلى الله عليه وسلم بمكة زمن الفتح (۸/۲۱) مسلم : كتاب المسافرين/۱باب صلاة المسافروقصرها (۱/۴۸۱) أبوداود : كتاب الصلاة ۲۷۹ باب متى يتم المسافر(۲/۲۶) النسائي : كتاب الصلاة /۴ باب المقام الذي يقصربمثله الصلاة (۳/۱۲۱) الترمذي : كتاب الصلاة /۴۰ ماجاء في كم يقصر الصلاة (۲/۴۳۱) ابن ماجه: كتاب الإقامة : ۷۶ باب كم أقام الصلاة المسافرإذاأقام ببلدة (۱/۳۴۲) أحمد(۳/۱۸۷ ، ۱۹۰) البيهقي (۳/۱۴۸)۔

" محكم دلائل سے مزين متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مكتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدینہ واپس آ گئے "(یحیی بن اسحاق کہتے ہیں) میں نے ان سے پوچھا کہ: مکہ کتنے دنوں کا قیام تھا؟ تو فرمایا: "دس دنوں کا"۔

۲ – ابو فروہ ہمدانی کہتے ہیں: میں نے عون ازدی کو کہتے سنا کہ عمر بن عبد اللہ بن معمر فارس کے امیر تھے، انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو نماز کے بارے استفسار کرتے ہوئے لکھا تو انہوں نے جوابا لکھا: " إِ ہسول الله ﷺ ںَب ٍ إمافوط من أهله طِ ٠ ہکغوین خو ٠ ٣وعغ إئهم"(۱) "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے اہل سے (بغرض سفر) نکلتے تو دو رکعتیں ہی پڑھتے یہاں تک کہ ان کے پاس واپس آ جاتے"۔

۳ – ثمامہ بن شراحیل کہتے ہیں: میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور مسافر کی نماز کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے جواب دیا: دو دو رکعتیں سوائے مغرب کی نماز کے، وہ تین رکعتیں ہیں، میں نے کہا: اگر ہم ذوالمجاز میں ہوں تو کیا کریں؟ انہوں نے پوچھا: ذو المجاز کیا ہے؟ میں نے کہا: وہ جگہ جہاں ہم اکٹھا ہوتے ہیں اور خرید و فروخت کرتے ہیں، وہاں ہم بیس یا پندرہ دنوں تک ٹھہرتے ہیں، تو انہوں نے کہا: جناب میں آذربائیجان میں تھا (ثمامہ کہتے ہیں مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے چار ماہ کہا یا دو ماہ) تو لوگوں کو دو دو رکعتیں ہی پڑھتے دیکھا، اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں کے سامنے دو دو رکعتیں ہی پڑھتے دیکھا ہے پھر انہوں نے) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ( ]الأحزاب:۲۱[(تمہارے لیے

---

(۱) أحمد (۴۵/۲) احمد محمد شاکر نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: تحقیقه علی المسند / رقم ۵۰۴۲ (۹۹/۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے) کی تلاوت شروع کر دی یہاں تک کہ پوری آیت سے فارغ ہو گئے(۱)۔

۴ - بشر بن حرب کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابو عبدالرحمن! مسافر کی نماز کیسی ہونی چاہیۓ؟ تو انہوں نے کہا:" اگر تم لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کروگے تو بتاؤں گا اور اگر نہیں کروگے تو نہیں بتاؤں گا" ہم نے کہا کہ: اے ابوعبدالرحمن سب سے بہترین سنت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے (یعنی ہم سنت نبوی کی پیروی ضرور کریں گے) تو انہوں نے فرمایا: " ًب ٍ هسو ٍ الله ﷺ إم اف وط من هذه اُ ل٣نة ٣ يك عل٠ هكغ ين خ ٠ ٣وع غ إلييه" "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب اس شہر (مدینہ) نکلتے تو دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے یہاں تک کہ یہاں واپس آجاتے"(۲)۔

۵ - انس بن سیرین کہتے ہیں کہ: حسن نے انس کے ساتھ نیساپور میں دو سالوں تک قیام کیا اور قصر کرتے رہے(۳)۔

---

(۱) أحمد (۲/۸۳ ، ۱۵۴) البهقي (۳/۱۵۲) المصنف لعبدالرزاق((۲/۵۳۳) ہیثمی لکھتے ہیں "عبداللہ بن عمر کی اس سیاق کے علاوہ صحیح وغیرہ میں احادیث ہیں، اس روایت کو احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں" مجمع الزوائد ((۲/۱۵۸)۔

(۲) احمد((۲/۱۲۴)بشر بن حرب کے متعلق حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:" صدوق فیہ لین" التقریب (ص ۴۴)۔

(۳) المعجم المبيرللطبراني رقم ۶۸۲(۱/۲۴۳) ہیثمی نے اس روایت کے رجال کی توثیق کی ہے، دیکھئے: مجمع الزوائد (۲/۱۵۸)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶- سالم بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ: میں اس وقت تک مسافر کی نماز پڑھتا رہوں گا جب تک کہ مکمل قیام کا ارادہ نہ کرلوں گرچہ مجھے بارہ دنوں تک کیوں نہ رکنا پڑے۔(۱)۔

۷- حفص بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ: انس عبد الملک بن مروان کے ساتھ شام میں دوماہ تک ٹھہرے رہے اور مسافر کی طرح نماز پڑھتے رہے۔(۲)۔

۸ - انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے رامہرمز میں نو مہینوں تک قیام کیا اور قصر کرتے رہے"(۳)۔

۹ - جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں بیس دنوں تک قیام کیا اور قصر کرتے رہے"(۴)۔

ان تمام احادیث وآثار سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اورآپ کے اصحاب جب بھی اور کسی بھی سفر پر نکلتے قصر ہی کرتے رہتے یہاں تک کہ اپنی منزل پر واپس آجاتے، یہ سفر چار دنوں، دس دنوں، اٹھارہ دنوں، انیس دنوں خواہ اس سے زیادہ کی مدت پر محیط ہو، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دنوں کی تعیین کہیں بھی مروی نہیں ہے، کہ اتنے دنوں تک قصر کیا جائے گا اور اتنے دنوں پر اتمام اگر اتمام کے لیے کوئی تحدید و تعیین ہوتی تو شارع کی طرف سے ضرور بیان ہوتا۔

---

(۱) المؤطا للإمام مالك : كتاب قصر الصلاة /۴ باب صلاة المسافر ما لم يجمع مكثاً(۱/۱۴۸) السنن الكبرى للبيهقي (۳/۱۵۲) المصنف لعبد الرزاق (۲/۵۳۳) ۔

(۲) السنن الكبرى للبيهنقي (۳/۱۵۲) المصنف لعبد الرزاق (۲/۵۳۶) ۔

(۳) السنن الكبرى للبيهقي (۳/۱۵۲) ۔

(۴) أحمد (۳/۲۹۵) السنن الكبرى للبيهقي (۳/۱۵۲) المصنف لعبد الرزاق (۲/۵۳۲) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ لوگ حالت تردد میں مدت قصر کو غیر متعین مانتے ہیں کہ جب دوران سفر قیام غیر یقینی ہو تو اس صورت میں اس کے لیے مدت قصر غیر محدود ہے لیکن جب چار دنوں یا اس سے زیادہ کی اقامت کا عزم کر لے گا تو اتمام کرے گا۔

لیکن ان کی یہ تاویل بدون دلیل ہے، کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے عمل سے بالبداہت ثابت ہوتا ہے کہ ان حضرات کا کام چار دنوں یا بیس دنوں سے زیادہ کا تھا، اس کے باوجود یہ قصر کرتے رہے، لہذا اگر مدت قصر کی تحدید ہوتی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے اس کا ثبوت ضرور ہوتا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: "جس کے لیے سنت ظاہر ہو گئی اور وہ یہ جان گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے محض دو رکعتیں ہی مشروع کیا ہے اور سفر کو زمان و مکان کے ساتھ محدود نہیں کیا ہے، تین دن، چار دن، بارہ دن اور نہ ہی پندرہ دن لہذا بہت سارے اسلاف کی طرح وہ بھی (بلا تحدید) قصر کرے گا، یہاں تک کہ مسروق کو لوگوں نے ایسی ولایت سونپی جو وہ نہیں چاہتے تھے تو انہوں نے کئی سالوں تک قیام کیا اور قصر کرتے رہے، نیز نہاوند میں مسلمانوں نے چھ مہینے تک قیام کیا اور قصر کرتے رہے، وہ یہ جانتے ہوئے بھی قصر کرتے رہے کہ ان کی ضروریات چار دنوں اور اس سے زائد میں پوری نہیں ہوں گی جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے فتح مکہ کے بعد تقریباً بیس دنوں تک قیام کیا اور قصر کرتے رہے، اور رمضان میں مکہ میں دس دنوں تک قیام کیا اور افطار (بغیر روزہ کے) کرتے رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ کو فتح کیا تو جانتے تھے کہ آپ کو مکہ میں چار دنوں سے زیادہ ٹھہرنا پڑے گا، لہذا جب تحدید کی کوئی اصل و حقیقت نہیں ہے تو جب تک آدمی مسافر رہے گا قصر کرتا رہے گا گرچہ کہیں اسے کئی مہینوں تک رہنا پڑے"(۱)۔

ایک دوسری جگہ رقمطراز ہیں: "اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں مکہ میں چار دنوں تک، پھر منی مزدلفہ اور عرفہ میں چھ دنوں تک قیام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب قصر کرتے رہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مسافر ہی تھے، اور غزوۂ فتح میں انیس دنوں تک قیام کیا اور قصر کرتے رہے، تبوک میں بیس دنوں تک قیام کیا اور قصر کرتے رہے، اور یہ بات بالبداہت معلوم ہے کہ جو مشغولیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ اور تبوک میں تھی وہ چار دنوں میں پوری ہونے والی نہیں تھی، کہ یہ کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے کہ آج سفر کروں گا، کل سفر کروں گا، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اور اہل مکہ کو فتح کیا اور آس پاس کے کفار سے لڑائی ہونے والی تھی، اور یہ سب سے بڑا شہر تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کیا جس سے دشمن خوار ہوئے اور عرب تابع ہو گیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم آس پاس کے علاقوں میں سرایا بھیج کر ان کی واپسی کے منتظر تھے، یہ سب ایسی باتیں ہیں جو معلوم ہیں کہ چار دنوں میں پوری ہونے والی نہیں ہیں، لہذا معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے امور کے لیے قیام کیا جو چار دنوں میں پوری نہیں ہو سکتیں اور یہی حال تبوک کا بھی ہے۔

نیز جس نے قیام کی کوئی حد متعین کر دی، تین یا چار یا دس یا بارہ یا پندرہ دنوں کی تو گویا اس نے ایسی بات کہہ دی جس کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے"(۲)۔

---

(۱) مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۲۴/۱۸)۔

(۲) مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۲۴/۱۳۶ – ۱۳۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور علامہ ابن القیم فرماتے ہیں: "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں بیس دنوں تک قیام کیا اور قصر کرتے رہے، اور امت سے یہ نہیں کہا کہ آدمی اس نے زیادہ قیام پر قصر نہیں کرے گا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقامت اس مدت میں اور یہ اقامت حالت سفر میں اکٹھی ہو گئیں جو سفر کے حکم سے باہر نہیں ہے اقامت خواہ لمبی ہو یا تھوڑی تا آنکہ اسے وطن بنانے یا وہاں رہنے کا عزم نہ کر لیا ہو"([1])۔

اور امام صنعانی لکھتے ہیں: "یہ بات مخفی نہیں کہ جتنے دنوں تک آپ نے قصر کیا وہ اس سے زیادہ دنوں تک میں عدم قصر کی نفی پر دال نہیں ہے، لہذا جب وقت کی تحدید پر کوئی دلیل نہیں ہے تو زیادہ مناسب ہے کہ ہمیشہ قصر کرتا رہے جیسا کہ صحابہ کرام نے کیا اس لیے کہ قیام وسفر میں ہر روز تردد کے ساتھ قیام کرنے والے کو مقیم نہیں کہا گیا ہے گرچہ مدت لمبی ہوتی جائے"([2])۔

متردّد کے بارے میں ائمہ اربعہ کا موقف

اگر کوئی شخص کہیں سفر کر کے جائے اور متردد ہو کہ آج نکلے گا یا کل نکلے گا تو امام شافعی کے علاوہ تینوں ائمہ کے یہاں ہمیشہ قصر کرتا رہے گا، اور امام شافعی کے یہاں سترہ یا اٹھارہ دنوں تک قصر کرتا رہے گا اس کے بعد نہیں([3])۔

([1]) زادالمعاد(۳/۵۶۵)۔

([2]) سبل السلام (۲/۴۱)۔

([3]) زادالمعاد (۳/۵۶۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملاحظہ : اگر کوئی شخص کہیں سالوں سال کے لیے تعلیم حاصل کرنے جاتا ہے یا مستقل امیر یا والی بنا کر بھیجا جاتا ہے یا مستقل نوکری کے غرض سے جاتا ہے تو وہاں پر اتمام کرے گا کیونکہ وہ مقیم کے حکم میں ہوجاتا ہے ، گرچہ بعض صحابہ کرام اور عصر حاضر کے کچھ علماء کا موقف اس کے خلاف ہے لیکن چونکہ اس قسم کے لوگوں کا مقیم ہونا بالبداہت ثابت ہے اس لیے ان پر اتمام ہی کرنا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نماز کا وقت ہو جانے پر سفر کرے تو کیا کرے؟

ابن عقیل نے اس سلسلے میں دو روایتیں نقل کی ہے:

اول : اگر کوئی شخص نماز کا وقت شروع ہوجانے پر نماز پڑھنے سے پہلے سفر کرتا ہے تو قصر کرے گا کیونکہ اس نے نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے سفر شروع کیا ہے، یہ قول امام مالک، امام اوزاعی، امام شافعی اور اصحاب الرائ کا ہے۔

(علامہ ابن باز فرماتے ہیں: "جب مسافر پر نماز کا وقت داخل ہوجائے اور وہ شہر ہی میں ہے اور نماز پڑھنے سے قبل ہی سفر شروع کردیتا ہے، تو جب وہ آبادی سے نکل جاتا ہے تو علماء کے دو اقوال میں سے ایک قول کے مطابق اس کے لیے قصر مشروع ہے ، اور یہ جمہور کا قول ہے، اور اگر سفر میں جمع اور قصر کے ساتھ نماز ادا کرلیتا ہے پھر دوسری نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے، یا شروع ہونے پر شہر واپس آجاتا ہے تو اسے نماز لوٹانا لازم نہیں ہے کیونکہ اس نے شرعی طریقے پر نماز ادا کرلی ہے، لیکن اگر دوسری نماز لوگوں کے ساتھ پڑھتا ہے تو وہ اس کے لیے نفل ہوگی۔) ([1])

([1]) تحفۃ الإخوان (ص۱۲۲)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوم: ایسے شخص پر قصر نہیں ہے، کیونکہ اس پر نماز حالت حضر میں واجب ہوئی ہے([1])۔
میں کہتاہوں کہ اگر وقت ہو جانے پر سفر پر نکلنے سے قبل نمازادا کرتاہے تو ضروری ہے کہ اتمام کرے، اوراگر یہ نیت کرتاہے کہ عصر کے ساتھ جمع کر کے پڑھے گاتو پھر عصر کے ساتھ جمع اور قصر کے ساتھ ادا کرے گا–اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مقیم کے مسافر کی اقتدا کرنے کا مسئلہ

مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتاہے، مسافر دور کعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے گا اور مقیم اپنی چارر کعتیں پوری کرلے گا، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:
’’بَ بلِكو هسو ٍ الله ﷺ لِواً إلا طِ ٠ هكغين خو ٣٠وعغ وإنه لَمب ّ ث ُّخ زمن اُلتحِ ُب غزوح ٤ُخ٣ ظ ِ٢ثبُب ً هكغين هكغين إلا اُ ُ ـوض ْ يقول: ٣ُب أهل ّخ قوموا كصلوا ركغين أفـو٣ين لىئب قوم ٍل و‘‘([2]) "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی سفر کیا اس میں دور کعتیں ہی ادا کیا، یہاں تک کہ سفر سے واپس آگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت مکہ میں اٹھارہ دنوں تک قیام کیا اور لوگوں کو مغرب کے سوا دیگر نمازوں کو دو دو رکعتیں پڑھاتے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم (سلام پھرنے کے بعد) فرماتے:"اے اہل مکہ کھڑے ہو جاؤ اور آخری دو رکعتیں پوری کرلو اس لیے کہ ہم مسافر ہیں"۔

([1]) دیکھئے: المغنی لابن قدامة (۲/۳۸۳ – ۳۸۴)۔

([2]) أحمد (۴/۴۳۱) البيهقي (۳/۱۵۷) اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان ضعیف ہیں، لیکن حافظ ابن حجر نے ترمذی کے حوالے سے نقل کیاہے کہ انہوں نے اس حدیث کے شواھد کو دیکھتے ہوئے اس کی تحسین کی ہے، دیکھئے: التلخیص (۲/۴۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ : عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب مکہ تشریف لاتے تو اہل مکہ کو دو رکعتیں پڑھاتے پھر فرماتے: "یا أهل مکۃ أتموا صلاتکم فإنا قوم سفر"([1]) "اے مکہ والوں تم لوگ اپنی نمازیں مکمل کرلو اس لیے کہ ہم مسافر ہیں"۔

مسافر کے مقیم کی اقتدا کرنے کا مسئلہ

اس مسئلہ کے اندر علماء کے مختلف اقوال ہیں:

۱- مسافر مقیم کی اقتدا نہیں کر سکتا ہے، داؤد، شعبی، قاسم، ھادی اور طاؤس وغیرہ اسی کی طرف گئے ہیں([2])۔

دلیل: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "لاتختلفوا إلیہ"([3]) "اپنے امام کی مخالفت مت کرو"۔

وجہ استدلال: اگر مسافر مقیم کی اقتدا کرتا ہے تو عدد اور نیت دونوں میں اختلاف ہو جائے گا۔

۲ - مسافر مقیم کی اقتدا کر سکتا ہے، شوافع اور احناف اسی کی طرف گئے ہیں۔

دلائل:

([1]) مؤطا الإمام مالك :كتاب قصرالصلاة /٦ باب صلاة المسافرإذاكان إماماأوكان وراء الإمام (١٤٩/١) البيهقي(١٥٧/٣) المصنف لعبدالرزاق (٥٤٠/٢) امام شوکانی رقمطراز ہیں: "عمر کے اثر کی سند کے رجال ثقات ائمہ ہیں" دیکھئے: نیل الأوطار(٤٠٢/٢)۔

([2]) دیکھئے:نیل الأوطار(١٨٩/٣) والفتح الربانی (٢٨٠/٥)۔

([3]) اس معنی کی روایت بخاری: الاذان /٧٤ (٧٢٢)مسلم: الصلاۃ /١٩(٤١١) میں "إنماجعل الإمام ليؤتم به فلاتختلفواعليه " کے الفاظ کے ساتھ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱ – نافع کہتے ہیں کہ: " ںَ بِ ابن ع ُو إما طِ ٠ ٓغ الإبَ ّ طِ ٠ أنقبعً وإما طِ ٠ وحده طِ ٠ هکعتین"(۱) "عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (حالت سفر میں) جب (مقیم) امام کے ساتھ نماز پڑھتے تو چار رکعتیں پڑھتے اور جب تنہا پڑھتے تو دو رکعتیں پڑھتے"۔

۲ – موسی بن سلمہ کہتے ہیں کہ: ہم لوگ مکہ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، میں نے ان سے کہا: جب ہم آپ کے ساتھ ہوتے ہیں تو چار رکعتیں پڑھتے ہیں اور جب اپنے خیموں میں ہوتے ہیں تو دو رکعتیں پڑھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: "یہی ابو القاسم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت ہے"(۲)۔

۳ – ابو مجلز کہتے ہیں کہ: میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ: اگر میں مقیم کی نماز کے ساتھ ایک رکعت پاؤں تو کیا کروں؟ تو انہوں نے فرمایا: "مقیم کی نماز پڑھو"(۳)۔

اقتدا کا طریقہ

مسافر کے مقیم کی اقتدا کے طریقے سے متعلق علماء کے مختلف آراء پائے جاتے ہیں:

---

(۱) مسلم :کتاب صلاۃ المسافرین/۲ باب قصرالصلاۃ بمنی (۱/۴۸۲) مؤطاالإمام مالك : کتاب صلاۃ المسافرین/۴ باب صلاۃ المسافر باب مالم یجمع مکثاً(۱/۱۴۸) و/۵ باب صلاۃ المسافرإذاکان إماماًأوکان وراءالإمام(۱/۱۴۹) البیهقي(۳/۱۵۷)۔

(۲) مسلم : کتاب صلاۃالمسافرین /۱ باب صلاۃالمسافرین وقصرها (۱/۴۷۹)النسائی : کتاب تقصیرالصلاۃ /۲ باب الصلاۃ بمکۃ (۳/۱۱۹)۔

(۳) المصنف لعبدالرزاق (۲/۵۴۲)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱- عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم، تابعین کی ایک جماعت، امام "ثوری، امام اوزاعی، امام شافعی، ابو ثور اور اصحاب الرائ رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ اگر مسافر مقیم کی اقتدا کرتا ہے تو اس پر اتمام لازم ہے، امام کے ساتھ پوری نماز پائے خواہ کم (۱) ان حضرات نے عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکورہ روایتوں کو دلیل بنایا ہے جن میں مقیم امام کے ساتھ اتمام اور تنہا قصر کے ساتھ نماز پڑھنے کی صراحت ہے۔

۲ - اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ مقیم کے پیچھے مسافر ہر حالت میں قصر کرے گا، اگر ماموم (مسافر) کی نماز پوری ہو جاتی ہے تو تنہا تشہد کرے گا اور سلام پھیر دے گا اور امام اپنی بقیہ نماز پوری کرے گا (۲)۔

۳- امام حسن بصری، امام نخعی، امام زہری، امام قتادہ اور امام مالک رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ: اگر مسافر مقیم کے ساتھ ایک رکعت پاتا ہے تو اتمام کرے گا اور ایک رکعت سے کم پاتا ہے تو قصر کرے گا (۳)۔

یہ حضرات دلیل میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث پیش کرتے ہیں: "من أكهى الصلاح ه ًعظكول أكهى ا ُظلاة" (۴) "جس نے ایک رکعت نماز پالی اس نے پوری نماز پالی"۔

---

(۱) دیکھئے: المغنی (۲/۲۸۴) الفتح الربانی (۵/۲۸۱)۔

(۲) دیکھئے: المغنی (۲/۲۸۴) الفتح الربانی (۵/۲۸۱)۔

(۳) دیکھئے: المغنی (۲/۲۸۴) الفتح الربانی (۵/۲۸۱)۔

(۴) ابن ماجہ: کتاب الإقامة /۹۱ باب ماجاء فیمن أدرك من الجمعة ركعة (۱/۳۵۶) علامہ البانی نے اس روایت کی تصحیح کی ہے، دیکھئے: ارواء الغلیل (۳/۹۰) اور صحیح سنن ابن ماجہ/ رقم ۹۲۱ (۱/۱۸۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا قول شافعیہ وغیرہ کاراجح ہے کیونکہ ان کے دلائل کے اندر صراحت ہے کہ یہی سنت ہے ،جس سے مسئلہ کا مرفوع ہوناثابت ہوتا ہے۔

اورامام نخعی وغیرہ کے پیش کردہ دلائل میں دراصل اس مسئلہ کی طرف اشارہ ہے جس میں ہے کہ اگرکسی نےجمعہ کی نمازایک رکعت پالی توگویااس نےجمعہ پالیایامغرب یافجر سے پہلے ایک رکعت پالی توگویااس نے پوری نمازپالی۔(۱)

* * * * * * *

(۱) دیکھئے : سنن ابن ماجه: كتاب الإقامة/۱۱ باب وقت الصلاة في العذروالضرورة (۲۲۹/۱) و كتاب الإقامة/۹۱ باب ماجاء فيمن أدرك من الجمعة ركعة (۳۵۶/۱) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمع بین الصلاتین (دو نمازوں کو اکٹھی کر کے ادا کرنا)

شریعت مطہّرہ نے مسافر کی مشقتوں، اور وقت پر پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنے میں پریشانیوں کو دیکھتے ہوئے دو نمازوں کو اکٹھا کر کے ادا کرنے کی اجازت دے رکھی ہے، یعنی مسافر ظہر اور عصر کو ایک ساتھ ظہر کے وقت میں (جمع تقدیم کے ساتھ) یا عصر کے وقت میں (جمع تاخیر کے ساتھ) اور مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ مغرب کے وقت میں (جمع تقدیم کے ساتھ) یا عشاء کے وقت میں (جمع تاخیر کے ساتھ) پڑھ سکتا ہے۔ خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل کے ذریعے اس کو جاری کیا ہے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی حکمت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "أراد أن لا يحرج أمته"(۱) " آپ نے اپنی امت کو حرج میں نہیں ڈالنا چاہا" اور ایک روایت میں ہے: " أراد أن يوسع على أمته"(۲) "اپنی امت پر توسع کرنا چاہا"۔

جمع بین الصلاتین اور ائمہ کے درمیان اختلاف

اس مسئلہ کے اندر علماء کے مختلف اقوال وارد ہیں، جن کو ذیل میں ذکر کیا جارہا ہے:

۱ - جمع اس کے لیے ہے جو سفر کر رہا ہو، یعنی جو دوران سفر کہیں قیام پذیر ہو اس کے لیے جمع جائز نہیں ہے، یہ قول ابن حبیب مالکی کا ہے۔

---

(۱) مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین /۶ باب الجمع بین الصلاتین ...... (۱/۴۹۰) أبوداود: کتاب الصلاۃ /۲۷۴ باب الجمع بین الصلاتین (۲/۱۴) ابن خزیمہ / رقم ۹۶ (۲۸۱) عن معاذ بن جبل، و/رقم ۹۷۱ (۲/۸۵) وأحمد (۱/۲۲۳، ۲۸۳)۔

(۲) المصنف لابن أبي شيبة (۲/۴۵۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: " ًب ٍ ہسول اللہ ﷺ ۳ غ َغثین صلاح اُظھر والعصر إما بً ٍ علا۰ ظھر ٍ٤و و۳غ َغ ثین اُ ُ ـوۃ والغثب ء"(۱)" اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کر رہے ہوتے سفر کر رہے ہوتے تو ظہر اور عصر کے درمیان جمع کرتے اور مغرب اور عشاء کے درمیان بھی جمع کرتے"۔

۲ - صاحب عذر جمع کر سکتا ہے، یہ قول امام اوزاعی کا ہے (۲)۔

۳ ۔ جنہیں سفر میں عجلت در پیش ہو وہ جمع کر سکتے ہیں، یہ قول امام لیث کا ہے، (۳) امام مالک کی طرف بھی یہ قول منسوب کیا جاتا ہے (۴) امام مالک کی طرف ایک قول یہ بھی منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ جمع بین الصلاتین کو مکروہ سمجھتے تھے، ابن العربی کہتے ہیں کہ مصریوں نے اس قول کو امام مالک سے روایت کیا ہے (۵)۔

---

(۱) البخاري :کتاب تقصير الصلاة /۱۳ باب الجمع بين الصلاتين في السفربين المغرب والعشاء(۲/۵۷۹) النکت علی کتاب ابن صلاح (۱/۳۲۶)۔

(۲) دیکھئے:فتح الباری (۲/۵۸۰) مرعاۃ المفاتیح (۴/۳۹۶) نیل الأوطار (۳/۲۴۲)۔

(۳) دیکھئے : فتح الباری (۲/۵۸۰) مرعاۃ المفاتیح (۴/۳۹۷) نیل الأوطار(۳/۲۴۲)۔

(۴) دیکھئے : فتح الباری (۲/۵۸۰) مرعاۃ المفاتیح (۴/۳۹۶)۔

(۵) دیکھئے:مرعاۃ المفاتیح (۴/۳۹۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: " بَ ِ اُنج ۲ ﷺ ۳غ ٔغثین اُ ٔ ـوة و الغب ء إما عل به اُ ٤و"(۱) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سفر میں عجلت درپیش ہوتی تو مغرب اور عشاء کے درمیان جمع کرتے"۔

۴ - جمع تاخیر جائز ہے جمع تقدیم نہیں، یہ قول امام احمد سے روایت کیا جاتا ہے، ابن حزم نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، نیز امام مالک سے بھی ایک قول یہی مروی ہے(۲)۔

دلیل: یہ دلیل میں انس رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کرتے ہیں، جس میں ہے: " بَ ِ ھسول اللہ ﷺ إما ھد َ ج َ أ ِ ري۳غ اش ٔ ٌ فّو اُظهر إ ُ ۰ و ھذ العصوں ْ نزل ۳ غ ٔغ ث٤نهب لکئ ِ زاغت ھج َ أ ِ ۳ورحل طِ ۰ الظهرثم ه ًت"(۳)"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب سورج ڈھلنے سے پہلے سفر

---

(۱) البخاري : كتاب تقصير الصلاة /۶ باب يصلي المغرب ثلاثاً في السفر(۲/۵۷۲) و/۱۳باب الجمع في السفر بين المغرب والعشاء(۲/۵۸۱) وكتاب العمرة /۲۰ باب المسافر إذا جد به السير يعجل إلى أهله(۳/۶۲۴) وكتاب الجهاد/۱۳۶ باب السرعة في السير(۶/۱۳۹) مسلم : كتاب صلاة المسافرين/۵ باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر (۱/۴۸۸) مؤطا الإمام مالك : كتاب قصر الصلاة في السفر/۱ باب الجمع بين الصلاتين في الحضر والسفر(۱/۱۴۴) النسائي : كتاب المواقيت /۴۶ باب الحالة التي يجمع فيها بين الصلاتين(۱/۲۸۹) الترمذي : كتاب الصلاة /۴۲ ماجاء في الجمع بين الصلاتين (۲/۴۴۱) ابن خزيمة / رقم ۹۶۴ – ۹۶۵ (۲/۸۱) البيهقي (۳/۱۵۹) الدارمي(۱/۲۹۵) الدارقطني(۲/۳۹۳) المصنف لعبد الرزاق (۲/۵۴۶)۔

(۲) فتح الباری (۲/۵۸۰) ونيل الاوطار(۳/۲۴۲)۔

(۳) البخاري : كتاب تقصير الصلاة / إذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس صلى الظهر ثم ركب (۲/۵۸۲) مسلم : كتاب صلاة المسافرين/۵ باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر (۱/۴۸۹) أبوداود : كتاب الصلاة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر کرتے اور سواری سے اتر کر دونوں کو ایک ساتھ پڑھتے اور اگر سفر سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھتے پھر سواری پر سوار ہوتے"۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: "بَ إما أهك أ ۳ غ غث ين الصلاۃ ينك ۲ ا ُ لو۳ؤفو اُظهر خو ۳۰لفَ أول و هذ العصرص۳ْغ غث٤ نهب"(۱)

"جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں دو نمازوں کے درمیان جمع کرنا چاہتے تو ظہر کو مؤخر کر دیتے یہاں تک کہ عصر کا اول وقت ہو جاتا پھر دونوں کے درمیان جمع کرتے"۔

۵ – عرفہ اور مزدلفہ کے علاوہ جمع بین الصلاتین جائز نہیں ہے، یہ قول امام ابو حنیفہ، صاحبین اور حسن وغیرہ کا ہے(۲) ابن قدامہ نے امام مالک کی طرف بھی یہ قول منسوب کیا ہے(۳)۔

دلیل: اللہ تعالی کا فرمان:)إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَاباً مَّوْقُوتاً( ]اُنبء:۱۰۳[(نماز مؤمنین پر مقررہ وقت سے فرض ہے)

۶ – جمع بین الصلاتین مطلق جائز ہے، جمع تقدیم ہو، جمع تاخیر ہو، نازل (دوران سفر حالت قیام میں) ہو، سائر فی السفر ہو، عجلت درپیش ہو خواہ نہ ہو، ہر حالت میں جمع جائز ہے، اس کے قائلین اکثر صحابہ کرام، تابعین، فقہاء میں سے امام ثوری، امام شافعی، امام احمد، اسحاق بن

/۲۷۴ باب الجمع بين الصلاتين (۲/۱۷)) النسائي : كتاب المواقيت /۴۲ باب الوقت الذي يجمع فيه المسافربين الظهروالعصر(۱/۲۸۴)البيهقي (۳/۱۶۱) الدارقطني(۱/۳۸۹)۔

(۱) مسلم : كتاب صلاة المسافرين/۵ باب جوازالجمع بين الصلاتين في السفر (۱/۴۸۹)۔

(۲) دیکھئے: فتح الباری (۲/۵۸۰) نيل الاوطار(۳/۲۴۲) المغنی (۲/۲۷۱) سبل السلام (۲/۴۱) مرعاة المفاتيح (۴/۳۹۷)۔

(۳) دیکھئے: المغنی (۲/۲۷۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

راہویہ ، اشہب، طاؤس، مجاہد،عکرمہ ، مالک ، ابوثور، ابن المنذراور اہل علم کی کثیر تعداد ہیں(۱)۔

دلائل:

۱-عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت:"أهاك أ لايحرط أتہ"(۲) " آپ نے اپنی امت کو حرج میں نہیں ڈالناچاہا" ہے، جس میں صراحت ہے کہ جمع بین الصلاتین امت کوحرج اور مشقت سے نکالنے اوراس پر آسانی پیدا کرنے کے لیے مشروع کیا گیا ہے، جس سے اس کے بلا کسی قید کے مطلقاجواز کا پتہ چلتاہے ، پھر اگراس میں کوئی قید لگادی جائے توامت کو ایک ایسی چیز کاپابند بنانالازم آئے گاجواس کے لیے شریعت نے مطلقامشروع کیاہے۔

۲ - معاذبن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: " إ اُنج ۲ ﷺ أفو اُ ظلاحك ۲ غزوح ربوبص ْ فوطك ظِ ۰ اُظهروا ُع ظوع ٤بصَ ْ كفصَ ْفوطك ظِ ۰ اُ ُ وة و الغىء ع ٤بعً"(۳) "نبی کریم صلی اللہ علیہ

(۱) دیکھئے:فتح الباری (۲/۵۸۰) نیل الاوطار(۳/۲۴۲) المغنی (۲/۲۷۱) ۔

(۲) مسلم : كتاب صلاة المسافرين /٦ باب الجمع بين الصلاتين . . . . . .(۱/۴۹۰) أبوداود: كتاب الصلاة /۲۷۴ باب الجمع بين الصلاتين (۲/۱۴) ابن خزيمة / رقم ٢٦(۲۸۱) عن معاذبن جبل ، ورقم ۹٧١(۲/۸۵) وأحمد(۱/۲۲۳ ، ۲۸۳) ۔

(۳) مسلم : كتاب صلاة المسافرين/٥ باب جوازالجمع بين الصلاتين في السفر (۱/۴۹۰) وكتاب الفضائل /١ باب فضل نسب النبي صلى الله عليه وسلم. . . .(۴/۱۷۸۴) مؤطاالإمام مالك : كتاب قصرالصلاة / ١ باب الجمع بين الصلاتين (۱/۱۴۳) أبوداود: كتاب الصلاة /۲۷۴ باب الجمع بين الصلاتين (۲/۱۲ – ۱۳)

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسلم نے غزوۂ تبوک میں نماز کو مؤخر کیا پھر نکلے اور ظہر اور عصر کی نماز کو ایک ساتھ پڑھی، پھر داخل ہوئے پھر نکلے اور مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کیا" اس اجمال کی تفصیل ابوداؤداور ترمذی کی روایت میں کچھ یوں ہے: " إ اُنج ۲ ﷺ ًب إك ۲ غزوةربوى إما اوحل ہج َ زيغ اُش ً ٌأفـو اُظهر إُ ۰ أ ۳ غ عها إُ ۰ العصر لكٔ ظِٔهب ع ٔبعً، و إما اوحلـثعد زيغ اُش ً ٌ ع غ َ العصر إُ ۰ اُظهر و طِ ۰ اُظهر والعصر ع ٔبعًص ْ ب ه، وبک إما اوحل ج َ اُ ً ـوة أفـو اُ ً ـوة خ ۰ ۳ظليه َ غ الغبء، و إما اوحلـثعد اُ ً ـوة ع غ َ اُغبء لكظلابه َ غ اُ ً ـ وة")[1]("نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں تھے، جب سورج ڈھلنے سے قبل سفر کرتے تو ظہر کی نماز کو عصر تک مؤخر کرکے دونوں کوایک ساتھ پڑھتے ، اور جب سورج ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرتے تو عصر کو ظہر تک مقدم کرکے دونوں کوایک ساتھ ادا کرتے، پھر چلتے، جب مغرب سے قبل سفر کرتے تو مغرب کی نماز کو مؤخر کر دیتے اوراسے عشاء کے ساتھ پڑھتے،اور جب مغرب کے بعد سفر شروع کرتے تو عشاء مقدم کر دیتے اور اسے مغرب کے ساتھ ادا کرتے"۔

۳ – عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ًب إما ى اغت اُش ً ٌك ۲ َنزله ع غثين اُظهر والعصر ہج َ أ ۳و ًت، وإذا ٌ تزغ لهك ۲ َنزله ب ه خ ۰ إما جذ ذ العصر نزلك غ غثين اُظهر والعصر، وإذا جنت اُ ً ـوةك ۲ َنزله ع غثينه وثين الغبء وإذا ٌ تحن

الترمذي:كتاب الصلاة /۴۲ماجاء في الجمع بين الصلاتين (۲/۴۳۸) البيهقي (۳/۱۶۲) المصنف لابن أبي شيبة (۲/۴۵۶) المصنف لعبدالرزاق (۲/۵۴۵) مواردالظمآن (ص۴۵) ۔

(۱) الترمذي : كتاب الجمعة/ ماجاء في الجمع بين الصلاتين رقم ۵۵۳) أبوداود: كتاب الصلاة/ باب الجمع بين الصلاتين ۱۱۲۰ ، ۱۲۰۸ شیخ البانی نے اس کی تصحیح کی ہے، دیکھئے:إرواء الغليل /رقم ۵۷۸ (۳/۳۸) صحیح سنن الترمذی (۱/۳۰۷) وصحیح سنن ابی داود(۱/۳۳۰) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ك٢ ٓنزله ه ًت خو ٠ إما جنت الغبء نزلك غ ٔغثۂ نهب"(١) "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب جائے قیام پر رہتے اور سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کے درمیان سوار ہونے سے قبل ہی جمع کرتے، اور اگر سورج نہیں ڈھلتا تو چل دیتے یہاں تک کہ جب عصر کی نماز کا وقت قریب ہو جاتا تو اترتے اور ظہر اور عصر کے درمیان جمع کرتے، اور جب مغرب کا وقت جائے قیام پر ہی ہو جاتا تو مغرب اور عشاء کے درمیان جمع کرتے اور اگر جائے قیام پر مغرب کا وقت نہیں ہوتا تو سوار ہوتے یہاں تک کہ عشاء کا وقت قریب ہو جاتا تو آپ اترتے اور مغرب اور عشاء کو جمع کرکے پڑھتے"۔

٤- جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: " إ اُنج ٢ ﷺ ع ٔغثین اُظهر والعصر والمہ ـوة والغبلك ٢ ا ُ َل و"(٢) "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کے درمیان جمع کیا"۔

اس حدیث میں بلا کسی تقیید کے جمع کا ذکر ہے، اگر کسی قسم کا قید ہوتا تو ضرور نقل کرتے، یا کسی خاص حالت کے ساتھ مخصوص ہوتا تو ضرور اس کی وضاحت کر دیتے۔

٥ - انس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت، جس میں ہے: " ٍبَ هسول الله طِ ٠ الله عليه و ٍ ِ ْ إما هحـَ ح َ أ ٍ ري٣غ اشُ ً ٌ فَّو اُظهر إ ُ ٠ وه ذ العصرص ْ نزل٣ غ ٔغثۂ نهبكئ ٍ زاغت هجَ أ ٍ ٣ورحل طِ ٠ اُظهر

---

(١) أحمد (١/٣٦٧ - ٣٦٨) الدارقطني (١/٣٨٨) البيهقي (٣/١٦٣) اس روایت کی سند میں حسین نامی راوی ضعیف ہیں دیکھئے: التلخيص الحبير (٢/٤٨) امام ترمذی سے نقل کیا جاتا ہے کہ انہوں نے متابعات کو دیکھتے ہوئے اس کی تحسین کی ہے، علامہ البانی لکھتے ہیں: " ان متابعات وطرق کی بنیاد پر عبداللہ بن عباس کی روایت صحیح ہے، اور شواہد کی بنا پر امام بیہقی نے اسے قوی کہا ہے نیز یہ قتیبہ سے مروی معاذ بن جبل کی روایت کے لئے دوسرا شاہد ہے جو ان کے حفظ اور قوت حدیث پر دال ہے، دیکھئے: إرواء الغليل (٣/٣٢)۔

(٢) ابن حبان كما في الموارد (ص١٤٥)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ص ْ ہ ًت"(۱) "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب سورج ڈھلنے سے پہلے سفر کرتے تو تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر کرتے اور سواری سے اتر کر دونوں کو ایک ساتھ پڑھتے، اور اگر سفر سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھتے پھر سواری پر سوار ہوتے"۔

حاکم نے اس کو اربعین کے اندران الفاظ کے ساتھ روایت کیاہے: " طِ ٠ الظهو والعصص ْ ہ ًت" "ظہر اور عصر کی نماز ادا کرتے پھر سوار ہوتے"۔

اورابو نعیم نے مستخرج مسلم کے اندرروایت کیاہے: " ًب ٍ إما ًب إك ٢ ٍلو كيا ُذ ائش ً ٌ طِ ٠ اُظهر والعصر ع ٔبعًس ْ اوحل"(۲) "جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہوتے اور سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کو اکٹھا کر کے پڑھتے اور پھر سفر شروع کرتے"۔

---

(۱) البخاري : كتاب تقصير الصلاة / إذاارتحل بعد مازاغت الشمس صلى الظهر ثم ركب (۲/۵۸۲) مسلم : كتاب صلاة المسافرين/۵ باب جوازالجمع بين الصلاتين في السفر (۱/۴۸۹) أبوداود : كتاب الصلاة /۲۷۴ باب الجمع بين الصلاتين (۲/۱۷) النسائي : كتاب المواقيت /۴۲ باب الوقت الذي يجمع فيه المسافرين الظهروالعصر(۱/۲۸۴) البيهقي (۳/۱۶۱) الدارقطني(۱/۳۸۹)۔

(۲) حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام کے اندر مستخرج ابونعیم کی طرف اس کی نسبت کی ہے، امام صنعانی سبل السلام کے اندر لکھتے ہیں:"اس روایت کے اندر کوئی کلام نہیں ہے"علامہ البانی اس کے مختلف طرق کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں " مذکورہ باتوں سے انس کی مذکورہ تین طرق سے مروی روایت سے جمع تقدیم کا ثبوت واضح ہو جاتاہے " دیکھئے: إرواء الغليل (۳/ ۳۲ -۳۳ ، ۳۴)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راجح مسلک اور دیگر اقوال کی دلائل پر ایک نظر

روایات کے اطلاق اوردلائل کی روشنی میں آخری قول راجح ہے کہ جمع بین الصلاتین بلاکسی قید کے مشروع ہے کیونکہ شریعت نے جس چیز کو مطلقا بیان کیاہو اسے علی الاطلاق ہی رہنے دیناچاہیئے، الایہ کہ تخصیص وتقیید کے لیے کوئی دلیل آجائے، ذیل میں ہم دیگر اقوال کی تائید میں پیش کردہ دلائل کاجائزہ لیتے ہیں:

پہلے دوسرے اور تیسرے اقوال کے قائلین عبداللہ بن عباس اورعبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی روایتوں سے استدلال کرتے ہیں جن میں "علٹه ا ُ ٤ و"یا"عل٠ ظهو ٍ٤ و" کے الفاظ واردہیں، حافظ ابن حجران کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "لیکن مؤطاکے اندر معاذبن جبل کی حدیث میں صراحت واردہے ، جس کے الفاظ ہیں: "أخر الصلاحك ٢ غزوح تبوك ثمفوطكظ ِ ٠ ا ُظهر والعصر ع ٤بعصًركفَص ْفوط ك ظ ِ ٠ ا ُ ٴ و ة والغڻء ع ٤بعً" "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں نماز کومؤخرکیا پھرنکلے اور ظہراور عصر کی نماز کوایک ساتھ پڑھی ، پھرداخل ہوئے پھرنکلے اور مغرب اور عشاء کی نمازایک ساتھ ادا کیا" امام شافعی کتاب الام میں فرماتے ہیں :"ان (معاذبن جبل رضی اللہ عنہ) کا "دخل ثم خرج" کہناحالت نزول میں ہی ہوسکتاہے ، لہذامسافر کے لیے سفر اورنزول دونوں حالتوں میں جمع کرناجائزہے" ابن عبدالبر کہتے ہیں:" اس کے اندران لوگوں پرواضح ترین ردہے جوکہتے ہیں کہ جس کوسفر میں جلدی درپیش ہووہی جمع کرسکتاہے، یہ التباس کوقطع کرنے والاہے"([1])۔

([1]) دیکھئے : فتح الباری (۲/۵۸۳)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اورامام اوزاعی کاعذر کاقید لگانا بے معنی ہے کیونکہ سفر بجائے خود عذر ہے اس لیے عذر کا قید لگانا بے معنی ہے۔

اور چوتھے قول میں مکروہ والی بات بھی کمزور ہے، کیونکہ کتاب وسنت میں کوئی ایسی دلیل وارد نہیں ہے جس کی بنا پر اسے مکروہ قرار دیا جاسکے، اور چونکہ سنت سے بصراحت جمع ثابت ہے اس لیے اسے مکروہ کہنا غیر مناسب ہے۔

اورامام ابن حزم کا یہ کہنا کہ جمع تاخیر جائز ہے جمع تقدیم نہیں اوران کاانس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت سے استدلال کرنا جس میں جمع تقدیم کاذکر نہیں ہے بھی غیر مناسب ہے، کیونکہ اس روایت میں گرچہ جمع تقدیم کاذکر نہیں ہے لیکن دیگر صحیح روایتوں میں موجود ہے جس سے اس روایت کی تفصیل ہوجاتی ہے۔

اورحنفیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ عرفہ ومزدلفہ کے سوا جمع جائز نہیں، اور دلیل میں قرآن کریم کی آیت :) إِنَّ الصَّلاَةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَاباً مَّوْقُوتاً ( ]اُنبء:۱۰۳[(نماز مؤمنین پر مقررہ وقت سے فرض ہے) سے استدلال کرتے ہیں، جس میں "موقوتا" کی تفسیر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے "مفروضا" سے کی ہے، یعنی "إ ء ِ ُ ظلاح وفٍ كو هذ الحج" حج کی طرح نماز کا بھی ایک متعین وقت ہے"(۱)۔

لیکن حنفیہ کامذکورہ آیت اوراس کی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر سے استدلال درست نہیں ہے، کیونکہ بلاشبہ نماز اپنے وقت کے ساتھ فرض ومتعین ہے لیکن سنت نبوی نے اس کی اجازت دی ہے کہ بحالت سفر اور مجبوری جمع کرلیا جائے، چنانچہ جس

(۱) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر(۱/۵۵۰)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح خود ان کے قول میں عرفہ اور مزدلفہ کے اندر سنت سے ثبوت کی بناپر جمع جائز ہے ٹھیک اسی طرح عام سفر میں سنت سے ثبوت کی بناپر جمع جائز ہے۔

اسی طرح ان کا مواقیت والی روایتوں سے استدلال بھی مذکورہ توضیح کی بنیاد پر ناقابل قبول ہے۔

نیز وہ ایک بات یہ بھی کہتے ہیں (جو ان کا عام اصول ہے) کہ جو چیز کتاب وسنت سے بالتواتر ثابت ہے اسے خبر آحاد کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتے، اس لیے کہ خبر آحاد سے قرآن وسنت سے بالتواتر ثابت شدہ آیات واحادیث پر زیادتی جائز نہیں ہے۔

لیکن ان کا یہ کہنا درست نہیں ہے، کیونکہ یہاں پر خبر واحد کی بناپر قرآن وسنت کا ترک لازم نہیں آرہا ہے، بلکہ اس سے قرآن وسنت میں وارد ایک عام حکم کی تخصیص ہو رہی ہے، اور یہ دین کا ایک مسلمہ اصول ہے کہ کسی بھی صحیح حدیث سے خواہ وہ خبر واحد ہی کیوں نہ ہو متواتر کی تخصیص جائز ہے۔

حنفیہ اپنے دلائل ذکر کرنے کے بعد دیگر روایتوں کی جن میں جمع کا ثبوت ہے تاویل کرتے ہیں کہ ان میں جمع سے مراد جمع صوری ہے (۱) اس سلسلے میں سب سے پہلے امام طحاوی رحمہ اللہ نے بحث کی ہے، اوران تمام احادیث کی صحت کا اقرار کرتے ہوئے کہا ہے کہ جمع سے مراد جمع صوری ہے (۲) لیکن محدثین اور فقہاء نے ان کے اس اشکال کا مفصل جواب دیا ہے، امام خطابی فرماتے ہیں: "جمع بین الصلاتین ایک رخصت ہے، اگر یہ اس شکل میں ہوتا جو انہوں نے بیان کیا ہے، تو یہ ہر نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنے سے بھی زیادہ مشقت

---

(۱) جمع صوری کہتے ہیں ظہر کی نماز کو اس کے آخری وقت میں پڑھنا اور جب نماز سے فارغ ہو اسی وقت عصر کا وقت شروع ہو جائے تو عصر کی نماز کو ایک دم اول وقت میں پڑھ لے، اسی طرح مغرب اور عشاء کے درمیان۔

(۲) دیکھئے: شرح معانی الآثار (۱/۱۶۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والا ہوتا، اس لیے کہ اوائل اور اواخر اوقات ان چیزوں میں سے ہیں جن کا ادراک خاص لوگوں کو بھی نہیں ہو پاتا چہ جائے کہ عام لوگ"(۱)

اور ابن قدامہ لکھتے ہیں: "یہ (حنفیہ کی بیان کردہ جمع صوری کی تعبیر) دو وجہوں سے فاسد ہے:

اول: حدیث میں بالصراحت وارد ہے کہ آپ دونوں کو ایک کے وقت میں جمع کیا کرتے تھے، جسے ہم عنقریب ذکر کریں گے، اور انس کے قول "أَخَّرَ الظهر إلى وقت العصر ثم نزل ..." کی بناپر، لہذا (ان کی) تاویل باطل ہے۔

دوم: جمع رخصت ہے، اگر یہ ان کے بیان کردہ طریقہ کے مطابق ہوتا تو یہ ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنے سے بھی زیادہ حرج والا اور مشقت انگیز ہوتا، کیونکہ ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا بہ نسبت دونوں وقتوں کی اس حیثیت سے رعایت کرنے کے کہ پہلے وقت میں سے صرف اس نماز کے ادا کرنے کا وقت بچے زیادہ آسان ہے، اور جو اس کے اندر غور کرے گا ہمارے بیان کردہ صفت کے مطابق ہی پائے گا، اور اگر ایسے ہی (جمع صوری) ہوتا تو مغرب اور عشاء اور عشاء اور فجر کے درمیان جمع جائز ہوتا، جب کہ امت کے اندر اس کے عدم جواز پر کوئی اختلاف نہیں ہے، لہذا ذہن میں پہلے مرحلہ میں متبادر ہونے والی وجہ پر خیر کے ساتھ عمل اس تکلیف سے اولی ہے جس سے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو اس تاویل سے محفوظ رکھا جائے"(۲)۔

(۱) دیکھئے: فتح الباری (۲/۵۸۰) و مرعاۃ المفاتیح (۴/۳۹۷)۔

(۲) المغنی (۲/۲۷۲)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ عبدالحئ لکھنوی رقمطراز ہیں :"حنفیہ نے جمع سے متعلق وارد احادیث کو جمع صوری پر محمول کیاہے ،اورامام طحاوی نے شرح معانی الآثار کے اندراس پر مفصل بحث کی ہے (۱) ، لیکن میں نہیں جانتا کہ ان روایتوں کے سلسلے میں کیا کیا جائے گا جو بخاری ، مسلم اورابوداود وغیرہ جیسی ان لوگوں کے نزدیک معتمد کتابوں میں جوان پر گہری نگاہ رکھتے ہیں صراحت وارد ہے کہ جمع وقت نکل جانے کے بعد ہی تھا،اگر یہ ماناجاتا ہے کہ رواۃ کو اس سلسلے میں امتیاز نہیں ہوپایا توانہوں نے وقت کے نکل جانے کے قریب کی خبر دے دی تویہ چیز بھی صراحت کے خوگر صحابہ کرام سے بعید ہے ،اور اگر روایتوں کی سند میں گڑبڑی کی وجہ سے ان کوترک کردیاجائے تویہ بعید تر ہے ، جبکہ ائمۂ کرام نے اس کی تخریج کی ہے اوران کی صحت کی گواہی دی ہے ، اوراگر ان روایتوں سے معارضہ کیاجائے جن میں صراحت ہے کہ جمع تاخیر آخری وقت تک اور جمع تقدیم اول وقت میں ہے تو یہ اورزیادہ تعجب خیز بات ہے ،اس لیے کہ مختلف احوال پران کے جمع کو محمول کرنانہ یہ کہ ممکن ہے بلکہ یہی ظاہر ہے "(۲)۔

جمع بین الصلاتین کے لیے اذان واقامت کامسئلہ

جب دونمازوں کے درمیان جمع کیاجائے توان کے لیے ایک ہی اذان واقامت کافی ہے یاہرایک کے لیے الگ الگ اذان واقامت ضروری ہے ؟اس مسئلہ کے اندر بھی علماء کے مختلف اقوال ہیں:

پہلا قول - ہر نماز کے لیے الگ الگ اذان اوراقامت ضروری ہے ،یہ قول مالکیہ کا ہے۔

(۱) شرح معانی الآثار(۱/۱۶۰)۔

(۲) التعلیق الممجد(ص۱۲۹)بحوالہ:مرعاۃ المفاتیح (۴/۳۹۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلائل:

۱- عبد الرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ مزدلفہ میں تھا تو آپ نے دو نمازیں ہر ایک کو اذان اور اقامت کے ساتھ پڑھیں اور ان دونوں کے درمیان رات کا کھانا کھایا۔۔۔۔۔الخ (1)۔

۲- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے کہ انہوں نے مزدلفہ میں ہر نماز کے لیے اذان اور اقامت کا حکم دیا (۲)۔

لیکن ابن حزم نے ان روایتوں کو یہ کہتے ہوئے رد کر دیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ ہر نماز کے لیے الگ الگ اذان اور اقامت کہلواتے، اگر یہ ثابت ہوتا تو میں ضرور کہتا۔

نیز اس کی تاویل کرتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ ان کے اصحاب متفرق ہو گئے تھے اس لیے انہوں نے ان کو جمع کرنے کے لیے اذان دلوائی تھی (۳)۔

دوسرا قول - ہر نماز کے لیے اقامت ضروری ہے، اور اذان کسی کے لیے نہیں، یہ قول امام شافعی، قاسم بن محمد اور سالم بن عبد اللہ بن عمر رحمہم اللہ کا ہے، امام احمد سے بھی ایک روایت یہی منقول ہے۔

---

(۱) البخاري : كتاب الحج /۹۹ باب متى يصلي الفجر بجمع (۵۳۰/۳) النسائي : المناسك (الكبرى) (۲۱۳/۲) بحوالہ: تحفة الأشراف (۸۶/۷) أحمد (۴۱۸/۱) ۔

(۲) البخاري : كتاب الحج /۹۷ باب من أذّن وأقام لكل واحدة منهما (۵۲۴/۳) ۔

(۳) دیکھئے: نيل الأوطار (۲۵۱/۳) الفتح الرباني (۱۳۹/۵) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل : اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: " إِ ەسو ٍ اللہ ﷺ ُب عِ ا ُ يِك ُلخ نزلكتوضؤ فأسبغ الوضوءەص ْ أە ُذ ا ُظلاةك ظ ِ ۰ ا ُ وةەص ْ لَبخ ً إذ بَ ِ بعرطك ۲ نزلەص ْ أە ُذ ا ُظلاة كظلاەب ولم ۳ظ َ ث٤ نهبشىئ ً"(۱) "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب مزدلفہ آئے تو اترے اور خوب اچھی طرح سے وضوء کیا، پھر نماز کھڑی کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھی، پھر ہر آدمی نے اپنی جگہ پر اپنے اونٹوں کو بٹھایا، پھر نماز کھڑی کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ادا کیا اوران دونوں کے درمیان کچھ نہیں پڑھا"۔

کہتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں چونکہ اذان کا ذکر نہیں اس لیے صرف اقامت کہی جائے گی اور اذان ضروری نہیں ہو گی۔

تیسرا قول - شروع میں ایک اذان دی جائے گی اور دونوں نمازوں کے لیے الگ الگ اقامت کہی جائے گی، یہ قول امام احمد، ابن حزم، ابن الماجشون، طحاوی، ابوثور اور ہادویہ کا ہے۔

دلیل : جابر رضی اللہ عنہ کی طویل روایت ہے جس میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ میں دو نمازیں ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھی، اور پھر مزدلفہ

---

(۱) البخاري:كتاب الطهارة/٦ باب إسباغ الوضوء(١/٢٣٩) وكتاب الحج /٩٥ باب الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة(٣/٥٢٣) مسلم : كتاب الحج /٤٧ باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة ....(٢/٩٣٤) أبوداود : كتاب الحج / ٦٤ باب الدفعة من عرفة (٢/٤٧٣) النسائي : كتاب المناسك /٢٠٦ باب النزول بعد الدفع من عرفة (٥/٢٥٩) الدارمي (١/٣٨٥) أحمد (٥/٢٠٢) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئے اور وہاں مغرب اور عشاء ایک اذان اور دو اقامت سے ادا کی اور دونوں کے درمیان کوئی نفل یا سنت ادا نہیں کیا۔ ۔۔۔۔۔۔الحدیث"([1])۔

چوتھا قول - دونوں نمازیں ایک ہی اقامت سے پڑھی جائیں گی، یہ قول امام ثوری اور اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے۔

دلیل: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے درمیان جمع کیا، مغرب کی نماز تین اور عشاء کی دو رکعتیں ایک ہی اقامت سے "([2])

امام شوکانی وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ والی روایت کو راجح قرار دیا ہے([3])۔

راجح قول: اس سلسلے میں راجح تیسرا قول ہے، کیوں کہ دیگر اقوال کی مستدل روایات میں ابہام ہے، جب کہ تیسرے قول کی مستدل جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں صراحت ہے کہ

([1]) مسلم: کتاب الحج /۱۹ باب حجة النبي صلی اللہ علیہ وسلم (۸۸۶/۲) أبوداود: کتاب المناسك /۵۷ باب صفة حجة النبي صلی اللہ علیہ وسلم (۴۵۵/۲) النسائي في الكبرى كما في تحفة الأشراف (۲۷۱/۲) ابن ماجه: کتاب المناسك /۸۴ باب حجة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (۱۰۲۲/۲)۔

([2]) مسلم: کتاب الحج /۴۷ باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة واستحباب صلاتي المغرب والعشاء جميعاً بالمزدلفة في هذه الليلة (۹۳۸/۲) أبوداود: الحج /۶۵ باب الصلاة بجمع (۴۷۶/۲) الترمذي: الحج /۵۶ باب ماجاء في الجمع بين المغرب والعشاء بالمزدلفة (۲۳۵/۳) النسائي: المناسك /۲۰۷ باب الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة (۲۲۰/۵) وفي الكبرى (۲۰۹/۱) و (۲۰۹/۳) كما في تحفة الأشراف (۴۲۳/۵) و أحمد (۱۸/۲)۔

([3]) دیکھئے: نیل الأوطار (۱۵۱/۳)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اذان اور دو اقامت سے مغرب وعشاء پڑھی، اور چونکہ اذان لوگوں کو جمع کرنے کے لیے ہوتی ہے، اور وہاں پہلے سے ہی سے جمع تھے، رہی اقامت، تو یہ ہر نماز شروع کرنے کا اعلان واعلام ہے اس لیے ہر ایک کے لیے اقامت کہی جائے گی، (احمد مجتبی سلفی)

اگر کوئی شخص سفر میں نماز بھول جائے تو کیا کرے؟

ابن قدامہ نے امام احمد سے نقل کیاہے کہ انہوں نے فرمایا: اگر کوئی آدمی حضر میں نماز بھول جائے اوراسے سفر میں یاد آئے تو بالاجماع چار رکعتیں ادا کرے گا، اوراگر سفر میں بھول جائے اور حضر میں یاد آئے تو احتیاطاچار رکعتیں پڑھے گا، اس لیے کہ یہ نماز اس پر اسی وقت واجب ہوئی ہے جب اس کو یاد آئی ہے، امام اوزاعی، امام داؤداورامام شافعی اسی کے قائل ہیں۔

دلیل : اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من ذ َ ٢ ا ُظلاة كِ ٤ظلييه إما م ًربه"(۱) "جب تم میں سے کوئی نماز بھول جائے تواسے اسی وقت ادا کرے جب اسے یاد آئے" یہ حضرات اس حدیث کے ظاہری مفہوم سے استدلال کرتے ہیں۔

(۱) البخاري : مواقيت الصلاة/٣٧ من نسي الصلاة فليصليهاإذاذكرها (٢/٧٠) مسلم : المساجد/٥٥ باب قضاءالصلاةالفائتة . ....(١/٤٧١ ، ٤٧٧) الترمذي : أبواب الصلاة /١٦ باب ماجاءفي النوم عن الصلاة (١/٣٣٤)و/١٧ ماجاءفي الرجل نسي الصلاة (١/٣٣٦) النسائي : المواقيت /٥٢ باب فيمن نسي الصلاة و/٥٣ فيمن نام عن الصلاة و/٥٤إعادة من نام عن الصلاة لوقتهامن الغد(١/٣٩٣ – ٣٩٦) ابن ماجه: كتاب الصلاة /١٠ باب من نام عن الصلاة أونسيها(١/٢٢٧) المؤطا : كتاب وقوت الصلاة /٦ باب النوم عن الصلاة (١/١٤)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام مالک، امام ثوری اور اصحاب الرائ کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں قصر کے ساتھ دور کعتیں ہی ادا کی جائیں گی کیونکہ جو نماز فوت ہوئی ہے وہی ادا کرنا ہے جو کہ دو رکعتیں ہی ہیں، اس قول کی تائید مؤطا کی مندرجہ ذیل روایت سے ہوتی ہے: "إما هلى أحدكم عن الصلاح أو نسيبهصكي ع إليهكِ ٤ظليهه بً بً بٍ ٣ظليهك ٢ وقتنه"(١)"جب تم میں سے کوئی نماز سے سو جائے یا نماز بھول جائے پھر جب اسے ادا کرنا چاہے تو اسے ویسے ہی ادا کرے جیسا اس کے وقت میں ادا کرتا"۔

مذکورہ روایت سے پورے طور پر یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ جو نماز جس حالت میں اور جتنی رکعتوں کے ساتھ فوت ہوئی ہے اسے بعینہ ویسے ہی ادا کرنا ہے بغیر کسی کمی یا زیادتی کے۔

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

---

(١) المؤطا : کتاب وقوت الصلاۃ /٦ باب النوم عن الصلاۃ (١/١٤)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفر میں سنن ونوافل کا مسئلہ

بنیادی طور پر نفلی نمازوں کی دو قسمیں ہیں: راتبہ (مؤکّدہ) اور غیر راتبہ (غیر مؤکّدہ)۔

علماء کا اتفاق ہے کہ غیر مؤکدہ، نفلی نمازیں یا اسباب والی نمازیں سفر میں پڑھنا مستحب ہیں، مثلا: چاشت کی نمازیں، تہجد کی نمازیں، عام نوافل، وضوء کی سنتیں، طواف کی سنتیں، سورج اور چاند گرہن کی نمازیں اور تحیۃ المسجد وغیرہ([1])۔

لیکن مؤکدہ سنتوں کے سلسلے میں ان کی رائیں مختلف ہیں، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، سعید بن المسیّب، سعید بن جبیر اور علی بن الحسین، امام ابن القیم رحمہم اللہ وغیرہم کے نزدیک سنت فجر اور وتر کے سوا کوئی بھی سنت مؤکدہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔

امام شافعی اور جمہور کے نزدیک سنت مؤکدہ سفر میں بھی مستحب ہے، حسن کی روایت کے مطابق یہ قول عمر، علی، عبد اللہ بن مسعود، جابر، انس، عبد اللہ بن عباس، ابوذر رضی اللہ عنہم اور تابعین کی کثیر تعداد سے بھی مروی ہے([2]) یہ حضرات دلیل میں عام ندب والی روایتوں کے علاوہ مندرجہ ذیل نصوص کو پیش کرتے ہیں:

۱- براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "بِلِكو د ٓغ ه ٍول الله طِ٠ الله عليه و ٍصْربٗٔخ عْو لِوأكِ ْ أ ەروى ه ًغ٤ن علی زيغ اُش ً ٌ

([1]) دیکھئے: شرح النووی لصحیح مسلم (۵/۲۰۵) ومجموع فتاوی ومقالات للإمام ابن باز (۱۱/۳۹۰ – ۳۹۱)۔

([2]) دیکھئے: مصنف ابن أبی شیبہ (۱/۳۸۲)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہج َ اُظھر "(۱) "میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ مرتبہ سفر کیا ہے، میں نے آپ کو سورج ڈھلنے کے بعد ظہر سے پہلے دو رکعتیں کبھی چھوڑتے نہیں دیکھا"۔

۲ – عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "إ ِ اُنج ۲ ﷺ بً ِ لاٰلع أنقبعً ج َ اُظھو ورکعٰین ہج َ الُاح" (۲)" اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں کبھی نہیں چھوڑتے تھے"۔

۳ – عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: " کوع ہ ِول اللہ ﷺ طلاۃ الحضر والسفر، ک ٌبُ ر ظِ ۲ک ۲ الحضر ہبلھ وبعدھ کظ َک ۲ اُ َلو ہبلھ وبعدھ"(۳) "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضر اور سفر کی نمازوں کو متعین کر دیا ہے، تو جیسے تم حضر میں اس سے پہلے اور بعد میں (سنتیں) پڑھتے ہو اسی طرح سفر میں بھی اس سے پہلے اور بعد میں پڑھو"۔

راجح قول

دلائل کی روشنی میں پہلا قول راجح ہے، کیونکہ:

---

(۱) أبوداود: کتاب الصلاۃ /۲۷۶ باب التطوع في السفر(۲/۱۹) الترمذي: أبواب الصلاۃ/۴۱ ماجاء في التطوع في السفر(۲/۴۳۵) أحمد(۴/۲۹۵) البیهقي(۳/۱۵۸)۔

(۲) البخاري: کتاب التهجد /۳۴ باب الرکعتین قبل الظهر(۳/۵۸) أبوداود: الصلاۃ /۲۹۰ باب تفریع أبواب التطوع ورکعات السنۃ(۲/۴۴) النسائي: قیام اللیل/ ۵۶ باب المحافظۃ علی الرکعتین قبل الفجر(۳/۲۵۱)۔

(۳) ابن ماجه: کتاب إقامۃ الصلاۃ /۷۵ باب التطوع في السفر(۱/۳۴۱) أحمد (۱/۲۳۲) البیهقي (۳/۱۵۸) علامہ البانی نے اس روایت کو منکر قرار دیا ہے، دیکھئے: ضعیف سنن ابن ماجه/ رقم ۲۲۲ (ص۷۹)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱- اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اسفار میں وتر اور فجر کی سنتوں کو چھوڑ کر صرف فرض نمازوں پر ہی اکتفاء کیا ہے، امام ابن القیم رقمطراز ہیں: "وبک ٍ من هديه طِ ٠ الله عليه و ٍ ْك٢ ٍلره الاوظبه عل٠ اُلوع ولم يخلع عنه ﷺ أنه طِ ٠ ٍنخ ا ُظلاة هبلهم ولا بعدهب إلا ٓبٍبٍ من الورو وسنخ اُلغو،لهئنه ُ ٣° ٌن ىُل عهبُ حضواً ولا لِواً"(۱) "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ آپ سفر میں صرف فرض نمازوں پر ہی اکتفاء کرتے تھے، آپ سے یہ منقول نہیں کہ کوئی سنت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض سے پہلے یا بعد میں پڑھی ہو، ہاں آپ وتر اور فجر کی سنتیں پڑھتے تھے، کیونکہ ان کو سفر یا حضر کہیں نہیں چھوڑتے تھے"۔

۲ -اگر نوافل راتبہ کو سفر میں مان لیا جائے تو فرض نمازوں میں تخفیف کی کوئی حیثیت نہیں رہ جائے گی کیونکہ ان میں تخفیف کا مقصد ہی امت کے بوجھ کو کم کرنا ہے، لہذا سنت کو سفر میں مشروع کرنے سے بہتر تھا کہ نمازیں اتمام کے ساتھ مکمل پڑھی جاتیں، کیونکہ فرائض بہر حال نوافل وسنن سے افضل ہیں۔

۳- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس سلسلے میں پوچھا گیا تو ان کا جواب تھا: "صحبت هسول الله ﷺك ِ ْ أره٣ ٓبحك٢ اُلو، وهبٍ عَ مًره:)لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ( ]الأحزاب:۲۱[(۲)" میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں لیکن آپ کو سفر میں نوافل پڑھتے نہیں دیکھا، اور اللہ تعالی

---

(۱) زاد المعاد(۱/۴۷۳)۔

(۲) البخاري: كتاب تقصير الصلاة/۱۱ باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلاة (۲/۵۷۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاارشاد ہے:(اللہ کے رسول(صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے)"۔

اورایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:"لو ًذ ذ ٓ جَجً لأتمـ ُذ ا ُظلاة"(۱) "اگر میں نفل پڑھتاتواتمام صلاۃ ضرور کرتا"۔

مذکورہ دلائل سے واضح ہوگیاکہ دوران سفر سنت مؤکدہ کونہ پڑھناہی سنت ہے۔

مجوّزین کی دلائل پرایک نظر

ذیل میں ہم ان لوگوں کی مذکورہ دلائل کاذکرکرتے ہیں جنہوں نے نوافل وسنن رواتب کودوران سفر مستحب ماناہے:

ان کی پہلی دلیل براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کوذکرکرنے کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں: "حٹاش اجُواء حٹاش غر۳ت" علامہ البانی نے بھی اس کی تضعیف کی ہے(۲) اسی باب میں امام ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دو روایتیں اس کی تائید میں ذکر کیاہے، لیکن یہ روایتیں بھی ضعیف ہونے کی بناپرنا قابل استدلال ہیں(۳)۔

ان کی دوسری دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کاجواب دیتے ہوئے امام ابن القیم فرماتے ہیں: "٤ُ ُثظويح لك٢ فعله مُيك٢ اُلَو ولعلهِ أفجود عن ظنًو أحواله وهو الإقامة، والرجال أعلمث لَره من اُنبَء، وهلأفجو ابن عُو أنه ُ٣يك، و ُْ يكن ابن عمو٣ ظِ٢ هبلهِ ولا بعدهِ

---

(۱) المصنف لعبدالرزاق (۲/۵۵۷)۔

(۲) دیکھئے:ضعیف سنن أبی داود/رقم (۲۲۲)وضعیف سنن الترمذی/رقم (۵۵۶)۔

(۳) دیکھئے:ضعیف سنن الترمذی/رقم (۵۵۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شئ"(۱) "سفر میں ادا کرنے کی بات صراحۃ نہیں ہے، غالباعائشہ رضی اللہ عنہانے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر احوال سے متعلق خبر دیا ہے اور وہ حضر والی حالت ہے، نیز مرد عورتوں کے مقابلے آپ کے سفر کے بارے میں زیادہ جانتے ہیں، اور عبد اللہ بن رضی اللہ عنہما کا فرمانا ہے کہ آپ نے (سفر میں) دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا ہے، اور خود ابن عمر رضی اللہ عنہما پہلے یا بعد میں سنتیں نہیں پڑھتے تھے"۔

اور یہ حقیقت بھی ہے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اجمالا وارد ہوئی ہے تو اس کی تخصیص وتعیین ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے ہو گی، چنانچہ اجلہ صحابہ کرام سے بھی مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے دوران سنن راتبہ کا اہتمام نہیں کیا، "وضع عن المسافرین شطر الصلاۃ" بھی اسی کا متقاضی ہے۔

ان کی تیسری دلیل عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال دووجہوں سے درست نہیں ہے:

اول: یہ روایت منکر ہے جیسا کہ علامہ البانی نے ضعیف سنن ابن ماجہ میں اس کی ضراحت کی ہے(۲)۔

دوم: یہاں پر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک قاعدہ بیان کر رہے ہیں جو محض قیاس پر مبنی ہے، اور واضح نصوص کے ہوتے قیاس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

---

(۱) زاد المعاد (۱/۴۷۵)۔

(۲) دیکھئے: ضعیف سنن ابن ماجہ/رقم ۲۲۲ (ص۷۹)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام نووی کی تاویل

امام نووی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی صراحت ہے کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "ُعل اُنج ٢ ﷺ بًٍ ٣ ظِ٢ الروارتك٢ رحله ولا يراه ابن ع ٰولكئٍ اُنافلةك٢ اجُ٤ذ أفضل ولعله روكهك٢ثع غ الأوب د رنج٤هٍ عل٠ جواز روكه"(١) "شاید نبی صلی اللہ علیہ وسلم نوافل خیمہ ہی میں ادا کر لیا کرتے تھے جسے ابن عمر رضی اللہ عنہما نہیں دیکھ پاتے تھے، کیونکہ نفل گھر میں ہی پڑھنا افضل ہے، اور شاید آپ نے کبھی کبھی اس کے ترک کے جواز کو بتانے کے لیے چھوڑ دیا"۔

امام نووی کی یہ بات بھی محض تاویل اور قیاس پر مبنی ہے، کیونکہ آدمی جب سفر میں کسی کا مصاحب ہو اور خاص کر یہ مصاحبت کئی مرتبہ کی ہو تو کبھی نہ کبھی ایسا وقت آتا ہے جب آدمی سب کے سامنے نماز ادا کرتا ہے، پھر یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو آپ کا خیمہ میں نوافل کا پڑھنا معلوم نہ ہو سکا؟۔

ایک سوال یہ بھی ہے کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ہی خیمہ میں نماز ادا کیا ہے؟ جبکہ فجر کی دو رکعتوں اور وتر کے سلسلے میں بالصراحت معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سفر و حضر کہیں نہیں چھوڑا، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان دونوں سنتوں کے سلسلے میں معلوم ہو گیا تو باقی سنتوں کے بارے میں کیوں کر معلوم نہ ہو سکا؟ نیز یہ کہنا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو آپ کا سنتوں کا پڑھنا معلوم نہ ہو سکا، آخر کس دلیل کی بنیاد پر ہے؟

---

(١) دیکھئے: نیل الأوطار (٣/٢٥٠)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اورامام نووی کا "في بعض الأوقات" کہنے کی بنیاد کیاہے؟ کیاکسی وقت پڑھنا بھی ثابت ہے؟ "في بعض الأوقات" تواس وقت کہاجاتاہے جب کسی مرحلے میں اس کا بالنص الصریح ثبوت ہو، لیکن یہاں پر کوئی ایسی دلیل موجود نہیں ہے۔

صاحب المغنی کی تطبیق

امام ابن قدامہ نے دونوں قسم کی روایتوں کے درمیان جمع کی کوشش کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: "حسن بصری کی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات اس بات پر دال ہیں کہ سفر میں رواتب کی ادائیگی میں کوئی حرج نہیں ہے، اور عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کی روایت بتاتی ہے کہ انہیں چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں"([1])۔

* * * * * * *

([1]) المغنی (۳/۱۵۵-۱۵۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سواری پر نماز پڑھنے کا مسئلہ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بالصراحت اس کا ثبوت ملتا ہے کہ آپ سواری پر نفل نمازیں پڑھا کرتے تھے، اور جب فرض پڑھنا ہوتا تو سواری سے اتر کر ادا کرتے، اس باب میں الفاظ میں تھوڑی تبدیلی کے ساتھ متعدد روایتیں وارد ہیں، جو مندرجہ ذیل ہے:

" بَ ٍ هسول الله ﷺ٣ ظ ِ٢ك٢ ا ُلَو علـ٠ راحِته ﮐش توجهت به، ٣ؤ ٓ٢ ٣إبـًءً طلاح ا ُ٤ِ َ إلا ا ُلو ائغ، ويورو علـ٠ راحلته"(۱) "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں سواری پر نمازیں پڑھتے تھے، چاہے سواری کا رخ

---

(۱) البخاري: كتاب الصلاة /۳۱ باب التوجه نحوالقبلة حيث كان (۱/۵۰۳) وكتاب الوتر/۶ باب الوترفي السفر(۲/۴۸۹) و كتاب تقصيرالصلاة/۷ باب صلاة التطوع على الدواب وحيثما توجهت به (۲/۵۷۳) و/۸ باب الإيماء على الدابة (۲/۵۷۴) و/۹ باب ينزل للمكتوبة (۲/۵۷۴) و/۱۰ باب صلاة التطوع على الحمار(۲/۵۷۶) و/۱۲ باب من تطوع في السفر غيردبرالصلاة وقبلها(۲/۵۷۸) وكتاب المغازي /۳۳ باب غزوة أنمار(۷/۴۲۹) مسلم: كتاب صلاة المسافرين /۴ باب جوازصلاة النافلةعلى الدابة في السفر حيث توجهت (۱/۴۸۶) أبوداود: كتاب الصلاة/۲۷۷ باب التطوع على الراحلة والوتر (۲/۲۰) الترمذي: أبواب الصلاة /۱۴۴ باب الصلاة على الدابة حيثماتوجهت به(۲/۱۸۲) و/۲۲۸ باب ماجاءفي الوترعلى الراحلة(۲/۳۳۵) النسائي: كتاب الصلاة/۲۳ باب الحالةالتي يجوزفيهااستقبال غيرالقبلة (۱/۲۴۳) وكتاب القبلة/۲ باب الحال التي يجوزعليهااستقبال غيرالقبلة (۲/۶۱) وكتاب قيام الليل وتطوع النهار/۳۳ باب الوترعلى الراحلة (۳/۲۳۲) ابن ماجة: كتاب إقامة الصلاة والسنةفيها /۱۲۷ باب ماجاء في الوترعلى الراحلة (۱/۳۷۹) الدارمي(۱/۳۱۱) الدارقطني(۱/۳۹۵) البيهقي(۲/۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جدھر بھی ہو جائے، اوراشارہ کرتے تھے، سوائے فرائض کے (فرائض آپ سواری سے اتر کر پڑھتے تھے) اور سواری پر وتر بھی پڑھتے تھے"۔

دور حاضر میں جب کہ وسائل حمل ونقل عام آدمی کے اختیار سے باہر کی چیز ہے، کیونکہ ان کے چلنے اور رکنے کے اوقات کی تعیین حکومتوں یا ذمہ دار کمپنیوں کے ہاتھوں میں ہے، اور بسا اوقات آدمی کا سفر لگاتار کئی گھنٹوں بلکہ کئی دنوں پر محیط ہوتا ہے، ایسی صورت میں ایک اہم سوال یہ ہے کہ کیا ان سواریوں خصوصا ہوائی جہاز اور ریل پر فرض نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں؟۔

اس سلسلے میں واضح نص موجود تو نہیں ہے، لیکن کشتی پر قیاس کرتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ ان سواریوں پر فرض نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کشتی پر نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: " ط ّكئهبهيئً إلا أرقف اُوم"(١) "کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہو الا یہ کہ غرق ہونے کا ڈر ہو"۔

امام عطاء، قتادہ، ابراہیم، مجاہد، اور ابو الدرداء وغیرہ کے اقوال امام عبد الرزاق نے نقل کیا ہے کہ کشتی میں نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں، اگر کھڑے ہو کر ممکن ہے تو ٹھیک ہے، ورنہ بیٹھ کر اشارے سے پڑھ سکتے ہیں (٢)۔

علامہ ابن باز رحمہ اللہ ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں: "ایک مسلمان کے اوپر جب جہاز میں نماز کا وقت ہو جائے تو حسب استطاعت اسے ادا کرنا ضروری ہے، اگر کھڑے ہو کر

---

(١) المستدرك للحاكم (١/٢٧٥) امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح الإسناد کہا ہے، اور امام ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

(٢) المصنف لعبد الرزاق (٢/٥٨١ -٥٨٣)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکوع اور سجدہ کرکے پڑھ سکتا ہے تو پڑھے گا ورنہ بیٹھ کر اشارہ سے پڑھے گا۔ اگر ہوائی جہاز میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں اشارے کے بجائے کھڑے ہوکر زمین پر رکوع اور سجدہ کرکے نماز ادا کر سکتا ہے تو یہ اس کے اوپر واجب ہے کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:)فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ(]التغابن: ۱۶[(حسب طاقت اللہ سے ڈرو) اور اس کے لیے افضل یہ ہے کہ نماز اول وقت میں پڑھ لے اور اگر اسے مؤخر کرکے آخری وقت میں زمین پر پڑھنا چاہتا ہے تو عام دلائل کی بنیاد پر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور کار، ریل اور کشتی کا حکم بھی جہاز کی طرح ہے([1])

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

([1] (تحفۃ الإخوان(ص ۸۴) باختصار۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفر میں روزے کے مسائل

روزہ اسلام کی پانچ بنیادوں میں سے ایک ہے، جس کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، مسافر کے لیے اللہ تعالی نے نماز ہی کی طرح روزہ کے اندر بھی ازراہ تفضل اوراحسان تخفیف اور چھوٹ دے رکھی ہے، اوراسے اجازت دے دی ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھ کراس کے بدلے دوسرے دنوں میں اس کی قضاء کرلے، چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:)یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُواْ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِن قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ* أَیَّاماً مَّعْدُودَاتٍ فَمَن کَانَ مِنکُم مَّرِیضاً أَوْ عَلَی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ أَیَّامٍ أُخَرَ وَعَلَی الَّذِینَ یُطِیقُونَہُ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِینٍ فَمَن تَطَوَّعَ خَیْراً فَھُوَ خَیْرٌ لَّہُ وَأَن تَصُومُواْ خَیْرٌ لَّکُمْ إِن کُنتُمْ تَعْلَمُونَ* شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیَ أُنزِلَ فِیہِ الْقُرْآنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْھُدَی وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَھِدَ مِنکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ وَمَن کَانَ مَرِیضاً أَوْ عَلَی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ أَیَّامٍ أُخَرَ یُرِیدُ اللّہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلاَ یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ( ]الجُووح :۱۸۳ – ۱۸۵[(اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیاہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم تقوی اختیار کرو، گنتی کے چند ہی دن ہیں، لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یاسفر میں ہو تووہ اوردنوں میں گنتی کوپورا کرلے۔ اور جنہیں روزے رکھنے میں مشقّت اٹھانی پڑتی ہو، وہ بطور فدیہ ہر روزایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔ اور جو کوئی نیکی میں سبقت کرے وہ اسی کے لیے بہتر ہے، اور (مشقت برداشت کرتے ہوئے)روزہ رکھ لینا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے، اگر تم علم رکھتے ہو۔ وہ رمضان کامہینہ ہے جس میں قرآن کا نزول ہواہے ، اورجولوگوں کوراہ راست دکھاتاہے ، اور جس میں ہدایت کے لیے اورحق وباطل کے درمیان تفریق کرنے کے لیے نشانیاں ہیں ۔ پس جواس مہینہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو پائے وہ روزہ رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اتنے دن گن کر بعد میں روزہ رکھ لے۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے، تمہارے لیے تنگی کو پسند نہیں کرتا)۔

مذکورہ آیات سے مسافر کے لیے دوران سفر روزہ نہ رکھنے کی اجازت کی صراحت واضح ہے، اس بنا پر دوران سفر روزہ نہ رکھنا واجب ہے، یا رخصت؟ اس بابت علماء کے دو اقوال ہیں : پہلا قول ظاہریہ کا ہے جو کہتے ہیں سفر میں روزہ نہ رکھنا واجب ہے، اور اگر کوئی روزہ رکھ لیتا ہے تو یہ اس کے لیے کافی نہیں ہو گا بلکہ اسے اس کی قضاء دوسرے ایام میں حالت حضر میں کرنی ہو گی، اس سلسلے میں ان لوگوں نے مختلف دلائل دئے ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

دلائل

۱ –اللہ تعالی کا فرمان:)فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ(

اس آیت کے اندر مطلق بیان ہے کہ رمضان میں مسافر کو روزہ نہیں رکھنی چاہئے بلکہ دوسرے ایام میں رکھنی چاہئے، اس میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کے درمیان اختیار کی کوئی بات نہیں کی گئی ہے، بلکہ مطلق نہ رکھنے اور دوسرے دنوں میں اس کی قضاء کی بات کہی گئی ہے۔

۲–عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: " إ ٍ ہسو ٍ اللہ ﷺ فـوط إ ُ ٠ ّ ّ خ ك ٢ رمضب إكظب ّ خو ٮثلغ ُ ّل ٣ل أكطلىؤكطو اىُب ً ، وكب ٍ صبجثخ ہسول اللہ ﷺ ٣ربعون الأحدث فالأحدث من أ ٓره"(۱) "اللہ کے رسول صلی

(۱) البخاري : كتاب الصوم / ٣٤ باب إذا صام أياماً من رمضان ثم سافر (٤/١٨٠) مسلم : كتاب الصيام/١٥ باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر (٢/٧٨٤) أبوداود: كتاب الصوم /٤٢ باب الصوم في السفر(٢/٧٩٤) النسائي : كتاب الصيام /٦٠ الرخصة للمسافر أن يصوم بعضاً ويفطر بعضاً (٤/١٨٩) ابن ماجه : كتاب الصيام/١٠ باب ماجاء في الصوم في السفر(١/٥٣١) و أحمد (١/٢٤٤ ، ٣٥٠) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم رمضان میں مکہ کی طرف نکلے اورروزہ رکھا، جب مقام کدید پہنچے تو روزہ توڑدیااورلوگوں نے بھی روزہ توڑ دیا، اوراللہ کے رسول کے اصحاب آپ کے امور میں سے نئے امر کی اتباع کرتے تھے"۔

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل سفر میں روزہ نہ رکھنے کا تھا، اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل کی ہی اتباع کرتے تھے، گویااللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کاسفر میں روزہ رکھنااس حدیث سے منسوخ ہے۔

۳ – اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافرمان : "ٔ‌ٔ ٌ من اجُو الصومك ٢ اُ َل و "([1]) یعنی "سفر میں روزہ رکھنانیک کام نہیں ہے"۔

۴ – جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں عام الفتح کومکہ کے لیے نکلے اور روزہ رکھا، یہاں تک کہ کراع الغمیم پہنچے، لوگوں نے بھی روزہ رکھاہوا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کاپیالہ منگایااوراسے بلند کیایہاں تک کہ سب نے اسے دیکھ لیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پی گئے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم

([1]) البخاري : كتاب الصوم /٣٦ باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لمن ظلل عليه واشتد الحر " ليس من البر الصوم في السفر "(۴/۱۸۳) مسلم : كتاب الصيام/١٥ باب جوازالصوم والفطرفي شهررمضان للمسافر(۲/۷۸۶) أبوداود: كتاب الصوم /۴۳ باب اختيارالفطر(۲/۷۹۶) النسائي : كتاب الصيام /۴۷ العلةالتي من أجلها قيل ذلك . . . . . .(۴/۱۷۵) أحمد (۳/۲۹۹، ۳۱۷، ۳۱۹، ۳۵۲، ۳۹۹) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو خبر دی گئی کہ کچھ لوگ اب بھی روزے سے ہیں، تو آپ نے فرمایا:"أولطئي العصاة، أولئك العصبح "" وہ لوگ نافرمان ہیں، وہ لوگ نافرمان ہیں"([1])۔

۵ - عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " بطئ رمضب إك ۲ ا ُلو بَّ ُلطوك ۲ ا ُحضر "([2]) "سفر میں رمضان کا روزہ رکھنے والا حضر میں روزہ نہ رکھنے والے کی طرح ہے"۔

۶ - انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " إ الله وضغ عن ا ُبلكو شطو ا ُظلاة والصو ّ عن ا ُبلكو وعن المرضع والحج ۰"([3]) "اللہ تعالی نے مسافر سے آدھی نماز اور مسافر، دودھ پلانے والی عورت اور حاملہ عورت سے روزہ کو معاف کر دیا ہے"۔

([1]) مسلم : كتاب الصيام/ ١٥ باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر (٢/ ٧٨٥) الترمذي : كتاب الصوم / ١٨ باب ماجاء في كراهية الصوم في السفر (٣/ ٨٩) ۔

([2]) النسائي : كتاب الصيام / ٥٣ ذكر قوله" الصائم في السفر كالمفطر في الحضر" (۴/ ۱۸۳) ابن ماجه : كتاب الصيام / ١١ باب ماجاء في الإفطار في السفر (١/ ٥٣٢) تاريخ بغداد (١١/ ٣٨٣) علامہ البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، دیکھئے: سلسلة الاحاديث الضعيفة / رقم ۴۹۸ (١/ ٥٠٥) وضعيف سنن ابن ماجه / رقم ٣٦٥ (ص ١٢٨) ۔

([3]) أبوداود: كتاب الصوم / ۴۳ باب اختيار الفطر (٢/ ٧٩٦) النسائي : كتاب الصيام / ٥٠ ذكر وضع الصيام عن المسافر . . . . (۴/ ١٨٠) الترمذي : كتاب الصوم / ٢١ باب ماجاء في الرخصة في الإفطار للحبلى والمرضع (٣/ ۹۴) ابن ماجه : كتاب الصيام / ١٢ باب ماجاء في الإفطار للحامل والمرضع (١/ ٥٣٣) و أحمد (۴/ ۳۴۷) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمہور کا قول

جمہور کہتے ہیں: مسافر کے لیے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کے درمیان اختیار ہے، اگر کوئی شخص دوران سفر روزہ رکھ لیتا ہے تو دوسرے ایام میں دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ وہ روزہ اس کے لیے کافی ہے۔

دلائل

۱- عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ: میں سفر میں روزہ رکھتا ہوں؟ (حمزہ) بہت زیادہ روزہ رکھا کرتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " إشئ ذ كظ ْ و إنشئ ذ كؤكطو "(۱) "چاہو تو روزہ رکھو اور اگر چاہو تو نہ رکھو"۔

۲-ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگوں نے سولہ رمضان گزرنے کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ کیا، ہم میں سے کچھ لوگ روزہ رکھے ہوئے تھے اور کچھ لوگ بغیر روزہ سے تھے، روزہ داروں نے ان لوگوں پر جو روزہ نہیں

(۱) البخاري : كتاب الصوم /۳۳ باب الصوم في السفر والإفطار(۴/۱۷۹) مسلم : كتاب الصيام/۱۷ باب التخيير في الصوم والفطر في السفر(۲/۷۸۹) أبوداود: كتاب الصوم /۴۳ باب الصوم في السفر(۲/۷۹۳) الترمذي : كتاب الصوم /۱۹ باب ماجاء في الرخصة في السفر(۳/۹۱) النسائي : كتاب الصيام /۵۸ ذكر الاختلاف على هشام بن عروة فيه (۴/۱۸۷) ابن ماجه: كتاب الصيام/۱۰ باب ماجاء في الصوم في السفر (۱/۵۳۱) وأحمد (۳/۴۹۴)و(۶/۴۶ ، ۹۳، ۲۰۲، ۲۰۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھے ہوئے تھے کوئی عیب نہیں لگایا اور نہ بے روزہ لوگوں نے روزہ داروں پر کوئی عیب لگایا"[1]۔

۳- جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:"ہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا، تو ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہیں رکھا"[2]۔

۴ -عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:" اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ بھی رکھا ہے اور روزہ نہیں بھی رکھا ہے، لہذا جو چاہے رکھے اور جو چاہے نہ رکھے"[3]۔

یہ اور ان جیسی بے شمار روایتیں ہیں جن سے سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کے درمیان اختیار کے ثبوت کا پتہ چلتا ہے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا اللہ کی طرف رخصت ہے اور اس رخصت کو بندوں کو قبول کرنا چاہئے۔

---

[1] مسلم: كتاب الصيام/١٥ باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر ....(٢/٧٨٦) أبوداود: كتاب الصوم /٤٢ باب الصوم في السفر(٢/٧٩٥) الترمذي : كتاب الصوم /١٩ باب ماجاء في الرخصة في السفر(٣/٩٢) النسائي: كتاب الصيام/٥٩ ذكر الاختلاف على أبي نضرة المنذر ......(٤/١٨٨)۔

[2] مسلم: كتاب الصيام/١٥ باب جواز الصوم والفطر. . . ..(٢/٧٨٧) النسائي: كتاب الصيام / ٥٩ ذكر الاختلاف على أبي نضرة المنذر. . . . . . (٤/١٨٨) أحمد (٣/٣١٦)۔

[3] البخاري: كتاب الصوم/٣٨ باب من أفطر في السفر ليراه الناس (٤/١٨٦)) مسلم: كتاب الصيام/١٥ باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر(٢/٧٨٤) النسائي: كتاب الصيام /٦١ الرخصة في الإفطار لمن حضر شهر رمضان فصام ثم سافر(٤/١٨٩)۔

" محكم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظاہریہ کی دلائل پر ایک نظر

ذیل کی سطور میں ہم ظاہریہ کی طرف سے پیش کردہ دلائل پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں :

۱ –ظاہریہ کی پہلی دلیل اللہ تعالی کا فرمان:)فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ(ہے، لیکن ان کا اس آیت سے استدلال اس لیے درست نہیں ہے کہ اس کا مفہوم وہ نہیں ہے جو انہوں نے سمجھ رکھا ہے (یعنی سفر روزہ رکھنے سے مانع ہے) بلکہ آیت کا اصل مفہوم ہے "فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ **فأفطر** فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ"یعنی "تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو اور وہ روزہ توڑ دے تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کر لے"۔

نیز اگر ان کے استدلال کو دلیل قطعی مان لیں تو مریض کے سلسلے میں کیا کہیں گے ؟ اگر کوئی بیمار ہو اور باوجود بیماری کے استطاعت رکھتا ہے کہ روزہ رکھ لے اور روزہ رکھ بھی لیتا ہے تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا یہ روزہ ناکافی ہے اور اسے دوسرے دنوں میں لازما اس کی قضاء کرنی پڑے گی ؟ ہر کوئی بیمار کے اس روزہ کو کافی مانے گا اور کہے گا کہ اس کے بدلے دوسرے دنوں میں روزہ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ، ٹھیک اسی طرح اگر مسافر روزہ رکھنے پر قادر ہے اور بلا کسی مشقّت اور پریشانی کے روزہ رکھ لیتا ہے تو اس کا یہ روزہ کافی ہے، حمزہ بن عمرو کی روایت بھی اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

۲ – ان کی دوسری دلیل عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے ، جس میں "إننب ۴ف ن من أ و اُخ ۲ ﷺ ۱٥فلی ب٥ف و" سے استدلال کرتے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں روزہ رکھنے کو منسوخ قرار دیا گیا ہے ، لیکن اس سے استدلال اس لیے درست نہیں کہ مذکورہ عبارت مدرج ہے جو امام زہری کا قول ہے، جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی صراحت امام بخاری نے کتاب المغازی کے اندر کیا ہے(۱) نیز راوی حدیث عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے صراحۃ بیان کیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا بھی ہے اور نہیں بھی رکھا ہے ، تو اب جو چاہے رکھے اور جو چاہے نہ رکھے، ان کے علاوہ انس اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کی روایتیں بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے سے متعلق وضاحت کے ساتھ موجود ہیں ، نیز دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہوئے دونوں پر عمل کیا کرتے تھے (۲)۔

۳- ان کی تیسری دلیل اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "ٰ٤ ٌ من اُجو الصومك۲ اُ َلو" یعنی "سفر میں روزہ رکھنا نیک کام نہیں ہے" ہے۔

لیکن یہ بات ان لوگوں کے لیے کہی گئی ہے جو مشقّت برداشت کرکے بھی سفر میں روزہ رکھتے ہیں، اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ ایک جگہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیڑ دیکھی جس میں ایک آدمی کے اوپر سایہ کیا ہوا تھا اور وہ روزے سے تھا، اس کی پریشانی اور مشقت کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "سفر میں روزہ رکھنا نیک کام نہیں ہے" اور یہی مقصود:)لاَ یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً إِلاَّ وُسْعَهَا( ]البُقرہ: ۲۸۶[(اللہ بندوں کو اس کی قوت وطاقت کے مطابق ہی مکلف کرتا ہے)کا ہے۔ نیز حمزہ بن عمرا سلمی رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اس کی تائید میں ہے جس کے الفاظ ہیں: " ہِذ: ۳بہسول اللہ! إذ۲ أعلث۲ قوة علہ ا ُلطب ّك۲ اُ َلو فھ َ عل۲

(۱) دیکھئے: صحیح بخاری (۸/۳) نیز امام مسلم نے بھی اس کی صراحت کی ہے، دیکھئے: صحیح مسلم (۷۸۵/۲)۔

(۲) تفصیل کے لئے دیکھئے:صحیح مسلم (۲/ ۷۸۷ – ۷۸۸)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنح؟ هب ٍ ه٢ هفظخ من الله عزو عَ فمنأفن بهكحسن ومن أحب أ ٍ يصوم فلا عنح عليه")[1] ("میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے اندر سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت پاتا ہوں، تو کیا میرے اوپر کوئی گناہ ہے اگر میں روزہ رکھ لوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ اللہ کی جانب سے رخصت ہے، جو چاہے اس رخصت کو لے لے تو یہ بہتر ہے، اور جو روزہ رکھنا چاہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں"۔

نیز "بِرّ" کی نفی روزے کی نفی کو متقاضی نہیں ہے۔

۴- ان کی چوتھی دلیل جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں روزہ رکھنے والوں کو نافرمان کہا گیا ہے۔

جمہور اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہاں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ توڑ لینے کا عزم کر لیا تھا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو ایک طرح سے حکم تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے روزہ توڑ دیں، ایسی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نافرمانی ہی ہو گی، اور اس کے علاوہ دیگر بہت ساری دلائل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا روزہ رکھنا ثابت ہے، اس لیے عام حالات میں روزہ رکھنے والا عاصی اور نافرمان نہیں ہو گا کیونکہ یہ حکم اس وقت اور اس جیسے حالات پیدا ہونے

---

(۱) مسلم: كتاب الصيام/١٧ باب التخيير في الصوم والفطر في السفر (٧٩٠/٢) النسائي: كتاب الصيام/٥٧ ذكر الاختلاف على عروة في حديث حمزة فيه (١٨٦/٤) وأحمد (٤٩٤/٣)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کے ساتھ خاص ہو گا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سفر میں روزہ توڑنا کسی خاص مصلحت سے رہا ہو۔

۵ -ان کی پانچویں دلیل عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں سفر میں روزہ رکھنے والے کو حضر میں روزہ نہ رکھنے والے سے تشبیہ دی گئی ہے ، گویا سفر میں روزہ رکھنا باطل قرار پائے گا، لیکن اس روایت سے استدلال درست نہیں ہے، کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند یوں ہے: "عبداللہ بن مو ٍ ۰ ازُ٤ ٔ ۲، عن أ ٍب َخـثـن ی۳ال، عن ابن‌ش‌هـبـة ا ُي‌هو ۱، عن‌أث۲ ٍ ُخ بن ﷼ل الرحمن، عن ىلُّيه ﷼ل ا ُوحمن بن عوف، عن النج ۲ ﷺ "

مذکورہ سند کے اندر دو علّتیں پائی جاتی ہیں:

اول: اس کے اندر انقطاع ہے، اس لیے کہ ابو سلمہ کا سماع اپنے باپ سے ثابت نہیں ہے۔

دوم: اسامہ بن زید ضعیف ہیں۔[1]

امام بیہقی کہتے ہیں: "یہ روایت موقوف ہے اور اس کے اندر انقطاع ہے، یہ روایت مرفوعا بھی مروی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے"[2]

حافظ ابن حجر نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔[3]

۶ - ان کی چھٹی دلیل میں مسافر سے روزہ معاف کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر کسی نے روزہ رکھ لیا تو وہ غیر مقبول ہو گا، خاص کر ان روایتوں کے ہوتے ہوئے جو صحیح سندوں کے ساتھ مروی ہیں اور ان میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے روزہ

---

(۱) دیکھئے: سلسلہ ضعیفہ /رقم ۴۹۸ (۱/۵۰۵)۔

(۲) السنن الکبری (۴/۲۴۴)۔

(۳) التلخیص الحبیر (۲/۲۰۵)۔

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھنے کی صراحت موجود ہے۔ نیز انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس بات کی صراحت بھی ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں سے بھی روزہ ساقط ہے، تواب اگر اس نوع کی عورتیں روزہ رکھنے کی طاقت کے ساتھ روزہ رکھ لیتی ہیں تو کیا ان کا روزہ باطل اور ناکافی ہو گا؟ تو جس طرح ان کا روزہ کافی ہو گا اور دوسرے دنوں میں اس کی قضاء ضروری نہیں ہو گی مسافر کا روزہ بھی اس کے لیے کافی ہو گا اور اسے بھی دوسرے دنوں میں قضاء کی ضرورت نہیں ہو گی۔

دوران سفر روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں افضل کیا ہے؟

سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کی افضلیت میں علماء کے مختلف آراء ہیں:

اول: ان لوگوں کے لیے جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں اور ان پر روزہ شاق نہ گزرتا ہو روزہ رکھنا افضل ہے، دلیل میں سلمہ بن المحبّق کی روایت پیش کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من ـَبٍ له حمولةراوي إ ُ ڤـج غكِ ٤ ظ ْ رمضان حيث أدركه"([1]).

لیکن اس روایت سے استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اس میں ایک راوی عبدالصمد بن حبیب الازدی ضعیف ہیں([2])

دوم: چونکہ سفر میں روزہ نہ رکھنا اللہ تعالی کی جانب سے رخصت ہے اس لیے روزہ نہ رکھنا ہی افضل ہے، شیخ ابن باز فرماتے ہیں: روزہ دار کے لیے سفر میں بالاطلاق روزہ نہ رکھنا ہی افضل

([1]) أبوداود : كتاب الصوم /۴۴ باب من اختار الصيام (۲/۷۹۸)۔

([2]) دیکھئے: تقریب التهذیب (ص ۲۱۳)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، اور جس نے روزہ رکھ لیا تو اس پر کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں کا ثبوت ہے ، اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی ، لیکن اگر گرمی سخت ہو اور پریشانی بڑھ جائے تو مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنا تاکیدی اور رکھنا مکروہ ہو جاتا ہے([1])۔

سوم: مطلق اختیار ہے، روزہ رکھے خواہ نہ رکھے، برابر ہے۔

چہارم: مسافر کے لیے جو آسان ہو وہی افضل ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:) يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ( ]البقرۃ: ۱۸۵[(اللہ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ سختی نہیں کرنا چاہتا)۔

جیسے ایک نوکری پیشہ آدمی کے لیے جدید وسائل سفر کی زیادہ سے زیادہ سہولت وآسانی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے روزہ رکھنا بہ نسبت دیگر ایام کے زیادہ آسان ہو تو اس کے لیے روزہ رکھ لینا ہی افضل ہے ،اور اگر اس کے لیے روزہ رکھنا مشقّت انگیز ہو اور حالات روزہ نہ رکھنے کا متقاضی ہوں تو اس کے لیے روزہ نہ رکھنا ہی افضل ہے۔

عام روایات کو دیکھتے ہوئے آخری قول ہی راجح اور قرین قیاس ہے۔ واللہ أعلم بالصواب وهوالهادي إلى سواء السبيل۔

* * * * * *

([1]) تحفة الإخوان (ص۱۶۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مراجع و مصادر

نمبر شمار	نام کتب	مؤلف	مطبع
۱	القرآن الكريم		
۲	الأباطيل والمناكير	الحافظ أبوعبدالله الحسين الجوزقانی (ت۵۴۳ھ) تحقيق :الدكتور عبدالرحمن الفريوائی	إدارة البحوث الإسلاميه بنارس
۳	الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان	أمير علاء الدين الفارسی (ت ۷۳۹ ھ)	دارالكتب العلميه بيروت
۴	أربع مسائل فی صلاة المسافر	أبوالبراء غسان بن يوسف البرقاوی	دارالخلفاء للكتاب الإسلامی كويت
۵	إرواء الغليل	علامه محمد ناصرالدين الألبانی	المكتب الإسلامی بيروت
۶	بداية المجتهد ونهاية المقتصد	محمد بن أحمد بن رشد القرطبی (ت ۵۹۵ھ)	دارالمعرفة بيروت
۷	بذل المجهود شرح سنن أبی داود	الشيخ خليل أحمد السهارنفوری	داراللواء الرياض
۸	تاريخ بغداد	الحافظ طيب البغدادی (ت۴۶۳ ھ)	دارالكتب العلميه بيروت
۹	التاريخ الكبير	الإمام محمد بن إسماعيل البخاری	دارالكتب العلميه بيروت
۱۰	تحفة الإخوان	سماحة الشيخ عبدالعزيزبن عبدالله بن باز	رئاسة إدارة البحوث العلمية الرياض
۱۱	تحفة الأشراف	الحافظ مزی تحقيق : عبدالصمد شرف الدين	الدار القيّمة مومبائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۲	ترتیب مسند الإمام الشافعی	الإمام محمد بن إدریس الشافعی	دار الکتب العلمیه بیروت
۱۳	التعلیقات السلفیه علی سنن النسائي	العلامه محمد حنیف الفوجیانی تحقیق :الشیخ أبو الأشبال أحمد شاغف والشیخ أحمد مجتبی السلفی المدنی	المکتبة السلفیة لاہور
۱۴	تفسیر ابن کثیر	الحافظ ابن کثیر	دار المعرفة بیروت
۱۵	تقریب التهذیب	الحافظ ابن حجر عسقلانی	دار نشر الکتب الإسلامیة باکستان
۱۶	التلخیص الحبیر	الحافظ ابن حجر عسقلانی	دار نشر الکتب الإسلامیة باکستان
۱۷	التمهید	العلامه ابن عبد البر تحقیق : سعید أحمد أعراب	وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامیة بالمملکة المغربیة
۱۸	تهذیب التهذیب	الحافظ ابن حجر عسقلانی	دار الفکر العربی بیروت
۱۹	تهذیب الکمال فی أسماء الرجال	الحافظ جلال الدین مزی تحقیق : الدکتور بشار عواد معروف	مؤسسة الرسالة بیروت
۲۰	جامع الأصول	الإمام ابن الأثیر	نشر رئاسة إدارة البحوث
۲۱	حلیة الأولیاء	االإمام أبو نعیم الأصفهانی	دار الکتب العلمیه بیروت
۲۲	ریاض الصالحین	الإمام یحیی بن شرف الدین نووی (ت ٦٧٦ ھ) تحقیق : عبد العزیز رباح	دار المأمون للتراث دمشق وبیروت
۲۳	زاد المعاد فی هدي خیر العباد	الإمام ابن قیم الجوزیه - تحقیق : شعیب الأرنؤوط	مؤسسة الرساله بیروت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۴	سبل السلام شرح بلوغ المرام	الإمام محمد بن اسماعیل صنعانی (ت ۱۱۸۲ ھ)	مكتبة الرسالة الحديث
۲۵	السفر وأحكامه فی ضوء الكتاب والسنة	د/ سعید بن وھف القحطانی	وزارة الشؤون الإسلامية والدعوة الإرشاد بالمملكة العربية السعودية
۲۶	سلسلة الأحاديث الصحيحة	العلامه محمد ناصرالدين الألبانی	المكتب الإسلامی بيروت
۲۷	سلسلة الأحاديث الضعيفة	العلامه محمد ناصرالدين الألبانی	المكتب الإسلامی بيروت
۲۸	سنن ابن ماجه	الامام محمد بن يزيد القزوينی (ت ۳۷۵ ھ)	دار إحياء الكتب العربية بيروت
۲۹	سنن ابی داود	الإمام ابوداود السجستانی (ت ۲۷۵ ھ) تعليق : عزت عبيد دعاس ، عادل السيد	محمد علی السيد حمص شام
۳۰	سنن الترمذی	الإمام ابوعيسى محمد بن موسيه الترمذی (ت ۲۹۷ھ)	دار البازمكه مكرمه
۳۱	سنن الدارقطنی مع التعليق المغنی	الإمام علی بن عمر الدارقطنی	حديث اكادمی باكستان
۳۲	سنن الدارمی	الحافظ عبدالله بن عبدالرحمن الدارمی تحقيق : السيد عبدالله ہاشم	حديث اكادمی باكستان
۳۳	السنن الكبرى	الإمام أبوبكر البيهقی	دار الفكر بيروت
۳۴	سنن النسائی	الإمام أحمد بن شعيب النسائی تحقيق : عبدالفتاح أبوغدة	دار الثائر الإسلاميه بيروت
۳۵	شرح علل الترمذی	الحافظ عبدالرحمن بن رجب الحنبلی تحقيق : نورالدين عتر	دار الملاح للطباعة والنشر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۶	شرح معانی الآثار	الإمام أبوجعفر الطحاوی	دار الکتب بیروت
۳۷	صحیح ابن خزیمه	الإمام محمد بن إسحاق بن خزیمة (ت ۳۱۱ ھ) تحقیق : الدکتور/محمد مصطفی الأعظمی	المکتب الإسلامی بیروت
۳۸	صحیح البخاری مع الفتح	الإمام محمد بن إسماعیل البخاری	دار نشر الکتب الإسلامیه پاکستان
۳۹	صحیح سنن ابن ماجه	العلامه محمد ناصر الدین الألبانی	المکتب الإسلامی بیروت
۴۰	صحیح سنن ابی داود	العلامه محمد ناصر الدین الألبانی	مکتب تربیه عربی لدول الخلیج
۴۱	صحیح سنن النسائی	العلامه محمد ناصر الدین الألبانی	مکتب تربیه عربی لدول الخلیج
۴۲	صحیح مسلم	الإمام مسلم بن حجاج القشیری تحقیق : محمد فؤاد عبد الباقی	دار إحیاء التراث العربی بیروت
۴۳	الضعفاء الکبیر	أبوجعفر محمد بن عمرو العقیلی تحقیق : د/عبد المعطی أمین قلعجی	دار الکتب العلمیه بیروت
۴۴	الضعفاء والمتروکین	الإمام علی بن عمرو الدارقطنی (ت ۳۸۵ ھ)	مکتب المعارف الریاض
۴۵	ضعیف سنن ابن ماجه	العلامه محمد ناصر الدین الألبانی	المکتب الإسلامی بیروت
۴۶	ضعیف سنن ابوداود	العلامه محمد ناصر الدین الألبانی	المکتب الإسلامی بیروت
۴۷	ضعیف سنن النسائی	العلامه محمد ناصر الدین الألبانی	المکتب الإسلامی بیروت
۴۸	عمل الیوم واللیلة	الإمام أحمد بن شعیب النسائی (ت ۳۰۳ ھ) تحقیق : د/فاروق حماده	مؤسسة الرساله بیروت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۹	عون المعبود شرح سنن أبی داود	المحدث شمس الحق العظیم آبادی	نشر السنة ملتان باکستان
۵۰	فتح الباری	الحافظ أحمد بن علی بن حجر العسقلانی	دار نشر الکتب الإسلامیه باکستان
۵۱	الفتح الربانی	أحمد عبد الرحمن البنا	دار الشهاب القاهرۂ
۵۲	الفتح السماوی بتخریج أحادیث القاضی البیضاوی	الإمام زین الدین عبد الرؤوف المناوی (ت ۱۱۳۱ ھ) تحقیق : الشیخ أحمد مجتبی نذیر عالم المدنی	دار العاصمه الریاض
۵۳	الکامل فی ضعفاء الرجال	حافظ عبد الله بن عدی الجرجانی	دار الفکر بیروت
۵۴	کتاب الجرح والتعدیل	الحافظ عبد الرحمن بن أبی حاتم الرازی (ت ۳۲۷ ھ)	دار الکتب العلمیه بیروت
۵۵	کتاب الضعفاء الصغیر	الإمام محمد بن إسماعیل البخاری تحقیق : بوران الضناوی	عالم الکتب بیروت
۵۶	کتاب الضعفاء والمتروکین	الإمام أحمد بن شعیب النسائی (ت ۳۰۳ ھ) تحقیق : بوران الضناوی وکمال یوسف الحوت	مؤسسة الکتب الثقافیه بیروت
۵۷	کشف الأستار علی زوائد البزار	الحافظ نور الدین علی الهیثمی (ت ۸۰۷ ھ) تحقیق : الشیخ حبیب الرحمن الأعظمی	مؤسسة الرساله بیروت
۵۸	لسان المیزان	الحافظ ابن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ ھ)	دار الفکر بیروت
۵۹	مؤطا الإمام مالک	الإمام مالک بن انس	عیسی البابی الحلبی مصر
۶۰	مجمع الزوائد	الحافظ نور الدین علی الهیثمی (ت ۸۰۷ ھ)	دار الکتاب العربی بیروت
۶۱	مجموع فتاوی شیخ الإسلام ابن تیمیه	شیخ الإسلام ابن تیمیة	الرئاسة العامة لشؤون الحرمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶۲	المدخل إلی السنن الکبری	الحافظ أبوبکر البیهقی (ت ۴۵۸ ھ) تحقیق : د/ضیاء الرحمن الأعظمی	دار الخلفاء للکتاب الإسلامی الکویت
۶۳	مرعاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح	العلامه عبید الله المبارکفوري	إدارة البحوث الإسلامیه بنارس
۶۴	المستدرك مع التلخیص للذهبی	أبوعبدالله محمد بن عبدالله الحاکم	دار الکتب العلمیه بیروت
۶۵	مسند الإمام أحمد بن حنبل	الإمام احمد بن حنبل الشیبانی	دار الفکر بیروت
۶۶	مسند الإمام أحمد بن حنبل	الإمام احمد بن حنبل الشیبانی بترقیم : العلامه احمد شاکر	دار المعارف مصر
۶۷	مسند الحمیدی	الحافظ عبدالله بن زبیر الحمیدی	عالم الکتب بیروت
۶۸	مصنف ابن أبی شیبة	الإمام ابن أبی شیبة (ت ۲۳۵ ھ)	الدار السلفیة بمبئ الهند
۶۹	مصنف عبدالرزاق	حافظ عبدالرزاق بن همام تحقیق : الشیخ حبیب الرحمن الأعظمی	المکتب الإسلامی بیروت
۷۰	معالم السنن مع تهذیب ابن القیم	الإمام ابوسلیمان الخطابی تحقیق : محمد حامد الفقی	مکتبة السنه المحمدیه القاهرة
۷۱	المعجم الکبیر	الحافظ ابوالقاسم الطبرانی (ت ۳۶۰ھ) تحقیق : حمدی عبدالمجید السلفی	مطبعة الزهراء الحدیثه موصل
۷۲	المعجم الوسیط		مجمع اللغة العربیه جمهوریه مصر
۷۳	المغنی	الإمام ابومحمد عبدالله بن قدامه	مکتبة الریاض الحدیثة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۴	المنتخب	الحافظ عبد بن حميد تحقيق : أبوعبدالله مصطفى بن العدوى	دار الأرقم الكويت
۷۵	المنتقى	أبومحمد عبدالله على الجارود (ت ۳۰۷ھ)	حديث اكاڈمی باكستان
۷۶	موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان	الحافظ نورالدين الهيثمى تحقيق : محمد عبدالرزاق حمزه	دار الكتب العلميه بيروت
۷۷	ميزان الاعتدال	أبوعبدالله محمد بن أحمد الذهبى (ت ۷۴۸ھ)	دار المعرفه بيروت
۷۸	نصب الرايه	العلامه جمال الدين الزيلعى	المكتب الإسلامى بيروت
۷۹	النكت على كتاب ابن صلاح	الحافظ ابن حجر عسقلانى تحقيق : د/ربيع بن هادى عمير المدخلى	المجلس العلمى بالجامعة الإسلامية بالمدينه المنوره
۸۰	نيل الأوطار	العلامه محمد بن على الشوكانى	مصطفى البابى الحلبى مصر

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

مقدمہ ۳

سفر کی تعریف ۱۰

سفر کی لغوی تعریف ۱۰

سفر کی اصطلاحی تعریف اوراس کی شرعی تحدید ۱۰

سفر کی قسمیں ۱۲

حرام سفر ۱۲

مشروع ومباح سفر ۱۳

سفر میں غیر شرعی آلات سے اجتناب ۱۴

سفر کے لیے جمعرات کو نکلنا مستحب ہے ۱۵

ملاحظہ ۱٦

صبح کے وقت سفر کے لیے نکلنا چاہئے ۱٦

شروع رات میں سفر کرنا مکروہ ہے ۱۷

جماعت کے ساتھ سفر کرنا مستحب ہے ۱۸

سفر میں اجتماعیت کی رعایت ۲۱

سفر میں ایک آدمی کو امیر بنانا جس کی اطاعت کی جائے ۲۱

وداع کے وقت مقیم کی مسافر کے لیے دعاء ۲۲

مسافر کی مقیم کے لیے دعاء ۲۳

سفر کی دعاء ۲۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانور یا سواری کے لڑکھڑانے پر دعاء ۔۔۔۔۔۔ ۲۴
بستی یا شہر میں داخل ہونے کی دعاء۔۔۔۔۔۔ ۲۵
بازار میں داخل ہونے کی دعاء۔۔۔۔۔۔ ۲٦
تکبیر و تسبیح کا مقام ۔۔۔۔۔۔ ۲٦
کسی جگہ اترنے کی دعاء۔۔۔۔۔۔ ۲٦
سفر میں صبح کی دعاء۔۔۔۔۔۔ ۲۷
سفر میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔۔۔۔۔۔ ۲۷
اثنائے سفر کا قیام۔۔۔۔۔۔ ۲۸
سفر سے جلد واپسی مستحب ہے۔۔۔۔۔۔ ۲۸
سفر سے واپسی پر دن میں گھر آنا مستحب ہے۔۔۔۔۔۔ ۲۹
فائدہ۔۔۔۔۔۔ ۳۰
سفر سے واپسی کی دعاء۔۔۔۔۔۔ ۳۲
سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں جا کر دو رکعتیں نماز ادا کرنا مستحب ہے۔۔۔۔۔۔ ۳۳
سفر سے واپسی پر دعوت کرنا۔۔۔۔۔۔ ۳۴
سفر سے واپسی پر گرم جوش استقبال۔۔۔۔۔۔ ۳۵
عورت کا سفر۔۔۔۔۔۔ ۳٦
ذو محرم کی تعریف۔۔۔۔۔۔ ۳۸
سفر میں بیویوں کے درمیان انصاف۔۔۔۔۔۔ ۴۰
سفر میں موزوں پر مسح کرنے کا بیان۔۔۔۔۔۔ ۴۰
مسافر کے لیے تیمم کا مسئلہ۔۔۔۔۔۔ ۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمعہ کے دن سفر کرنے کا مسئلہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴٦
مسافر پر جمعہ واجب ہے یا نہیں؟ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۰
سفر میں اذان واقامت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۳
قصر صلاۃ کا مسئلہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۴
نماز کے قصر کے مسئلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۵
سبب اختلاف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵٦
پہلا قول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۷
قائلین وجوب کے دلائل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۹
دوسرا قول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ٦۵
دلائل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ٦٦
مذکورہ دلائل پر ایک نظر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۷۰
تیسرا قول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸۹
مسافت قصر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹۱
پہلا قول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹۱
دوسرا قول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹۲
تیسرا قول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹۲
چوتھا قول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹۳
پانچواں قول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹٦
چھٹا قول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹۷
ساتواں قول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیلو میٹر میں مسافت قصر کی تحدید ۹۹

راجح قول ۹۹

قصر کب سے شروع کریں ۱۰۰

مدّت قصر ۱۰۲

پہلا قول ۱۰۲

دوسرا قول ۱۰۳

تیسرا قول ۱۰۳

چوتھا قول ۱۰۴

پانچواں قول ۱۰۵

متردد کے بارے میں ائمہ اربعہ کا موقف ۱۱۱

ملاحظہ ۱۱۲

نماز کا وقت ہو جانے پر سفر کرے تو کیا کرے؟ ۱۱۲

مقیم کے مسافر کی اقتداء کرنے کا مسئلہ ۱۱۳

مسافر کے مقیم کی اقتداء کرنے کا مسئلہ ۱۱۴

اقتداء کا طریقہ ۱۱۵

جمع بین الصلاتین ۱۱۸

جمع بین الصلاتین اور ائمہ کے درمیان اختلاف ۱۱۸

راجح مسلک اور دیگر اقوال کی دلائل پر ایک نظر ۱۲٦

جمع بین الصلاتین کے لیے اذان و اقامت کا مسئلہ ۱۳۰

اگر کوئی شخص سفر میں نماز بھول جائے تو کیا کرے؟ ۱۳۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفر میں نوافل وسنن کا مسئلہ ۱۳۶
راجح قول ۱۳۷
مجوّزین کی دلائل پر ایک نظر ۱۳۹
امام نووی کی تاویل ۱۴۱
صاحب المغنی کی تطبیق ۱۴۲
سواری پر نماز پڑھنے کا مسئلہ ۱۴۳
سفر میں روزے کے مسائل ۱۴۶
جمہور کا قول ۱۵۰
ظاہریہ کی دلائل پر ایک نظر ۱۵۲
دوران سفر روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں افضل کیا ہے؟ ۱۵۶
مراجع ومصادر ۱۵۸
فہرست مضامین ۱۶۵

* * * * * * *

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

اللغة الأردية

أحكام السفر

في ضوء الكتاب والسنة

تاليف

عبد العليم بن عبد الحفيظ السلفي

إشراف ومراجعة

فضيلة الشيخ أحمد مجتبى السلفي المدني

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بمحافظة يدمة بمنطقة نجران المملكة العربية